۱۴۵ یہ ان کی نرم دلی اور خدا خوفی کا بیان ہے کہ جب ان کے سامنے قرآن کی آیتیں پڑھی گئیں تو وہ خدا کے خوف سے رونے لگے اور انہوں نے حق کو پہچان کر فوراً قبول کر لیا کیونکہ وہ خود تورات و انجیل کے عالم تھے اور آخر الزمان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف سے واقف تھے۔ یَقُوْلُوْنَ الخ قرآن کی آیتیں سن کر روتے جا رہے تھے۔ اے ہمارے پروردگار ہم تیری توحید پر اور تیرے آخری پیغمبر پر ایمان لے آئے اب ہمیں بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں لکھ لے اور اس میں شامل فرما لے۔ الشّٰھِدِیْنَ سے امت محمدیہ مراد ہے کیونکہ وہ قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام کے حق میں حق تبلیغ ادا کرنے کی گواہی دیں گے معہ امۃ محمد علیہ السلام الذین ھم شھداء علی سائر الامم یوم القیٰمۃ (مدارک ج ۱ ص ۲۳۳) ای مع امۃ محمد الذین یشھدون بالحق الخ (قرطبی ج ۶ ص ۲۵۹) ۱۴۶ یعنی جب ہماری خواہش یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں ہمیں نیک لوگوں کی معیت اور سنگت عطا فرمائے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ ہم اللہ پر ایمان نہ لائیں اور ان تمام سچی باتوں کو نہ مانیں جو اللہ کی طرف سے ہم کو پہنچی ہیں۔ فَاَثَابَھُمُ یہ ان کے لئے بشارت اخروی ہے۔ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا الخ یہ منکرین اور مکذبین کے لئے تخویف اخروی ہے۔ یہاں تک نفی شرک فی التصرف کا بیان تھا

دوسرا حصہ

دوسرا جزء۔ نفی شرک فعلی

۱۴۷ یہاں سے سورت کے دوسرے حصے کا دوسرا جزء شروع ہوتا ہے۔ جس میں لف و نشر غیر مرتب کے طور پر مسئلہ نفی شرک فعلی کا اعادہ کیا گیا ہے۔ شرک فعلی کے سلسلے میں چار چیزیں بیان کی گئی ہیں (۱) اول تحریمات غیر اللہ یا تحریمات عباد یا تحریمات مشرکین (۲) غیر اللہ کی نذریں (۳) تحریمات اللہ اور (۴) اللہ کی نذریں۔ اور (۴) کا حکم یہ ہے کہ وہ حلال ہیں انہیں کھانا چاہئے اور (۲) اور (۳) کا حکم یہ ہے کہ وہ حرام ہیں انہیں نہیں کھانا چاہئے۔ اس آیت میں تحریمات غیر اللہ کا ابطال فرمایا۔ مشرکین نے اپنے معبودوں کی رضا جوئی کے لئے محض اپنی طرف بعض حلال و پاک چیزوں کو اپنے اوپر حرام رکھا تھا۔ مثلاً بحیرہ سائبہ وغیرہ۔ جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ بحالت شرک جن حلال چیزوں کو تم نے حرام کر رکھا تھا ان کو حلال جانو اور ان کو کھاؤ اور تحریمات اٹھاؤ طَیِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ الخ میں اضافت بیانی ہے اور مطلب یہ ہے پاکیزہ چیزوں کو یعنی ان چیزوں کو جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہیں حرام مت ٹھہراؤ۔ وَلَا تَعْتَدُوْا حد سے مت گذرو۔ یہاں مراد یہ ہے کہ اپنی طرف سے اللہ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام مت کرو۔ ای لا تحرموا ما احل

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰۤى اَعْيُنَهُمْ

اور جب ۱۴۵ سنتے ہیں اس کو جو اترا رسول پر تو دیکھے تو ان کی آنکھوں کو

تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ

کہ ابلتی ہیں آنسوؤں سے اس وجہ سے کہ انہوں نے پہچان لیا حق بات کو کہتے ہیں

رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَمَا لَنَا

اے رب ہمارے ہم ایمان لائے سو تو لکھ ہم کو ماننے والوں کے ساتھ ف۱ اور ہم کو کیا ہوا کہ

لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ وَنَطْمَعُ

یقین نہ لاویں اللہ پر ۱۴۶ اور اس چیز پر جو پہنچی ہم کو حق سے اور توقع رکھیں

اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ فَاَثَابَهُمُ

اس کی کہ داخل کرے ہم کو رب ہمارا ساتھ نیک بختوں کے ف۲ پھر ان کو بدلے میں دیئے

اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

اللہ نے اس کہنے پر ایسے باغ کہ جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَ

رہا کریں ان میں ہی اور یہ ہے بدلہ نیکی کرنے والوں کا اور

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ

جو لوگ منکر ہوئے اور جھٹلانے لگے ہماری آیتوں کو وہ ہیں دوزخ کے

الْجَحِيْمِ ﴿۸۶﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ

رہنے والے ف۳ اے ایمان والو ۱۴۷ مت حرام ٹھہراؤ وہ لذیذ چیزیں

مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ

جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کر دیں اور حد سے نہ بڑھو بیشک اللہ پسند نہیں کرتا

الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۠

حد سے بڑھنے والوں کو اور کھاؤ اللہ کے دیئے ہوئے میں سے جو چیز حلال پاکیزہ ہو ۱۴۸

۱۴۵ بشارت ۱۴۶ تخویف اخروی ۱۴۷ اعادہ مضمون نفی شرک فعلی بطریق لف و نشر غیر مرتب ۱۴۸ اضافت بیانیہ ہے

۱۴۹ اس کی تفسیر سورت انعام میں گزر چکی ہے ۱۴۹ معبودان باطلہ کی وجہ سے تحریمیں

مسئلہ کا بیان ہے۔ غیر اللہ کی نذریں ۱۴۹ تحریمیں کی بجائے حالت شرک پر ان کو حلال سمجھ کر کھاؤ

۱۱ ع ۹

موضح قرآن ف۱ مکے میں کافروں نے جب مسلمانوں پر ظلم کیا تو حضرت نے اذن دیا کہ اور ملک میں نکل جاؤ۔ قریب اسی آدمی مسلمان بعضے تنہا بعضے گھر سمیت ملک حبشہ میں جا رہے وہاں کا بادشاہ خوب منصف تھا۔ پھر مکے کے کافروں نے اس کو بہکایا کہ اس قوم کو رہنے نہ دو کہ حضرت عیسیٰ کو غلام کہتے ہیں۔ تب بادشاہ نے مسلمانوں کو بلا کر پوچھا اور قرآن پڑھوا کر سنا وہ اور اس کے علماء بہت روئے اور کہا حضرت عیسیٰ نے فرمایا ہے میرے بعد پیش از قیامت ایک نبی اور آویگا وہ بیشک یہی نبی ہے۔ وہ بادشاہ خفیہ مسلمان ہوا ان کے حق میں یہ آیتیں ہیں:۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی جماعۃ کہ اکمل امت باشند ۱۲ ف۲ یعنی بہ بہشت ۱۲ ف۳ مترجم گوید در آیات مذکورہ اشارہ است بفضیلت قومی از نصاری حبشہ کہ بمعو جعفر طیار بخدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمدہ مسلمان شدند واللہ اعلم ۱۲۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿٨٨﴾ لَا يُؤَاخِذُكُمُ
اور ڈرتے رہو اللہ سے جس پر تم یقین رکھتے ہو ف۱۴۸ نہیں پکڑتا تم کو
اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا
اللہ ف۱۴۹ تمہاری بیہودہ ف۱۵۰ قسموں پر لیکن پکڑتا ہے اس پر جس
عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ
قسم کو تم نے مضبوط باندھا ف۲ سو اس کا کفارہ کھانا دینا ہے دس
مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ
محتاجوں کو اوسط درجہ کا کھانا جو دیتے ہو اپنے گھر والوں کو
اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ
یا کپڑا پہنا دینا دس محتاجوں کو یا ایک گردن آزاد کرنی پھر جس کو میسر نہ ہو
فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا
تو روزے رکھنے ہیں تین دن کے یہ کفارہ ہے تمہاری قسموں کا جب
حَلَفْتُمْ ۭ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ
قسم کھا بیٹھو اور حفاظت رکھو ف۱۵۱ اپنی قسموں کی ف۳ اسی طرح بیان کرتا ہے
اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٨٩﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اللہ تمہارے لئے اپنے حکم تاکہ تم احسان مانو ف۴ اے ایمان ف۱۵۲
اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ
والو یہ جو ہے شراب اور جوا اور بت اور پانسے
رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ
سب گندے کام ہیں شیطان کے سو ان سے بچتے رہو تاکہ تم
تُفْلِحُوْنَ ﴿٩٠﴾ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ
نجات پاؤ شیطان تو یہی چاہتا ہے ف۱۵۳ کہ ڈالے تم میں

اللہ وشرائع (قرطبی ج ۶ ص۲۶۳) **ف۱۴۸** یہ ماقبل ہی کی تاکید وتفصیل ہے کہ جو حلال وطیب چیزیں اللہ نے تم کو دی ہیں ان سے پورا پورا فائدہ اٹھاؤ اور جس چیز پر تم ایمان لائے ہو اس سے ڈرتے رہو اور اس کے احکام کی مخالفت ہرگز نہ کرو۔ نہ حلال چیزوں کو حرام جانو اور نہ ان کو بے جا صرف کرو۔ **ف۱۴۹** یہاں یمین (قسم) کی دو قسموں یعنی یمین لغو اور یمین منعقدہ کا حکم بیان فرمایا ہے تحریمات عباد کے ابطال کے بعد قسم کے احکام بیان فرمائے۔ دونوں میں ربط اور مناسبت یہ ہے کہ جس طرح ایک شخص اپنی طرف سے تحریم کر کے ایک چیز کو اپنے اوپر حرام کر لیتا ہے اسی طرح یمین کے ذریعے بھی حلال کو حرام کر لیتا ہے۔ اس لئے تحریمات عباد کے ساتھ یمین کے احکام بیان فرما دیئے۔ **ف۱۵۰** یمین لغو کی تفصیل سورۂ بقرہ کی تفسیر میں ص۱۰۸ پر حاشیہ (۴۴۵) میں گذر چکی ہے۔ یمین لغو کا حکم یہ ہے کہ اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں نہ دنیا میں کفارہ نہ آخرت میں سزا وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ الخ لیکن یمین منعقدہ پر مؤاخذہ ہوگا یعنی اگر اسے توڑ دیا تو اس کا کفارہ دینا ہوگا۔ یمین منعقدہ یہ ہے کہ آئندہ زمانے میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر اللہ کے نام کی قسم کھائی اگر قسم پوری کر دی تو بہتر ورنہ اس کا کفارہ واجب ہوگا فَكَفَّارَتُهٗٓ الخ قسم توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دو وقت ایسا کھانا کھلاوے جیسا کہ وہ عام طور پر اپنے گھر میں کھاتے ہیں۔ کھانا کھلانے کے بجائے اگر دس مسکینوں کو فی کس دو سیر گندم یا چار سیر جو دیدے تو بھی جائز ہے۔ یا دس مسکینوں کو متوسط درجے کے کپڑے دیدے۔ فی کس دو کپڑے، چادر اور قمیص یا تہبند اور قمیص یا پگڑی اور چادر علی ہذا القیاس یا غلام آزاد کر دے اگر ان مالی صورتوں میں سے کسی ایک کی طاقت نہ ہو تو پھر لگاتار تین روزے رکھے کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود کی قرأت میں ہے فصیام ثلثة ایام متتابعات یہ قرأت مشہور ہے (مظہری ج ۳ ص۱۷۰) **ف۱۵۱** اس کے دو معنی ہیں اول یہ کہ قسم کھا کر اس پر پکے رہو اور اسے توڑو مت۔ دوسرے یہ کہ سرے سے قسم کھاؤ ہی مت۔ فبروا فیہا ولا تحنثوا اذا لم یکن الحنث خیرا اولا تحلفوا اصلا (مدارک ج ۱ ص۲۳۳) حضرت شیخ قدس سرہ دوسرے مفہوم کو ترجیح دیتے کیونکہ وہ سیاق قرآن کے مطابق ہے **ف۱۵۲** یہ دوسرے مسئلے کا بیان ہے یعنی غیر اللہ کی نذر و نیاز حرام اور نجس ہے اَلْمَيْسِرُ یعنی جوا۔ اس سے جوئے کی کوئی بھی مخصوص صورت مراد نہیں بلکہ وہ تمام صورتیں اور شرطیں مراد ہیں جن پر جوئے کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ مثلاً لاٹری، ریس پر بازی لگانا وغیرہ۔ الانصاب۔ نُصُبٌ

ف ۱ یعنی تحریم حلال مناسبت سے یمین کو لایا گیا ۱۲۔ ف ۲ مراد متتابعات ہیں کما فی الحدیث عن عبداللہ بن مسعود ۱۲۔ ف ۳ اس کے دو معنی ہیں (۱) قسم ہی نہ کھاؤ (۲) یا قسم کھا کر مت توڑو ... پہلا معنی سیاق قرآن کے موافق ہے ... مسئلہ کا بیان یعنی غیر اللہ کی نذر و نیاز ... ف ۵ ... علت ... انصاب اور ازلام ... علت شرعی ... بیان نہیں کیا گیا ۱۲

موضح قرآن ف۱ جو چیز شروع میں صاف حلال ہے اس سے پرہیز کرنا برا ہے۔ یہ دو طرح ہوتا ہے ایک یہ کہ زہد کے سبب سے اپنے اوپر تنگ پکڑے کہ یہ رہبانیت ہمارے دین میں پسند نہیں۔ بلکہ تقویٰ چاہیئے کہ جو منع ہوا اس کے نزدیک نہ جاوے دوسرے یہ کہ قسم کھا بیٹھا ایک کام پر یہ بھی بہتر نہیں، جو کام موافق شرع ہے اس سے قسم نہ کھاوے اور کھا بیٹھا تو توڑے اور کفارہ دے۔ یہ آگے فرمایا **ف۲** جس بات پر قصد کر کر قسم کھائی آئندہ کو پھر اس کے خلاف ہو تو تین بات میں سے ایک کرے جو چاہے یا دس محتاج کو کھلانا یعنی ہر ایک کو اناج دینا۔ دو سیر گیہوں یا چار سیر جو یا ان کو کپڑا دینا جس میں بدن کم کھلا رہے۔ ایک بردہ آزاد کرنا ان تین میں کسی کا مقدور نہ ہو تو تین روزے اور اپنی قسم کو چاہیئے تھامنا یعنی تا مقدور قسم نہ کھاوے اور زبان کی یہ عادت نہ کرے۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی ترک نکاح یا ترک اکل لحم وامثال آن درست نیست ۱۲ **ف۲** مترجم گوید یعنی بہ لغو کفارت واجب نیست چنانکہ از دور شبحی بیند و ظن گوید واللہ زید است و زید نباشد وبہ یمین منعقدہ اگر حانث شود کفارت واجب است چنانکہ گوید واللہ این طعام نخورم یا در این خانہ نہ در آیم وعلی ہذا القیاس واللہ اعلم ۱۲ **ف۳** یعنی تا مقدور حانث نشوید ۱۲

کی جمع ہے۔ یعنی بڑے بڑے بت۔ مراد ان کے نام پر دی جانے والی نذریں ہیں والازلام اس سے تیروں کے ذریعے تقسیم مراد ہے۔ ان تمام چیزوں کو ناپاک اور شیطانی فعل قرار دیا اور فرمایا ان سے اجتناب کرو اور دور رہو اسی میں تمہاری کامیابی اور فلاح کا راز مضمر ہے۔ **۱۵۳** یہ شراب اور جوئے سے اجتناب کرنے کی علت بیان فرمائی انصاب اور ازلام سے احتراز کی علت یعنی شرک فی التصرف اور شرک فعلی چونکہ ظاہر اور واضح تھی اس لئے اسے بیان نہیں فرمایا۔ اَنْ یُّوْقِعَ الخ یعنی شراب نوشی اور جوئے بازی کے ذریعے شیطان تم میں بغض و عداوت پیدا کرنا اور تمہیں اللہ کی یاد سے خصوصاً نماز سے غافل کرنا چاہتا ہے۔ کیا پھر بھی تم ان برائیوں سے باز نہیں آؤ گے **۱۵۴** یہ حکم بالا کی تاکید ہے۔ اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اور ان کی نافرمانی سے بچو۔ اگر تم نے اللہ اور اس کے رسول کے احکام سے اعراض کیا تو اس سے تم نے ہمارے رسول کا کچھ نقصان نہیں کیا کیونکہ اس کا فرض ابلاغ تھا جسے اس نے احسن طریق سے ادا کر دیا۔ پیغمبر علیہ السلام کی نافرمانی سے تم اپنی ہی عاقبت برباد کر رہے ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی مخالفت کرنے والوں کے لئے وعید شدید ہے وھٰذا تھدید عظیم و وعید شدید فی حق من خالف فی ھٰذا التکلیف و اعرض فیہ عن حکم اللہ (کبیر ج ۳ ص ۶۵۲) **۱۵۵** یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ یعنی جو لوگ اب تک شراب پیتے رہے، جوا کھیلتے رہے اور غیر اللہ کی نذریں نیازیں کھاتے رہے اور نزول تحریم سے پہلے ہی فوت ہو گئے ان کا کیا ہوگا۔ تو اس کے جواب میں فرمایا کہ جو مومنین نزول تحریم سے پہلے مذکورہ بالا اشیاء کھاتے پیتے رہے ہیں ان پر کوئی گناہ نہیں اِذَا مَا اتَّقَوْا جب کہ وہ شرک سے بچے رہے اور صدق دل سے ایمان لائے اور نیک اعمال کئے ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا پھر اس اتقاء عن الشرک اور ایمان خالص پر قائم رہے۔ جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا (حجرات ع ۳) ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اَحْسَنُوْا پھر وہ اتقاء کامل یعنی درجہ احسان تک پہنچ گئے۔ اتقوا الشرک وآمنوا باللہ ورسولہ (قرطبی ج ۶ ص ۲۹۶) اذا ما اتقوا الشرک (مدارک ج ۱ ص ۲۳۳) قال محمد بن جریر الاتقاء الاول ھو الاتقاء بتلقی امر اللہ بالقبول والتصدیق والدینونۃ بہ والعمل والاتقاء الثانی بالثبات علی التصدیق والثالث الاتقاء بالاحسان والتقرب بالنوافل (قرطبی) یہ تیسرے مسئلے کا بیان ہے۔ یعنی اللہ کی تحریمات کو قائم رکھو اور ان کو حلال مت سمجھو۔ یہاں احرام کی حالت میں شکار کرنے سے منع فرمایا۔ شکار کرنا اگرچہ حلال ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے جو تحلیل و تحریم کا مختار ہے بحالت احرام شکار کو حرام کر دیا ہے لہٰذا اس کے حکم کی تعمیل لازم ہے۔ لَیَبْلُوَنَّکُمُ یہ بحالت احرام شکار کرنے کی ممانعت کی تفصیلی علت ہے یعنی اس ممانعت سے اللہ تعالیٰ یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ اس کو غیب دان جان کر کون اس سے ڈرتا ہے کہ اللہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اور اس کی

اَلْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ

دشمنی اور بیر بذریعہ شراب اور جوئے کے اور روکے تم کو

عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿۹۱﴾

اللہ کی یاد سے اور نماز سے سو اب بھی تم باز آؤ گے ف۱

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ۚ فَاِنْ

اور حکم مانو اللہ کا ف۱ اور حکم مانو رسول کا اور بچتے رہو پھر اگر

تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۹۲﴾

تم پھر جاؤ گے تو جان لو کہ ہمارے رسول کا ذمہ صرف پہنچا دینا ہے کھول کر

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ

جو لوگ ایمان لائے اور کام نیک کئے ان پر گناہ نہیں

فِيْمَا طَعِمُوْۤا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اس میں جو کچھ پہلے کھا چکے جب کہ آئندہ کو ڈر گئے اور ایمان لائے اور عمل نیک کئے

ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ

پھر ڈرتے رہے اور یقین کیا پھر ڈرتے رہے اور نیکی کی اور اللہ

يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۳﴾ ع يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ

دوست رکھتا ہے نیکی کرنے والوں کو ف۲ اے ایمان والو البتہ تم کو آزمائے گا

اللّٰهُ بِشَیْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗۤ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ

اللہ ایک بات سے اس شکار میں کہ جس پر پہنچتے ہیں ہاتھ تمہارے اور نیزے تمہارے

لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى

تاکہ معلوم کرے اللہ کون اس سے ڈرتا ہے بن دیکھے پھر جس نے زیادتی کی

بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۹۴﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اس کے بعد تو اس کے لئے عذاب دردناک ہے اے ایمان والو

موضح قرآن ف۱ شراب جس چیز کا پانی سڑ لیجئے کہ نشہ لانے لگے وہ تھوڑا اور بہت حرام اور نجس ہے۔ باقی جو چیز نشہ لاوے اور سڑی نہ ہو وہ نجس نہیں لیکن حرام ہے۔ اور جوا شرط بدنا کسی چیز پر جس میں جیت اور ہار ہو وہ محض حرام ہے اور ایک طرف کی شرط حرام نہیں باقی جو کھیل کہ ان میں شرط بدنی رواج ہے اگر بغیر شرط کھیلے تو جوا نہ ہوا لیکن یہ کہ شیطان اس بہانے سے روکتا ہے۔ اللہ کی یاد اور نماز سے سو ہوا۔ **ف۲** یعنی کفر کی حالت میں اگرچہ حرام چیز کھائی تھی پھر مسلمان ہوا ڈر کر اور منع پہنچا تو اس کو مانا ڈر کر کہ چھوڑ دیا پھر آگے نیکی پر رہا ڈر کر ایمان کے اعمال پر قائم رہا تو ان تین سبب کے آگے وہ گناہ نہ رہا **ف۳** نیزے کا نام لیا اس میں سب ہتھیار داخل ہوئے پھر یہ دو طرح ذکر کیا ہاتھ سے اور ہتھیار سے اس واسطے کہ احرام میں دونوں طرح شکار کو مارنا یکساں ہے۔ دور سے ہتھیار مارا یا ہاتھ سے صحیح و سلامت پکڑ لیا پھر ذبح کیا اور طریق ذبح میں ان دونوں کا فرق ہے۔ دور سے مارا تو جہاں زخم لگ کر مر گیا حلال ہوا اور سلامت پکڑ لیا تو مواشی کی طرح ذبح کرنا چاہئے ۱۲۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی قبل از تحریم ۱۲ **ف۲** یعنی آنچہ قبل از تحریم خوردند عفو است چون در تقوی رسوخ پیدا کردند و این سخن بدان ماند کہ کسی گوید با تو احسان کنم و باز با تو احسان کنم بمعنی آنکہ پیوستہ احسان کنم ۱۲۔

اطاعت سے ثواب اوراس کی مخالفت سے عذاب ہوگا پہلے اِنَّ اللّٰهَ یَحْكُمُ مَا یُرِیْدُ میں اجمالی علت کا بیان تھا۔ ۱۵۷ مُتَعَمِّدًا۔ قتلہ کے فاعل سے حال ہے اور فَجَزَآءٌ کی خبر محذوف ہے۔ ای فعلیہ جزاء اور مِثْلُ مَا قَتَلَ۔ جزاءٌ سے بدل ہے یا اس کی صفت ہے اور مِنَ النَّعَمِ۔ مَا کا بیان ہے یعنی جس نے احرام کی حالت میں عمداً قصداً شکار کرلیا تو اس کا مثل اس پر بطور جزا واجب ہوگا۔ اور مثل سے امام ابوحنیفہ کے نزدیک مثل معنوی مراد ہے۔ یعنی اس کی قیمت۔ جیسا کہ یَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ اس پر قرینہ ہے۔ کیونکہ مثل صوری کا فیصلہ تو ہر شخص کرسکتا ہے۔ اس کے لئے دو دیانتدار آدمیوں کے فیصلے کی ضرورت نہیں ہے۔ ۱۵۸ بِهٖ کی ضمیر سے حال ہے اور بٰلِغَ الْكَعْبَةِ۔ هَدْیًا کی صفت ہے۔ اگر شکار کی قیمت اس قدر ہو کہ اس سے کوئی ہدی کا جانور خرید ا جاسکے تو اسے خرید کر حدود حرم میں ذبح کردیا جائے

لَا تَقْتُلُوا الصَّیْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ وَمَنْ قَتَلَهٗ

نہ مارو شکار جس وقت تم ہو احرام میں اور جو کوئی تم میں اس

مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ

کو مارے جان کر ۱۵۷ تو اس پر بدلہ ہے اس مارے ہوئے کے برابر مویشی

النَّعَمِ یَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْیًۢا بٰلِغَ

میں سے جو تجویز کریں دو آدمی معتبر تم میں سے اس طرح کہ وہ جانور بطور نیاز ۱۵۸ پہنچایا جاوے

الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِیْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ

کعبہ تک یا اس پر کفارہ ہے چند محتاجوں کو کھلانا یا اس کے برابر

صِیَامًا لِّیَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ؕ

روزے تاکہ چکھے ۱۵۹ سزا اپنے کام کی اللہ نے معاف کیا جو کچھ ہو چکا

وَمَنْ عَادَ فَیَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ ذُو

اور جو کوئی پھر کرے گا اس سے بدلہ لے گا اللہ اور اللہ زبردست ہے بدلہ

انْتِقَامٍ ﴿۹۵﴾ اُحِلَّ لَكُمْ صَیْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا

لینے والا ۱۶۰ حلال ہوا تمہارے لئے ۱۶۰ دریا کا شکار اور دریا کا کھانا تمہارے فائدے

لَّكُمْ وَلِلسَّیَّارَةِ ۚ وَحُرِّمَ عَلَیْكُمْ صَیْدُ الْبَرِّ

کے واسطے اور سب مسافروں کے اور حرام ہوا تم پر جنگل کا شکار

مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۹۶﴾

جب تک تم احرام میں رہو اور ڈرتے رہو اللہ سے جس کے پاس تم جمع ہوگے ف۲

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ قِیٰمًا لِّلنَّاسِ وَ

اللہ نے کردیا ۱۶۱ کعبہ کو جو کہ گھر ہے بزرگی والا قیام کا باعث لوگوں کے لئے اور

الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْیَ وَالْقَلَآىِٕدَ ؕ ذٰلِكَ

بزرگی والے مہینوں کو ۱۶۲ اور قربانی کو جو نیاز کعبہ کی ہو اور جن کے گلے میں پٹہ ڈال کر لیجاویں کعبہ کو یہ ۱۶۳

اَوْ كَفَّارَةٌ الخ اس کا عطف فَجَزَآءٌ پر ہے اور طَعَامُ مَسٰكِیْنَ اس سے بدل ہے یا اس کی قیمت کا غلہ خرید کر مساکین پر اس طرح تقسیم کرے کہ ہر مسکین کے حصے نصف صاع یعنی دو سیر گندم یا صاع یعنی چار سیر جو سے کم نہ آئے اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِیَامًا یہ بھی فَجَزَآءٌ پر معطوف ہے اوراس میں کفارے کی تیسری صورت کا بیان ہے۔ یعنی یا ایسا کرے کہ گندم کے ہر دو سیر یا جو کے ہر چار سیر کے عوض ایک ایک روزہ رکھے ۱۵۹ یہ فعل مقدر اوجبنا ذالک الجزاء سے متعلق ہے۔ یعنی ہم نے یہ جزاء اس لئے واجب کی تاکہ مجرم اپنے کئے کا مزہ چکھ لے۔ اوراس حکم تحریم سے پہلے جو تم بحالت احرام شکار کرتے رہے ہو وہ معاف ہے وَمَنْ عَادَ الخ لیکن جو شخص اس کے بعد اس حکم کی مخالفت کرے گا اور تحریم کے بعد اس فعل کا اعادہ کرے گا تو اس سے اللہ تعالیٰ انتقام لے گا۔ یعنی اس پر جزا واجب ہوگی۔ اگر اس نے جزا ادا نہ کی تو اسے آخرت میں عذاب دیا جائے گا۔ (مظہری و مدارک) ۱۶۰ شکار کی دو قسمیں تھیں۔ پانی کا شکار یعنی مچھلی اور خشکی کا شکار یعنی پرندے اور چوپائے۔ یہاں تفصیل کردی گئی کہ پانی کا شکار احرام کی حالت میں بھی جائز ہے۔ لیکن جب تک تم احرام میں رہو گے۔ اس وقت تک خشکی کے جانوروں کا شکار کرنا حرام ہے۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ اللہ سے ڈرو اور اس کے حکم کی نافرمانی مت کرو آخرت میں اس کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے اس تخویف اخروی کی طرف اشارہ ہے۔ ۱۶۱ یہ چوتھا مسئلہ یعنی اللہ کی نذروں کا بیان ہے ۔ اَلْبَیْتَ الْحَرَامَ۔ الکعبۃ سے بدل یا عطف بیان ہے۔ قِیٰمًا جَعَلَ کا مفعول ثانی ہے اور قیام بمعنی قوام ہے یعنی ان کے امور دین و دنیا کے قائم اور درست ہونے کا ذریعہ وهو ما یقوم به امر دینهم ودنیاهم (مظہری ج ۳ ص ۲۰۵)۔ بیت اللہ سے امور دین کا قوام اس طرح ہے کہ حج و عمرہ اور ہدایا کا تعلق اس سے اور امور دنیا کا اس طرح کہ اہل حرم قتل و غارت وغیرہ سے محفوظ رہتے ہیں۔ یا مطلب یہ ہے کہ بیت اللہ کی بدولت تمام دنیا کے لوگوں کی زندگی محفوظ ہے اور یہ اس وقت تک ہے جب تک دنیا کے مسلمان وہاں حاضر ہوکر حج و عمرہ بجالاتے رہیں گے اگر لوگ حج کرنا چھوڑدیں یہاں تک کہ

موضح قرآن ف مسئلہ یوں ہے کہ اگر احرام میں شکار پکڑے تو فرض ہے کہ چھوڑدے۔ اور اگر مارے تو اس قدر قیمت کا ایک جانور ان مواشی میں سے بکری یا گائے یا اونٹ وہ کعبہ تک پہنچا کر ذبح کرے اور آپ نہ کھاوے یا اس قیمت کا اناج لیکر محتاجوں کو کھلاوے ہر محتاج کو دو سیر گیہوں یا جتنے محتاجوں کو پہنچتا اس قدر روزے رکھے اور قیمت ٹھہراویں دو مسلمان معتبر **ف۲** احرام میں دریا کا شکار یعنی مچھلی حلال ہے اور دریا کا کھانا یعنی جو مچھلی پانی سے جدا ہو کر مرگئی اس نے نہیں پکڑی وہ بھی حلال ہے۔ فرمایا کہ تمہارے فائدے کو رخصت دی پھر کوئی نہ سمجھے کہ حج کے طفیل سے حلال ہے پھر فرمایا کہ اور سب مسافروں کے فائدے کو مچھلی اگر چہ تالاب میں ہو وہ بھی شکار دریا ہے۔ یہ حکم شکار کا معلوم ہوا احرام کے اندر اور احرام میں قصد ہے مکے کا اس شہر مکہ اور گرد و پیش میں ہمیشہ شکار مارنا حرام ہے۔ بلکہ شکار کو ڈرانا اور بھگانا بھی۔ ۱۲

فتح الرحمن ف جزاء صید یکی از سہ چیز تواند بود مماثل صید را در حرم ذبح کند و مماثلت نزدیک شافعی بخلقت و ہیأت است و نزدیک ابی حنیفہ بقیمت یا بقیمت چند صید طعام خرید نماید و بمسکینان دہد نزدیک شافعی ہر مسکینی را مدی و نزدیک ابی حنیفہ ہر مسکینی را نیم صاع از گندم یا یک صاع از جو یا بشمار مسکینان علی اختلاف المذہبین روزہ دارد واللہ اعلم ۱۲

ایک متنفس بھی حج نہ کرے تو اللہ تعالیٰ فوراً دنیا کو تباہ کردے قیل لو ترکوہ عاما لم ینظروا ولم یؤخروا (مدارک ص ۲۳۵ ج ۱) ۱۶۲ یہ الکعبۃ پر معطوف ہے اور الف لام جنس کا ہے۔ مراد رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم ہے
ان عزت والے مہینوں میں بھی لوگ قتال سے محفوظ رہتے ہیں وَالْهَدْيَ وَالْقَلَائِدَ یہ بھی الکعبۃ پر معطوف ہیں ھدی اور قلائد کی تفسیر حاشیہ ( ) میں گذر چکی ہے۔ دونوں سے مراد وہ چوپائے ہیں جو
بیت اللہ کی نذروں اور محض اللہ کی رضا جوئی کی خاطر حدود حرم میں ذبح کے لئے لے جائے جائیں۔ بیت اللہ کی نذر و منت کے جانور بھی لوگوں کے لئے باعث امن و سلامتی ہیں کیونکہ ان کی وجہ سے
راستے میں کوئی چور یا ڈاکو ان سے کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہیں کرتا۔ یا مطلب یہ ہے کہ جب تک لوگ اللہ کے نام کی نذریں نیازیں دیتے رہیں گے اس وقت تک اللہ تعالیٰ ان کو ہر بلا سے امن میں رکھے گا۔

لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ
یہ اس لئے کہ تم جان لو کہ بیشک اللہ کو معلوم ہے جو کچھ کہ ہے آسمان اور زمین میں
وَأَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿۹۷﴾ اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ
اور اللہ ہر چیز سے خوب واقف ہے ف۱ جان لو کہ بے شک اللہ کا عذاب
الْعِقَابِ وَأَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۹۸﴾ مَّا عَلَى الرَّسُولِ
سخت ہے ۱۶۴ اور بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے رسول کے ذمہ نہیں
إِلَّا الْبَلَاغُ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ﴿۹۹﴾
مگر پہنچا دینا اور اللہ کو معلوم ہے جو تم ظاہر میں کرتے ہو اور جو چھپا کر کرتے ہو
قُل لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ أَعْجَبَكَ كَثْرَةُ
تو کہہ دے کہ برابر نہیں ناپاک ۱۶۵ اور پاک اگرچہ تجھ کو بھلی لگے ناپاک
الْخَبِيثِ ۚ فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿۱۰۰﴾
کی کثرت سو ڈرتے رہو اللہ سے اے عقلمندو تا کہ تمہاری نجات ہو ف۲
ع ۱۳
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِن تُبْدَ لَكُمْ
اے ایمان والو ۱۶۶ مت پوچھو ایسی باتیں کہ اگر تم پر کھولی جاویں
تَسُؤْكُمْ وَإِن تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ
تو تم کو بری لگیں اور اگر پوچھو گے یہ باتیں ایسے وقت میں کہ قرآن نازل ہو رہا ہے
تُبْدَ لَكُمْ عَفَا اللَّهُ عَنْهَا ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴿۱۰۱﴾
تو تم پر ظاہر کر دی جاویں گی اللہ نے ان سے درگذر کی ہے اور اللہ بخشنے والا تحمل والا ہے ف۳
قَدْ سَأَلَهَا قَوْمٌ مِّن قَبْلِكُمْ ثُمَّ أَصْبَحُوا بِهَا كَافِرِينَ ﴿۱۰۲﴾
ایسی باتیں پوچھ چکی ہے ایک جماعت تم سے پہلے پھر ہو گئے ان باتوں سے منکر ف۴
مَا جَعَلَ اللَّهُ مِن بَحِيرَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ
نہیں مقرر کیا اللہ نے ۱۶۷ بحیرہ اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ

۱۶۳ یہ ماقبل کی علت ہے یعنی چونکہ تمام مافی السموات والارض کا غیب اللہ ہی جانتا ہے۔ اس لئے نیازیں بھی اسی کے نام کی دو اس سے معلوم ہوا کہ جب اللہ کے سوا کوئی غیب دان نہیں تو اس کے سوا نذر و نیاز کے لائق بھی کوئی نہیں۔ صنعتہ احتباک۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ (ع ۱۲) میں تحریمات غیر اللہ کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ دلیل مذکور نہیں ہے۔ اس کے بعد یایھا الذین اٰمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام جس میں غیر اللہ کی نیازوں کا مسئلہ مذکور ہے۔ مگر اس کے ساتھ اس کی دلیل مذکور نہیں۔ پھر یایھا الذین اٰمنوا لیبلونکم اللہ (ع ۱۳) میں تحریمات اللہ کا بیان ہے اور اس کے ساتھ لیعلم اللہ من یخافہ بالغیب سے اس کی دلیل بھی بیان کی گئی ہے۔ اس کے بعد جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام الخ میں اللہ کی نیازوں کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے اور ساتھ ہی ذلک لتعلموا ان اللہ یعلم ما فی السموٰت وما فی الارض الخ سے اس کی دلیل بھی مذکور ہے۔ یہاں صنعت احتباک ہے۔ یعنی جن مسائل کے ساتھ ان کی دلیل مذکور نہیں ان کی دلیل بھی وہی ہے جو دوسرے مسائل کے ساتھ ذکر کی گئی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ جب آسمان و زمین کے تمام غیبوں کو جاننے والا اور ہر جگہ حاضر و ناظر صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس لئے نیازیں بھی اسی کے نام کی دو اور تحریمیں بھی اسی کی باقی رکھو۔ چونکہ اللہ کے سوا کوئی نبی یا ولی، کوئی فرشتہ یا جن غیب دان اور حاضر و ناظر نہیں۔ اس لئے اللہ کے سوا کسی کی نیازیں نہ دو اور نہ کسی کے لئے تحریمیں کرو۔ ۱۶۴ یہ ان لوگوں کے لئے تخویف اخروی ہے جو خود ساختہ تحریمات اور غیر اللہ کی نیازوں سے باز نہ آئیں وَأَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ یہ ان لوگوں کے لئے بشارت اخروی ہے جو ان سے باز آجائیں۔ مَا عَلَى الرَّسُولِ الخ ہمارے پیغمبر علیہ السلام کے ذمے صرف ان مسائل کی تبلیغ ہے جسے اس نے احسن طریق سے سرانجام دیدیا۔ خواہ تم لوگ مانو یا نہ مانو۔ لیکن اللہ تعالیٰ تمہارے ظاہر و باطن کو جانتا ہے اور تمہارا کوئی عمل اس سے پوشیدہ نہیں۔ وہ تمہارے نیک و بد اعمال کی تم کو پوری پوری جزا دے گا۔ ۱۶۵ خبیث سے برے اعمال مثلاً شرک وغیرہ اور حرام مال مثلاً غیر اللہ کی نذریں وغیرہ

موضح قرآن ف۱ عرب کا ملک بے حاکم تھا ہمیشہ اس میں جنگ و فتنہ رہتا مگر بزرگی کعبہ ان پر ثابت تھی تو ماہ حرام میں امن ہوتا اس میں ہر کوئی سفر کر کر اپنا مطلب حاصل کر لاتا اور قربانی کے ساتھ قافلہ گذر جاتا اس طرح گذران چلتی تھی ف۲ یعنی موافق حکم شرع کے جو ہاتھ لگے وہ پاک ہے تھوڑا بھی بہتر ہے اور خلاف شرع جو ہاتھ لگے وہ ناپاک ہے۔ اسکی بہتایت پر نظر نہ کرے بکری کا گوشت ایک سیر بہتر ہے خنزیر کے من بھر سے ف۳ یعنی آپ سے نہ پوچھو کہ یہ چیز روا ہے یا نہیں، یہ کام کریں یا نہ بلکہ جو فرمایا اس پر عمل کرو جو نہ فرمایا اسکو معاف جانو۔ اس میں دین آسان رہے۔ اور جو ہر بات کا جواب آوے تو دین تنگ ہو جائے۔ پھر عمل نہ کر سکو جیسے اگلے نہ کر سکے پھر کفر کی رسمیں بنائیں کہ پوچھنے کی حاجت نہیں جو اللہ نے نہ فرمایا وہ بے اصل ہے اور اسی طرح بے فائدہ باتیں پوچھنی، کسی نے پوچھا میرا باپ کون تھا یا میری عورت گھر میں کس طرح ہے اگر غیر جواب دے تو شاید برا جواب آوے پھر پشیمان ہو

فتح الرحمن ف۱ یعنی مال حرام و مال حلال برابر نیست اگرچہ حرام بسیار جمع می شود واللہ اعلم ۱۲ ف۲ مترجم گوید بعض مردم از آنحضرت بغیر ضرورت سوال میکردند یکی گفت پدر من کیست و دیگر می گفت مرجع من بہشت است یا دوزخ در این باب نازل شد ۱۲

مراد ہیں اور طیب سے نیک اعمال اور حلال مال مراد ہے مثلاً اللہ کی نذریں اور منتیں۔ یعنی نیک اعمال اور برے اعمال اور اسی طرح حلال مال اور حرام مال خدا کے یہاں برابر نہیں ہیں اور دونوں کے احکام ونتائج یکساں نہیں ہیں۔ اگرچہ شرک وبدعت کے اعمال بہت زیادہ ہوں اور حرام کی کمائی نذر غیر اللہ وغیرہ ڈھیروں ہو لیکن اللہ کے یہاں ان کی کوئی قدر نہیں اور شرک وبدعت اور ریا کی آلائشوں سے پاک اعمال اگرچہ کم ہوں اور مال اگرچہ قلیل ہو خدا کے یہاں وہی پسندیدہ ہے۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ الخ اے عقل والو! اللہ سے ڈرو اور عمل طیب اور مال طیب کو اگرچہ کم ہو عمل خبیث اور مال خبیث پر اگرچہ زیادہ ہو، ترجیح دو تاکہ تم دنیا وآخرت میں فلاح اور کامیابی حاصل کر سکو۔ ۱۶۶ نفی شرک فعلی اور نفی شرک فی التصرف کے بیان کے بعد ایمان والوں کو بیجا اور بے محل سوالات پوچھنے سے منع فرمایا۔ ماقبل سے اس کا ربط یہ ہے کہ جب مسئلہ توحید کے اصول ومبادی بیان ہو رہے ہوں اس وقت ایسے جزوی مسائل دریافت نہ کیا کرو جو لوگوں کے دلوں میں بیٹھ چکے ہو کیونکہ ایسے جزوی مسائل اگر قبل از وقت اور بے موقع بیان کر دیئے جائیں تو اس سے ماننے کے بجائے لوگ الٹا ان کا انکار کر دیں گے اور اس طرح اشاعت توحید میں رکاوٹ پیدا ہوگی۔ جیسا کہ پہلی امتوں میں ایسا ہو چکا ہے۔ مثال کے طور پر آج کل اگر توحید کے ابتدائی اصول بیان کئے جا رہے ہوں تو گیارویں وغیرہ کے مسائل دریافت نہ کئے جائیں کیونکہ ابتدا میں ایسا کرنے سے تبلیغ توحید میں رکاوٹ پیدا ہوگی۔ جب توحید کے مبادی واضح ہو چکیں اور لوگوں کی سمجھ میں آجائیں اس وقت اس قسم کے جزوی مسائل بیان کئے جائیں۔ بعض روایتوں میں آتا ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا لوگو! اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے لہذا تم حج کرو۔ ایک صحابی بول اٹھے کہ یا رسول اللہ کیا ہر سال حج کرنا فرض ہے۔ اس پر آپ خاموش ہو گئے یہاں تک کہ اس صحابی نے تین بار اپنا سوال دہرایا۔ اس پر آپ نے فرمایا جب تک میں خود بیان نہ کر دوں تم اپنی طرف سے کوئی بات نہ پوچھا کرو تو بے محل ہو۔ اسی طرح ایک شخص نے آپ سے سوال کر دیا کہ میرا باپ کون ہے وغیرہ اس قسم کے بے موقع سوالات سب اس نہی کے تحت داخل ہیں۔ ماقبل سے آیت کا ربط وہی ہے جو ہم نے پہلے بیان کیا، باقی رہا مذکورہ بالا واقعہ اور اس قسم کے دوسرے واقعات تو وہ بھی اگرچہ آیت کے عموم میں داخل ہیں لیکن آیت کا ربط ان پر موقوف نہیں۔ ۱۶۷ یہ مضمون تحریمات غیر اللہ کا اعادہ ہے۔ بحیرہ اس اونٹنی کو کہتے تھے جس کو طواغیت کی خاطر چھوڑ دیتے تھے اور اس کا دودھ استعمال نہیں کرتے تھے۔ سائبہ وہ جانور جس کو طواغیت کی خاطر بار برداری کے لئے استعمال نہیں کرتے تھے۔ وصیلہ اس نو عمر اونٹنی کو کہتے ہیں جو یکے بعد دیگرے دو مادہ بچے جنے اور ان کے درمیان نر بچہ پیدا نہ ہوا ہو۔ ایسی اونٹنی کو مشرکین اپنے معبودوں کی خوشنودی کے لئے آزاد چھوڑ دیتے تھے۔ حام اس اونٹنی کو کہتے ہیں جس کی پشت سے دس بچے پیدا ہو چکے ہوں، مشرکین اس کو طواغیت کے لئے چھوڑ دیتے۔

وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ

اور نہ حامی ولیکن کافر ۱۶۸ باندھتے ہیں اللہ پر

الْكَذِبَ ۭ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝۱۰۳ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ

بہتان اور ان میں اکثروں کو عقل نہیں ف۱ اور جب کہا جاتا ہے ان کو

تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا

آؤ ۱۶۹ اس کی طرف جو کہ اللہ نے نازل کیا اور رسول کی طرف تو کہتے ہیں

حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَاۗءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ

ہم کو کافی ہے وہ جس پر پایا ہم نے اپنے باپ دادوں کو بھلا اگر ان کے

اٰبَاۗؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَـيْـــًٔـا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ۝۱۰۴ يٰٓاَيُّهَا

باپ دادے نہ کچھ علم رکھتے ہوں اور نہ راہ جانتے ہوں تو بھی ایسا ہی کریں گے ف۲ اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ

ایمان والو تم پر لازم ہے فکر اپنی جان کا ۱۷۰ تمہارا کچھ نہیں بگاڑتا جو کوئی گمراہ ہوا

اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۭ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ

جب کہ تم ہوئے راہ پر اللہ کے پاس لوٹ کر جانا ہے تم سب کو پھر وہ جتلا دے گا تم کو

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۱۰۵ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ

جو کچھ تم کرتے تھے ف۳ ف۱ اے ایمان والو ۱۷۱ گواہ

بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ

درمیان تمہارے جبکہ پہنچے کسی کو تم میں موت وصیت کے وقت

اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ

دو شخص معتبر ہونے چاہئیں تم میں سے یا دو شاہد اور ہوں تمہارے سوا اگر

اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ

تم نے سفر کیا ہو ملک میں پھر پہنچے تم کو مصیبت

قال ابن المسیب انہا (البحیرۃ) التی منع لبنہا للطواغیت فلا تحلب .... (السائبۃ) ھی لناقۃ تبطن عشرۃ البطن اناث فتہمل ولا ترکب ولا یجز وبرھا .... الوصیلۃ من الابل وھی الناقۃ تبکر

موضح قرآن ف۱ یعنی یہ کفر کی رسمیں تھیں کہ مواشی میں کوئی بچہ نیاز رکھتے بت کی تو اس کا کان پھاڑ دیتے نشان کو اور اس کو بحیرہ کہتے اور کوئی جانور بت کے نام پر آزاد کرتے اس کو اس کے اختیار پر چھوڑ دیتے وہ سائبہ تھا اور بعض شخص نے ٹھہرایا کہ جو بچہ نر ہو وہ بت کی نیاز ذبح کروں اور جو مادہ ہو میں رکھوں پھر اگر نر و مادہ ملے ہوتے تو نر بھی آپ رکھتا مادہ کے ساتھ یہ وصیلہ تھا اور جس اونٹ کی پشت سے دس بچے پورے ہوتے لائق سواری کے اور بوجھ کے اس باپ کو لادنا موقوف کرتے اور چارے پانی پر سے نہ ہانکتے وہ حامی تھا یہ سب غلط رسمیں ڈال کر اس کو حکم شرعی سمجھتے تھے ف۲ یعنی باپ کا احوال معلوم ہو کہ حق کا تابع تھا اور صاحب علم تھا تو اس کی راہ پکڑے نہیں تو عبث ہے ف۳ یعنی ان مسئلوں کو تم نے جانا تم ان پر عمل کرو اور جو کوئی اصل دین ہی نہیں مانتا اس کو مسئلے بتانے کیا حاصل اول دین سمجھائے اگر وہ مانے تب مسئلے بتائے۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی اگر شما اصلاح کردید و شرط امر معروف بجا آوردید مخالفت مخالفان ضرر نمیکند۱۲۔

غندلة نتج ثونشي بولادة انثي اخرى ليس بينهما ذكر فيترکونها لا لهتهم . . . الحام الفحل يولد من ظهره عشرة البطن فيقولون حمى ۱۶۸ یعنی اللہ تعالیٰ نے نومذکورہ بالاتحریمات کی ہرگز اجازت نہیں دی لیکن مشرکین یہ سب کچھ اپنی طرف سے کرتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھتے ہیں کہ اللہ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کفروشرک کا حکم نہیں دیتا اور یہ تحریمات غیراللہ تو صریح شرک ہے

فائدہ ۔ مشرکین جس طرح غیراللہ کی خوشنودی اور اپنے معبودان باطلہ کی رضاجوئی کے لئے نذریں مانتے تھے۔ اسی طرح وہ بعض جانوروں کو اپنے معبودوں کی خاطر آزاد چھوڑ دیتے تھے۔ نہ ان کا گوشت کھاتے نہ دودھ پیتے، نہ ان پر سواری کرتے، نہ بوجھ لادتے۔ یہ تحریمات وہ اپنے معبودوں کو راضی کرنے کیلئے کیا کرتے تھے۔ بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام جن کا ابھی ذکر ہوا ہے تحریمات غیراللہ میں داخل ہیں۔ غیراللہ کی نیازوں کو مشرکین حلال سمجھتے تھے اور جن چیزوں کی انہوں نے اپنی طرف سے تحریم کر دی تھی ان کو حرام سمجھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کا حکم بیان فرمایا کہ غیراللہ کی نذریں حرام ہیں انہیں مت کھاؤ۔ اور بحیرہ، سائبہ وغیرہ تحریمات غیراللہ حلال ہیں ان کو کھاؤ اور اپنی خود ساختہ تحریمات کو اٹھاؤ کیونکہ جو چوپائے اللہ نے اپنے بندوں کے لئے حلال کئے ہیں وہ حلال ہی رہیں گے اور بندوں کے حرام کرنے سے حرام نہیں ہو جائیں گے۔ بعض مفسرین نے بحیرہ، سائبہ وغیرہ کو نذر غیراللہ میں داخل کر کے حرام قرار دیا ہے مگر یہ درست نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک طرف تو یہ حکم دیا ہے «لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ» یعنی جو پاکیزہ چیزیں اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہیں انہیں حرام مت کرو۔ اور دوسری طرف فرمایا مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيرَةٍ الخ یعنی اللہ نے بحیرہ۔

الْمَوْتِ تَحْبِسُونَهُمَا مِنْ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ

موت کی تو کھڑا کر دو ان دونوں کو بعد نماز کے ف۱ وہ دونوں قسم کھاویں

بِاللّٰهِ إِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِي بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ

اللہ کی اگر تمہیں شبہ پڑے کہیں کہ ہم نہیں لیتے قسم کے بدلے مال اگرچہ کسی کو

ذَا قُرْبٰى ۙ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ إِنَّا إِذًا لَّمِنَ

ہم سے قرابت بھی ہو اور ہم نہیں چھپاتے اللہ کی گواہی ف۲ نہیں تو ہم بے شک

الْاٰثِمِينَ ١٠٦ فَإِنْ عُثِرَ عَلٰى أَنَّهُمَا اسْتَحَقَّا إِثْمًا

گنہگار ہیں ف۳ پھر اگر خبر ہو جاوے کہ وہ دونوں حق بات دبا گئے ف۴

فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِينَ اسْتَحَقَّ

تو دو گواہ اور کھڑے ہوں ان کی جگہ ان میں سے کہ جن کا حق دبا ہے

عَلَيْهِمُ الْأَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَا أَحَقُّ

جو سب سے زیادہ قریب ہوں ف۵ میت کے پھر قسم کھاویں اللہ کی کہ ہماری گواہی تحقیق

مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَا ۖ إِنَّا إِذًا لَّمِنَ

ہے پہلوں کی گواہی سے اور ہم نے زیادتی نہیں کی نہیں تو ہم بے شک

الظّٰلِمِينَ ١٠٧ ذٰلِكَ أَدْنٰى أَنْ يَّأْتُوا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى

ظالم ہیں ف۶ اس میں امید ہے کہ ادا کریں شہادت کو ٹھیک

وَجْهِهَا أَوْ يَخَافُوا أَنْ تُرَدَّ أَيْمَانٌ بَعْدَ أَيْمَانِهِمْ ۗ

طرح پر اور ڈریں کہ الٹی پڑے گی قسم ہماری ان کی قسم کے بعد ف۷

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوا ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

اور ڈرتے رہو اللہ سے اور سن رکھو اور اللہ نہیں چلاتا سیدھی راہ پر

الْفٰسِقِينَ ١٠٨ ع يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ

نافرمانوں کو ف۸ جس دن اللہ جمع کرے گا سب پیغمبروں کو پھر کہے گا تم کو کیا

ع ۱۴ ۸

موضح قرآن ف۱ یعنی مسلمان مرتے وقت کسی کو اپنے مال کا کام حوالے کرے تو بہتر ہے کہ دو مسلمان معتبر کو کرے پھر اگر وارثوں کو شبہ پڑے کہ ان شخصوں نے کچھ مال چھپایا اور وارث دعویٰ کریں اور شاہد نہیں تو دونوں شخص قسم کھاویں کہ ہم نے نہیں چھپایا اگر سفر میں کام آئے اور وہاں مسلمان پیدا نہ ہوئے تو دو کافر بھی روا ہیں اور قسم دیں بعد نماز عصر کے کہ اس وقت کی دعا نیک و بد زیادہ قبول ہے۔ شاید ڈر کر جھوٹی قسم نہ کھاویں **ف۲** یعنی وارثوں کو شبہ پڑے تو قسم دینے کا حکم رکھا اس واسطے کہ قسم سے ڈر کر اول ہی جھوٹ نہ ظاہر کریں پھر اگر ان کی بات جھوٹ نکلے تو وارث قسم کھاویں یہ بھی اسی واسطے کہ وہ قسم میں دغا نہ کریں۔ جانیں کہ آخر ہماری قسم الٹی پڑے گی۔ اس جگہ شہادت فرمایا ہے اظہار کو مدعی اظہار کرے یا مدعیٰ علیہ جیسے اقرار کو کہتے ہیں اپنی جان پر شہادت دی حضرت کے وقت ایک مسلمان تجارت کو گیا راہ میں مرنے لگا قافلہ میں سے دو نصرانیوں کو اپنا مال سپرد کیا کہ میرے وارثوں کو دیجیو۔ جب وہ لا کر دینے لگے وارثوں نے ایک کٹورا اس میں نہ دیکھا وہ سونے کا تھا مکلف۔ اس کا دعویٰ کیا وہ دونوں قسم کھا گئے کہ ہم کو یہی دیا تھا پھر وارثوں نے وہ کٹورا ایک شخص کے پاس پایا پوچھا تو معلوم ہوا چاندی کا تھا سونے کا ملمع کہ ان نصرانیوں نے بیچا ان پر ثابت کیا تو کہنے لگے کہ میت نے زندگی میں ہمارے ہاتھ بیچا اور قیمت لے چکا تھا پھر وارثوں میں جو دو شخص اس میت کے زیادہ قریب تھے سب کی طرف سے قسم کھا گئے کہ ہم کو بیچنا معلوم نہیں اور میت کے ہاتھ کی فہرست بھی نکلی۔ اس مال میں سے کٹورا اس میں داخل تھا آخر نصرانیوں سے پھیر لیا۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی نماز عصر ۱۲ **ف۲** یعنی گواہی حق کہ خدا بآں فرمودہ ۱۲ **ف۳** یعنی دروغ گواہی دادند و دروغ قسم خوردند ۱۲ **ف۴** یعنی دو کس از ورثہ مظلومین بایستند بجائی ایشان ۱۲ **ف۵** مترجم گوید تاویل آیت بمذہب شافعی آنست کہ مراد از شہادت وصیت است و از منکم من اقاربکم و ذکر اثنین برائے احتیاط و قسم دادن بجہت جاحد بودن در یں دعویٰ کہ خیانت کردہ اند و تعیین صلوٰۃ عصر بجہت تغلیظ یمین و اختیار اثنین برائے احتیاط و اقامت اولیان بجہت مدعیٰ علیہ بودن ایشان در دعویٰ کہ بجہت عذر خود تقریر میکنند چنانچہ در صورت مذکورہ دعویٰ اشتراکردہ بودند و ان اثمتم و فان عثر اشارت است توجہ دعویٰ کسی و بمذہب ابی حنیفہ مانند آنست مگر آنکہ تعیین صلوٰۃ عصر بجہت آنست کہ قضاۃ در محکمہ بین وقت می نشستند پس گویا کہ گفتہ شد در محکمہ قضا واللہ اعلم ۱۲ **ف۶** یعنی اگر کسی داند کہ بعد از سوگند من سوگند مدعی نخواہد بود سوگند دروغ خورد و اگر بداند کہ چوں کذب ظاہر شود مدعیان را سوگند دہند و حق بر سوگند ایشاں ثابت شود و از سوگند دروغ احتیاط کند ۱۲

سائبہ وغیرہ کی تحریم کا کوئی حکم نہیں دیا اور نہ اس کی اجازت دی ہے اس لئے یہ جانور حلال ہیں اور حلال ہی رہیں گے۔ بندوں کی تحریم سے حرام نہیں ہوسکتے **۱۶۹** جب مشرکین سے کہا جاتا ہے کہ اپنی طرف سے تحریمیں مت کرو اور اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ مان لو کہ یہ چیزیں حرام نہیں ہیں۔ ای ھلموا الی حکم اللّٰہ و رسولہ بان ھٰذہ الاشیاء غیر محرمۃ (مدارک ص۲۳۷ ج ۱) تو وہ کہتے ہیں ہمیں اللہ و رسول کے حکم کی ضرورت نہیں ہمیں وہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو دیکھا۔ ہمارے اسلاف و اکابر یہ تحریمات کرتے چلے آئے ہیں۔ لہٰذا ہم بھی کرتے رہیں گے۔ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ الخ باپ دادا کی تقلید و اقتدا تو صرف اسی وقت کرنی چاہئے جب کہ وہ عالم ہوں اور ہدایت پر ہوں اور ان کی ہر بات دلیل و حجت پر مبنی ہو۔ لیکن اگر وہ جاہل اور گمراہ ہوں تو پھر ان کی

اُجِبْتُمْ ؕ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ

جواب ملا تھا وہ کہیں گے ہم کو خبر نہیں تو ہی ہے چھپی باتوں کو جاننے والا ف۱

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ

جب کہے گا اللہ ف۱۷۰ اے عیسیٰ مریم کے بیٹے یاد کر میرا احسان جو ہوا ہے تجھ پر

وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۣ

اور تیری ماں پر۔ جب مدد کی میں نے تیری روح پاک سے ف۱۷۱ ف۲

تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ

تو کلام کرتا تھا لوگوں سے گود میں اور بڑی عمر میں اور جب سکھائی میں نے تجھ کو

الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ

کتاب اور تہہ کی باتیں اور توریت اور انجیل اور جب تو بنا تا تھا ف۳

مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا

گارے سے جانور کی صورت میرے حکم سے پھر پھونک مارتا تھا اس میں

فَتَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ

تو ہو جاتا تھا اڑنے والا میرے حکم سے اور اچھا کرتا تھا مادر زاد اندھے کو اور کوڑھی کو

بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ

میرے حکم سے اور جب نکال کھڑا کرتا تھا مُردوں کو میرے حکم سے ف۲ اور جب روکا میں نے

بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ

بنی اسرائیل کو تجھ سے جب تو لیکر آیا ان کے پاس نشانیاں تو کہنے لگے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۱۰﴾

جو کافر تھے ان میں اور کچھ نہیں یہ تو جادو ہے صریح ف۳

وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ ۚ

اور جب میں نے دل میں ڈال دیا حواریوں کے کہ ایمان لاؤ مجھ پر اور میرے رسول پر

ل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تخفیف اس لئے کی گئی کہ بعض نصاریٰ ان کے نام بچے بھی ذبح کرنے لگے تھے ۱۲

اقتدا جائز نہیں مشرکین کے باپ دادا بے علم اور گمراہ تھے۔ کیا وہ پھر بھی انہی کی راہ پر چلیں گے۔ الاقتداء انما یجوز بالعالم المھتدی وانما یکون عالما مھتدیا اذا بنی قولہ علی الحجۃ والدلیل (کبیر ج۴ ص۴۳۰) **۱۷۰** اس آیت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر آدمی کو اپنی جان کی فکر کرنی چاہئے اور دوسروں کو اپنے حال پر چھوڑ دینا چاہئے حالانکہ قرآن وسنت سے ثابت ہے کہ ہر شخص پر اپنی بساط اور اپنے علم کے مطابق تبلیغ فرض ہے۔ یہ الجھن اس وقت پیش آتی ہے جب انفسکم سے ہر آدمی کی اپنی جان مراد لی جائے۔ لیکن محقق مفسرین کی رائے یہ ہے۔ کہ یہاں انفسکم سے تمام اہل اسلام مراد ہیں اور مطلب یہ کہ ہے کہ اے ایمان والو تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذریعے تمام اہل اسلام کو ہلاکت اور اللہ کے عذاب سے بچاؤ جب تم سب ہدایت یافتہ ہو جاؤ گے اور تمہارا ایمان و عمل درست ہو جائے گا تو کفار و مشرکین تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا قول اس پر دال ہے۔ امام ابن جریر فرماتے ہیں واصح التاویلات عندنا بتاویل ھٰذہ الاٰیۃ ما روی عن ابی بکر الصدیق فیھا وھو یا ایھا الذین اٰمنوا علیکم انفسکم الزموا العمل بطاعۃ اللّٰہ و بما امرکم بہ وانتھوا عما نھاکم اللّٰہ عنہ لایضرکم من ضل اذا اھتدیتم یقول فانہ لایضرکم ضلال من ضل اذا انتم دمتم العمل بطاعۃ اللّٰہ وادیتم فیمن ضل من الناس ما الزمکم اللّٰہ بہ فیہ من فرض الامر بالمعروف والنھی عن المنکر الذی ترکبہ او تحاول رکوبہ والاخذ علی یدیہ اذا رام ظلما (ابن جریر ص۶۳ ج۷) اور حضرت عبد اللہ بن مبارک سے منقول ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بارے میں یہ آیت سب سے زیادہ تاکید کر رہی ہے قال عبد اللّٰہ بن المبارک ھٰذہ اوکد اٰیۃ فی وجوب الامر بالمعروف والنھی عن المنکر فانہ قال علیکم انفسکم یعنی علیکم اھل دینکم ... یعنی بان یعظ بعضکم بعضا ویرغب بعضکم بعضا فی الخیرات وینفرہ عن القبائح والسیئات الخ (کبیر ج۴ ص۴۶۸) اب اس آیت کا ماقبل سے ربط یہ ہوا کہ تحریمات غیر اللہ کے مضمون کا اعادہ کرنے کے بعد تمام اہل ایمان کو تاکید فرمائی کہ وہ ایک دوسرے کو توحید پر قائم رہنے اور دیگر نیک اعمال بجا لانے کی تلقین کریں اور شرک اور دیگر برائیوں سے ان کو روکیں **۱۷۱** یہ مبتدا ہے اور اثنان اس کی خبر ہے۔ خبر سے پہلے شَهَادَةُ مضاف محذوف ہے اصل میں شَهَادَةُ اثْنَيْنِ تھا مضاف کو حذف کر کے مضاف الیہ کو اسی کا اعراب دیکر اس کے قائم مقام کر دیا گیا۔ مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ یہ قید اتفاقی ہے کیونکہ نمازیں مسلمان جمع ہوتے ہیں اس لئے شہادت کے سامنے ہو تو بہتر ہے۔ شرک فعلی کی نفی کے بعد شہادت (گواہی)

موضح قرآن ف۱ یہ اللہ صاحب پوچھے گا کافروں کے سنانے کو کہ میں نے تم کو جن کی طرف بھیجا تھا انہوں نے قبول کیا یا نہ کیا اور پیغمبر حوالے رکھیں گے اللہ کے علم پر کہ ہم کو دل کی خبر نہیں ظاہر کی ہے یہ انکو سنایا جو مغرور ہیں پیغمبروں کی شفاعت پر تا معلوم کریں کہ اللہ کے آگے کوئی کسی کے دل پر گواہی نہیں دیتا اور کوئی کسی کی شفاعت نہیں کرتا ف۲ بنی اسرائیل کو روکا تجھ سے یعنی قتل کرنے

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی نخست از سر خضوع و نیایش ایشان گویند در برابر نور بہ نسبت دانش تو مارا ہیچ دانش نیست بعد ازاں گواہی دہند برامت خویش ۱۲ ف۲ یعنی برکات خطیرۃ القدس ۱۲ ف۳ یعنی از گور زندہ می برآوردی ۱۲

کے مضمون کا ذکر بظاہر بے ربط سا معلوم ہوتا ہے لیکن ایسا نہیں ہے۔ اللہ کا کلام اس عیب سے پاک ہے۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تحریمات اللہ، تحریمات غیر اللہ، نذور اللہ اور نذور غیر اللہ کے مذکورہ بالا بیان سے واضح ہو گیا کہ غیب دان اور کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس کے سوا نہ کوئی غیب دان ہے نہ متصرف و کارساز۔ اس لئے قسم بھی اللہ کے نام ہی کی کھانی چاہئے۔ یہاں تک کہ غیر مسلموں سے بھی غیر اللہ کی قسم نہ لی جائے کیونکہ غیب دان اور کارساز صرف اللہ ہے اور کوئی نہیں اور جس کے نام کی قسم کھائی جائے اس کا غیب دان اور کارساز ہونا ضروری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک واقعہ پیش آیا دو عیسائی اور ایک مسلمان اکٹھے تجارتی سفر پر روانہ ہوئے۔ مسلمان بیمار ہو گیا اس نے ایک کاغذ پر اپنے سامان کی فہرست تیار کی اور اسے سامان میں چھپا دیا اور ان کو وصیت کی کہ وہ اس کا سامان اس کے وارثوں کو دیدیں۔ وہ فوت ہو گیا اس کے ساتھیوں نے اس کے سامان سے ایک نہایت قیمتی جام نکال لیا اور باقی سامان اس کے وارثوں کو دیدیا جب وارثوں نے سامان میں رکھی ہوئی فہرست میں جام کا ذکر دیکھا لیکن سامان میں اسے نہ پایا تو ان دونوں سے اس کا مطالبہ کیا انہوں نے کہا ہمیں اس کا علم نہیں۔ چنانچہ میت کے وارثوں نے یہ مقدمہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے پیش کر دیا آپ نے وارثوں سے گواہ طلب کئے ان کے پاس گواہ نہیں تھے اس لئے آپ نے وارثوں سے کہا کہ وہ ان سے کسی ایسی چیز کی قسم لیں جو ان کے دین میں بڑی سمجھی جاتی ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ قسم خواہ غیر مسلم سے لی جائے وہ صرف اللہ کے نام کی ہونی چاہئے نہ کہ غیر اللہ کی۔ یہ روایت ترمذی کی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔ فسالھم البینۃ فلم یجدوا فامرھم ان یستحلفوہ بما یعظم علی اھل دینہ فحلف فانزل اللہ یایھا الذین امنوا شھادۃ بینکم الخ (خازن ج ۲ ص) اس آیت میں فَيُقْسِمَانِ بِاللّٰهِ مقصودی جملہ ہے یعنی اگر کوئی ایسی صورت پیش آجائے اور اس میں غیر مسلم سے قسم لینے کی ضرورت پڑ جائے تو اس سے بھی اللہ کے نام ہی کی قسم لینی چاہئے۔ جیسا کہ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ یہودی سے اس طرح قسم لی جائے واللہ الذی انزل التورٰۃ علیٰ موسیٰ علیہ السلام اور عیسائی سے واللہ الذی انزل الانجیل علیٰ عیسیٰ علیہ السلام اور آتش پرست سے واللہ الذی خلق النار (ہدایہ وغیرہ) **۱۷۲** اِسْتَحَقَّآ اِثْمًا یعنی وہ خیانت اور جھوٹی شہادت سے گناہ کے مستحق ہوئے۔ اَلَّذِيْنَ سے ورثاء میت مراد ہیں اور اَلْاَوْلَيٰنِ سے وہ دونوں شخص مراد ہیں جنہوں نے میت کے مال میں خیانت کی اور پھر جھوٹی گواہی دی اور میت کے وارثوں کو نقصان پہنچایا المراد بالاولیان الوصیان اللذان ظھرت خیانتھما ۔ ۔ ۔ ۔ فمعنی استحق علیھم الاولیان خان فی مالھم وجنی علیھم الوصیان اللذان عثر علی خیانتھما (روح ج ص) حاصل یہ کہ جب بعد میں معلوم ہو جائے کہ سفر میں جن دو آدمیوں کو میت نے وصیت کی تھی وہ خیانت مجرمانہ کے مرتکب ہوئے ہیں اور انہوں نے غلط بیانی کی ہے تو پھر میت کے وارثوں میں سے دو آدمیوں سے قسم لی جائے وہ اللہ کے نام کی قسم کھا کر اپنا بیان دیں کہ ان دونوں نے جھوٹ بولا ہے اور ہمارا بیان صحیح اور قابل قبول ہے اور ہم نے اپنے بیان میں حق سے تجاوز نہیں کیا۔ **۱۷۳** یہ شہادت کے مذکورہ بالا طریقہ کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی پہلے تو ان سے گواہی لی جائے جن کو میت نے وصی بنایا ہے۔ اگر ان کی خیانت اور کذب بیانی ظاہر ہو جائے تو پھر میت کے وارثوں سے قسم لی جائے۔ یہ طریقہ اصل مقصد حاصل کرنے کے لئے قریب ترین ذریعہ ہے۔ اس سے یا تو گواہ عذاب آخرت سے ڈر کر صحیح گواہی دیدیں گے یا پھر دنیا میں رسوائی کے ڈر سے سچی گواہی دیں گے کیونکہ انہیں یہ اندیشہ ہو گا کہ ان کی قسمیں رد کر دی جائیں گی۔ اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ یعنی ان کی قسموں کے جھوٹی ثابت ہونے کے بعد قسم کھانے کا حق وارثوں کو دیا جائے گا۔ یہاں ایک شبہہ پیدا ہو سکتا ہے کہ شرعی قانون کے مطابق قسم منکر دعویٰ کے ذمہ ہوتی ہے لیکن جب پہلے گواہوں کی خیانت ظاہر ہو جائے تو وارثوں پر قسم آتی ہے حالانکہ وہ مدعی ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایک حیثیت سے وارث بھی منکر ہیں کیونکہ وہ پہلے گواہوں کے اس دعوے کا انکار کر رہے ہیں کہ انہوں نے متوفی کا سارا مال بلا خیانت اس کے وارثوں کے حوالے کر دیا ہے۔ **۱۷۴** پہلے نفی شرک فعلی کے سلسلے میں یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ غیب دان صرف اللہ ہے۔ اس کے سوا کوئی غیب دان نہیں اب یہاں قیامت کے دن پیش آنیوالا ایک واقعہ ذکر کر کے یہ حقیقت بیان فرمائی کہ اور تو اور خود انبیاء علیہم السلام جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری مخلوق پر فوقیت اور برتری عطا فرمائی وہ بھی غیب دان نہیں تھے وہ نہ زندگی میں غیب جانتے تھے نہ موت کے بعد لوگ غیر اللہ کے نام کی نذریں اور نیازیں صرف اس لئے دیتے تھے کہ وہ ہماری حاجات کو جانتے اور ہمیں نفع نقصان پہنچانے کی قدرت رکھتے ہیں جیسا کہ آج کل کے مشرکین کا بھی اپنے پیروں کے متعلق عقیدہ ہے۔ تو آخر میں اللہ تعالیٰ نے یہ معاملہ صاف فرما دیا کہ انبیاء علیہم السلام تو غیب جانتے نہیں جو سب سے افضل ہیں۔ چنانچہ وہ قیامت کے دن صاف کہیں گے کہ ان کے پیچھے جو کچھ ہوتا رہا ہے اس کا انہیں کچھ علم نہیں، پھر جو لوگ انبیاء علیہم السلام سے رتبہ میں کمتر ہیں وہ کس طرح غیب دان ہو سکتے ہیں۔ يَوْمَ ظرف کا عامل بعد میں مذکور ہے قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا۔ فیقول۔ یجمع پر معطوف ہے یعنی جس دن اللہ تمام رسولوں کو جمع کر کے ان سے یہ سوال کرے گا کہ تمہیں تبلیغ توحید کے بعد اپنی امتوں کی طرف سے کیا جواب ملا اس دن وہ سب کہیں گے کہ ہمیں تو اس کا کچھ علم نہیں، یہ تو غیب کی بات ہے اور تمام غیبوں کا جاننے والا صرف تو ہی ہے اور کوئی نہیں، یہ آیت حضرات انبیاء علیہم السلام سے علم غیب کی نفی پر برہان قاطع ہے۔ اس آیت میں مَاذَآ اُجِبْتُمْ کے دو معنی ہیں بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ سوال تبلیغ کے وقت سے متعلق ہو گا کہ جب تم تبلیغ کرتے تھے اس وقت لوگوں نے تمہاری بات کو قبول کیا یا نہ تو وہ جواب دیں گے۔ لا علم لنا بباطن ما اجابت امتنا (قرطبی ج ۶ ص) یعنی ان کے باطن کو ہم نہیں جانتے تھے ہمیں صرف ان کے ظاہر کا علم تھا لیکن اس میں عبارت مقدر کر کے مطلب نکالنا پڑتا ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ یہ سوال انبیاء علیہم السلام سے ان کی وفات سے بعد کے حالات سے متعلق ہو گا کہ تمہاری وفات کے بعد ان لوگوں کے کیا حالات تھے کیا یہ تمہیں پکارتے رہے ہیں اور کیا تمہیں اس کا علم ہے تو اس کے جواب میں انبیاء علیہم السلام کہیں گے کہ اے اللہ بعد کے حالات کا تو ہمیں کوئی علم نہیں جیسا کہ اگلی آیت سے اس کی تائید ہوتی ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سوال کے جواب میں یہی کہیں گے۔ كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ الخ اسی طرح سورۂ یونس ع ۳ میں ہے کہ جن انبیاء و اولیاء کو لوگ دنیا میں پکارتے رہے قیامت کے دن وہ صاف کہیں گے کہ ہمیں تو ان کی پکار وغیرہ کا کوئی علم نہیں۔ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ بہت سے مفسرین نے اس سوال کو بعد الوفات کے حالات سے متعلق قرار دیا ہے۔ امام رازی لکھتے ہیں لا علم لنا الا ان علمنا جوابھم لنا وقت حیاتنا ولا نعلم ما کان منھم بعد وفاتنا (کبیر ج ۳ ص ۶۹) اہل بدعت کی طرف سے اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو معلوم تو سب کچھ ہو گا لیکن ہول قیامت کی وجہ سے وہ جواب نہیں دے سکیں گے اور علم کی نفی کر دیں گے۔ یہ جواب دو وجوہ غلط ہے (۱) اس لئے کہ انبیاء علیہم السلام قیامت کے ہول اور جزع فزع سے محفوظ ہوں گے اور ان پر کوئی گھبراہٹ طاری نہیں ہو گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ (انبیاء ع ۷) یعنی جن لوگوں کے لئے حسنیٰ (جنت) کا وعدہ ہو چکا ہے۔ وہ قیامت کی فزع اکبر (سب سے بڑی گھبراہٹ) سے خوفزدہ نہیں ہوں گے۔ (۲) اگر یہ مان لیا جائے کہ ان کو سب کچھ معلوم تھا تو اس صورت لا علم لنا واقعہ کے صریح خلاف اور جھوٹ ہو گا۔ **۱۷۵** تمام انبیاء علیہم السلام کے اجمالی ذکر کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خصوصیت سے ذکر فرمایا کیونکہ اس وقت انبیاء علیہم السلام میں سے ان کو غیب دان اور کارساز ماننے والے نصاریٰ تھے جو اس وقت علم و دانش میں اور عبادت و رہبانیت میں مشہور و معروف تھے۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نذریں نیازیں دیتے ان کی خاطر بکرے وغیرہ بلکہ بعض لوگ اپنے بیٹے بھی ذبح کر دیتے تھے۔ اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خاص طور پر ذکر کر کے ان سے علم غیب اور الوہیت کی نفی فرمائی پہلے اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰى سے لے کر اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ

تک اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام اور ان کی والدہ پر اپنے احسانات اور انعامات گنائے ہیں اور اصل سوال وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ (ع ۱۶) سے شروع ہوتا ہے۔ **۱۷۵** ظرف نِعْمَتِیْ سے متعلق ہے اور نعمۃ یہاں مصدر ہے۔ ای انعامی۔ ظرف لنعمتی ای اذکر انعامی علیکما وقت ایّدتک۔ روح القدس سے حضرت جبریل مراد ہیں اور تائید کا مطلب یہ ہے کہ حضرت جبریلؑ ہر وقت ان کے ساتھ رہتے تھے تکلم الناس یہ اَیَّدْتُّکَ کی ضمیر منصوب سے حال ہے مھد سے زمانہ شیر خوارگی مراد ہے جس میں حضرت مسیح علیہ السلام نے معجزانہ طور پر باتیں کر کے اپنی والدہ مطہرہ کی پاک دامنی بیان کی اور کہل اس کو کہتے ہیں جس کے بال سفید ہونے لگیں حضرت مسیح کو چونکہ اس عمر سے قبل ہی اٹھا لیا گیا اس طرح یہ آیت ان کے دوبارہ نزول کی دلیل ہے کیونکہ نزول کے بعد وہ کہولت کو پہنچیں گے اور باتیں کریں گے وَاِذْ عَلَّمْتُکَ الْکِتٰبَ یہ اذ ایدتک پر معطوف ہے الکتاب سے قرآن مجید اور الحکمۃ سے سنت نبوی مراد ہے یہ آیت بھی حضرت مسیح علیہ السلام کے دوبارہ نزول کی دلیل ہے کیونکہ جب وہ نازل ہوں گے اس وقت اللہ تعالیٰ ان کو قرآن و سنت کا علم عطا فرمائے گا اور وہ ان دونوں کے مطابق ہی فیصلے کریں گے۔ تورات اور انجیل کا علم الکو رفع الی السماء سے پہلے ہی حاصل تھا۔ **۱۷۶** یہ اور اسی طرح وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى اور وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اور وَاِذْ اَوْحَیْتُ یہ سب بھی اِذْ اَیَّدْتُّکَ پر معطوف ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو معجزات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عطا فرمائے تھے یہاں ان کو بطور انعام ذکر فرمایا یعنی پرندے کا پتلا بنا کر اس میں جان ڈالنا، کوڑھی اور مادر زاد اندھے کو چنگا بھلا کر دینا اور مُردوں کو زندہ کرنا۔ ہر معجزے کے ساتھ باذنی کی صراحت کر کے اس طرف اشارہ فرما دیا کہ یہ تمام باتیں حضرت مسیح علیہ السلام کے اختیار میں نہ تھیں یہ تمام امور میرے اختیار میں تھے اور میں نے اپنی قدرت سے ان کو مسیح کے ہاتھ پر ظاہر کیا اوحیت کے معنی القیت فی روعھم کے ہیں یعنی میں نے ان کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ وہ مجھ پر اور میرے رسول عیسیٰ پر ایمان لے آئیں۔ **۱۷۸** یہ اِذْ اَیَّدْتُّکَ سے بدل ہے یہاں سے لیکر رکوع ۱۵ کے آخر تک نزول مائدہ کا واقعہ بیان کیا گیا ہے اور یہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اللہ کا ایک انعام تھا کیونکہ جب ان سے ان کی قوم نے آسمان سے دسترخوان اتارنے کا مطالبہ کیا تو انہوں نے اللہ سے دعا کی تو اللہ نے ان کی دعا قبول فرما کر معجزانہ طور پر آسمان سے دسترخوان نازل فرمایا۔ جن حواریین نے مائدہ کا مطالبہ کیا تھا وہ مخلص مومن تھے

قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ اِذْ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ

تو کہنے لگے ہم ایمان لائے اور تو گواہ رہ کہ ہم فرمانبردار ہیں   جب کہا حواریوں نے **۱۷۸**

یٰعِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ هَلْ یَسْتَطِیْعُ رَبُّكَ اَنْ یُّنَزِّلَ

اے عیسیٰ مریم کے بیٹے کیا تیرا رب کر سکتا ہے کہ اتارے

عَلَیْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ

ہم پر خوان بھرا ہوا آسمان سے بولا ڈرو اللہ سے اگر ہو تم

مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا نُرِیْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَىِٕنَّ

ایمان والے **۱۷۹** ف **۱** بولے کہ ہم چاہتے ہیں کہ کھاویں اس میں سے اور مطمئن ہو جاویں

قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَیْهَا مِنَ

ہمارے دل اور ہم جان لیویں کہ تو نے ہم سے سچ کہا اور رہیں ہم اس پر

الشّٰهِدِیْنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ

گواہ ف **۲** کہا عیسیٰ بیٹے مریم نے **۱۸۰** اے اللہ رب ہمارے

اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِیْدًا

اتار ہم پر خوان بھرا ہوا آسمان سے کہ وہ دن عید رہے ہمارے

لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰیَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ

پہلوں اور پچھلوں کے واسطے اور نشانی تیری طرف سے اور روزی دے ہم کو اور تو ہی ہے سب سے بہتر

الرّٰزِقِیْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالَ اللّٰهُ اِنِّیْ مُنَزِّلُهَا عَلَیْكُمْ ۚ فَمَنْ یَّكْفُرْ

روزی دینے والا ف **۳** کہا اللہ نے میں بیشک اتاروں گا وہ خوان تم پر پھر جو کوئی تم میں ناشکری

بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّیْۤ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗۤ اَحَدًا مِّنَ

کریگا اس کے بعد تو میں اس کو وہ عذاب دوں گا جو کسی کو نہ دوں گا

الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۱۵﴾ ع وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ

جہان میں ف **۴** ف **۵** اور جب کہے گا اللہ اے عیسیٰ **۱۸۱** مریم کے بیٹے تو نے

ع ۱۵ / ۷ / ۵

۱۸۱ یہ بھی پہلے کی طرح ہے اور ظرف قال بہ اذ قال کا اعادہ ہے۔ موخر کے متعلق ہے

موضح قرآن ف **۱** ہوسکے یہ معنی کہ ہمارے واسطے تمہاری دعا سے اس قدر خرق عادات کرے یا نہ کرے فرمایا ڈرو اللہ سے یعنی بندہ چاہیئے اللہ کو نہ آزماوے کہ میرا کہا مانتا ہے یا نہیں۔ اگرچہ خاوند بہتیری مہربانی کرے ف **۲** یعنی برکت کی امید پر مانگتے ہیں اور معجزہ ہمیشہ مشہور رہے آزمانے کو نہیں ف **۳** کہتے ہیں وہ خوان اترا یک شنبہ کو کہ وہ روز نصاریٰ کی عید ہے جیسے ہم کو روز جمعہ ف **۴** بعضے کہتے ہیں وہ خوان اترا چالیس روز تک پھر بعضوں نے ناشکری کی یعنی حکم ہوا تھا کہ فقیر اور مریض کھاویں محفوظ اور چنگے بھی لگے کھانے پھر قریب اسی آدمی سور اور بندر ہو گئے یہ عذاب پہلے یہود میں ہوا تھا پیچھے کسی کو نہیں ہوا اور بعضے کہتے ہیں کہ اترا نہیں یہ تہدید سن کر مانگنے والے ڈر گئے نہ مانگا لیکن پیغمبر کی دعا عبث نہیں اور اس کلام میں نقل کرنا بے حکمت نہیں شاید اس دعا کا اثر یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کی امت میں آسودگی مال سے ہمیشہ رہے اور جو کوئی ان میں ناشکری کرے یعنی دل کے چین سے عبادت میں نہ لگے بلکہ گناہ میں خرچ کرے تو شاید آخرت میں سب سے زیادہ عذاب پاوے اس میں مسلمان کو عبرت ہے کہ اپنا مدعا خرق عادت کی راہ سے نہ چاہے کہ پھر اس کی شکر گزاری بہت مشکل ہے۔ اسباب ظاہری پر قناعت کرے تو بہتر ہے۔ اس قصے میں بھی ثابت ہوا کہ حق تعالیٰ کے آگے حمایت پیش نہیں جاتی۔

فتح الرحمن ف **۱** حاصل اینست کہ الہام فرستاد بسوئے حواریان دران مدت کہ معجزہ طلب کردند و بر حسب مراد دیدند ۱۲ ف **۲** بعد ازان خوانی نازل شد از آسمان بروی گوشت و نان پس خوردند و سیر شدند واللہ اعلم ۱۲۔

اور ازدیادِ یقین اور عینی مشاہدے کی خاطر اس معجزے کا مطالبہ کر رہے تھے۔ **۱۷۹** حضرت عیسٰی علیہ السلام نے کہا اگر واقعی تم مومن ہو تو اللہ سے ڈرو اور اس معجزے کا مطالبہ نہ کرو کیونکہ جب طلب کیے اور بن مانگے معجزے کا انکار کیا جائے تو اس پر اللہ کی گرفت بہت سخت ہوتی ہے۔ قَالُوْا نُرِیْدُ الخ اس کے جواب میں انہوں نے کہا ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے سامنے آسمان سے دسترخوان اترے اور ہم اس میں سے کھانا تناول کریں تاکہ ہمارا یقین اور پختہ ہو جائے اور آپ کی صداقت کا ہمیں مشاہدہ ہو جائے اور ہم اس واقعہ کی ان لوگوں کے سامنے گواہی دیں جو اس وقت موجود نہ ہوں۔ **۱۸۰** یہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی دعا ہے جس میں انہوں نے اللہ سے مائدہ اتارنے کی التجا کی۔ قَالَ اللّٰہُ اللہ نے فرمایا میں ایک بار چھوڑ بار بار مائدہ اتارنے کو تیار ہوں لیکن یاد رکھو مائدہ اترنے کے بعد جو شخص انکار

قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰہَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ؕ قَالَ

کہا لوگوں کو کہ ٹھہرا لو مجھ کو اور میری ماں کو دو معبود سوا اللہ کے کہا **۱۸۲**

سُبْحٰنَكَ مَا یَكُوْنُ لِیْۤ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ ۗ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ

تو پاک ہے مجھ کو لائق نہیں کہ کہوں ایسی بات جس کا مجھ کو حق نہیں اگر میں نے

قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَاۤ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِكَ ؕ

یہ کہا ہوتا تو تجھ کو ضرور معلوم ہوتا تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے جی میں ہے

اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ﴿۱۱۶﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَاۤ اَمَرْتَنِیْ بِهٖۤ اَنِ

بیشک تو ہی ہے جاننے والا چھپی باتوں کا **۱۸۳** میں نے کچھ نہیں کہا ان کو مگر جو تو نے حکم کیا کہ

اعْبُدُوا اللّٰہَ رَبِّیْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا دُمْتُ

بندگی کرو اللہ کی جو رب ہے میرا اور تمہارا اور میں ان سے خبردار تھا **۱۸۴** جب تک

فِیْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ ؕ وَاَنْتَ

ان میں رہا پھر جب تو نے مجھ کو اٹھا لیا تو تو ہی تھا خبر رکھنے والا ان کی **۱۸۵** اور تو

عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ﴿۱۱۷﴾ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ

ہر چیز سے خبردار ہے اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ بندے ہیں تیرے **۱۸۶**

وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۱۱۸﴾ قَالَ اللّٰہُ

اور اگر تو ان کو معاف کر دے تو تو ہی ہے زبردست حکمت والا فرمایا اللہ نے **۱۸۷**

هٰذَا یَوْمُ یَنْفَعُ الصّٰدِقِیْنَ صِدْقُهُمْ ؕ لَهُمْ جَنّٰتٌ

یہ دن ہے کہ کام آوے گا سچوں کے ان کا سچ ان کے لئے ہیں باغ

تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ؕ رَضِیَ اللّٰہُ

جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں رہا کریں گے انہی میں ہمیشہ اللہ راضی ہوا

عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۱۱۹﴾ لِلّٰہِ مُلْكُ

ان سے اور وہ راضی ہوئے اس سے یہی ہے بڑی کامیابی اللہ ہی کے لئے ہے سلطنت **۱۸۸**

کرے گا اسے ایسا سخت عذاب دوں گا کہ دنیا میں ایسا سخت عذاب کسی اور کو نہیں دوں گا۔ چنانچہ مائدہ اتار گیا جن کو اللہ نے توفیق دی ان کا ایمان اور مضبوط ہو گیا اور جنہوں نے اس کے بعد کفر کیا اللہ نے ان کو دنیا میں خنزیر بنا دیا اور آخرت میں بھی ان کو سخت ترین عذاب دیا جائے گا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جب مائدہ اترنے کے بعد کفر کرنے پر سخت عذاب کی دھمکی نازل ہوئی تو انہوں نے کہا پھر ہمیں مائدہ کی ضرورت نہیں۔ اس لئے اللہ نے مائدہ نہیں اتارا لیکن جمہور کا مسلک یہ ہے کہ مائدہ اترا تھا اور یہی صحیح ہے۔ وَاختلف العلماء فی المائدة ھل نزلت ام لا فالذی علیہ الجمھور وھو الحق نزولھا الخ (قرطبی ج ۶ ص ۳۶۹) والجمھور علی الاول وھلیہ المعول (روح ج ۷ ص ۶۲) **۱۸۱** یہ بعد عہد کی وجہ سے پہلے وَاِذْ قَالَ کا اعادہ ہے اور ظرف کا متعلق قَالَ مؤخر ہے یعنی قَالَ سُبْحٰنَكَ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حضرت عیسٰی علیہ السلام پر اپنے انعامات گنا کر ان سے اصل سوال پوچھے گا ءَاَنْتَ قُلْتَ الخ یعنی تیرے بعد تیری امت نے تجھ کو اور تیری والدہ کو معبود بنا لیا تھا وہ تم دونوں کو غیب دان اور کارساز سمجھ کر حاجات میں غائبانہ پکارتے اور تمہارے نام کی نذریں منتیں دیتے تھے کیا تو ہی نے ان انعامات کے ہوتے ہوئے ان کو یہ تعلیم دی تھی کہ تم مجھے اور میری ماں کو خدا کے سوا معبود اور کارساز بنا لینا اور حاجات میں پکارنا۔ **۱۸۲** یہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی طرف سے سوال مذکور کا جواب ہوگا۔ جواب پانچ شقوں پر مشتمل ہے پہلی شق سُبْحٰنَكَ اے میرے اللہ! تو اس سے پاک ہے کہ تیرا کوئی شریک ہو تیرے سوا کوئی غیب دان اور کارساز نہیں اور نہ کوئی تیرے سوا نذر و منت کا مستحق ہے۔ دوسری شق۔ مَا یَكُوْنُ لِیْۤ اَنْ اَقُوْلَ الخ میرے لئے یہ بات ہرگز جائز نہ تھی کہ میں ایسا دعویٰ کروں جس کا مجھے کوئی حق نہیں کیونکہ معبود وہی ہو سکتا ہے جو غیب دان اور متصرف و کارساز ہو اور مجھ میں یہ صفتیں موجود نہ تھیں۔ تیسری شق اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ اے میرے اللہ! تو تو تمام غیبوں کا جاننے والا ہے۔ تجھے

۱۸۱ اصل مقصود یہ سوال ہے یعنی ان انعامات کی موجودگی میں تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ تم مجھے اور میری ماں کو معبود بنا لینا۔ ۱۲ ۱۸۲ پہلا اذ قال (رکوع ۱۵) اس قال کے متعلق ہے اس لئے وہاں اذکر نکالنے کی ضرورت نہیں۔ ۱۲ ۱۸۳ یہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کا جواب ہے جو پانچ شقوں پر مشتمل ہے ۱۸۴ پہلی شق ۱۲ ۱۸۵ دوسری شق ۱۲ ۱۸۶ تیسری شق ۱۲ ۱۸۷ چوتھی شق ۱۲ ۱۸۸ پانچویں شق ۱۲ ۱۸۹ سورت کے دعویٰ کا خلاصہ مضمون ۱۲ ۱۹۰ نفی شرک فی التصرف نفی شرک بالذات بعد نفی ۱۲ ۱۹۱ تبرئہ ... ۱۲

میرے دل کی باتیں بھی معلوم ہیں اگر میں نے یہ بات کہی ہوتی کہ مجھے اور میری والدہ کو اللہ کے سوا کارساز بنا لو تو تجھے اس کا علم ہوتا۔ چوتھی شق مَا قُلْتُ لَهُمْ اے میرے اللہ! مجھے تو نے رسالت و نبوت سے سرفراز فرمایا اور مجھے توحید کا اعلان کرنے کا حکم دیا تو میں نے ان سے وہی کچھ کہا جس کا تو نے مجھے حکم فرمایا کہ صرف اللہ ہی کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے اور صرف اسی کو غیب دان اور کارساز سمجھو اور اسی کو پکارو۔ پانچویں شق وَكُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا الخ میرے اللہ! جب تک میں ان میں موجود رہا اس وقت تک تو ان کی نگرانی کرتا رہا اور ان کو خالص تیری توحید کی ٹھیک ٹھیک تعلیم دیتا رہا لیکن جب تو نے مجھے آسمان پر اٹھا لیا اس کے بعد کا مجھے علم نہیں وہ کیا کرتوت کرتے رہے۔ اس وقت تو ہی ان کا نگہبان تھا یہاں تَوَفّٰی کے معنی پورا پورا لے لینے

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید خدائے تعالیٰ روز قیامت نعمتہائے خود عیسٰی علیہ السلام یاد دہد بعد از آن سوال کند کہ خود را اِلٰہ می گفتی یا نہ بجہت تاکید و برائے قطع شبہہ نصاریٰ با بلغ وجوہ واللہ اعلم ۱۲ ف۲ یعنی بر آسمان بردی مرا ۱۲۔

کے ہیں کیونکہ تَوَفَّيْتَنِيْ یہاں كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا کے مقابلے میں آیا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ توفی سے یہاں موت مراد نہیں۔ قرآن مجید میں موت کے مقابلے میں لفظ حیات آیا ہے اور توفی کے مقابلے میں لفظ حیات استعمال نہیں ہوا لفظ توفی کی تحقیق سورۂ آل عمران کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ ہو ص۱۵۴ حاشیہ نمبر ۸۷ ۱۸۳ لفظ شَهِيْدٌ کی پوری تحقیق سورہ بقرہ کی تفسیر میں حاشیہ (۲۷۳) کے تحت ص۷۵ پر گذر چکی ہے ۱۸۴ اسکی جزا محذوف ہے اور فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ اس کی دلیل ہے ای لم یلحقك بتعذیبهم اعتراض لانك المالك المطلق لهم (روح ص ۶۰ ج ۸) اسی طرح اِنْ تَغْفِرْ کی جزا بھی محذوف ہے ای لم یلحقك عجز بذلك ولا استقباح فانك القوی القادر علی جمیع المقدورات (روح). یعنی اگر تو ان کو عذاب دینا چاہے تو اس میں تجھ پر کوئی اعتراض نہیں کیونکہ وہ تیرے بندے ہیں اور تو ان کا مالک علی الاطلاق ہے اور اگر تو ان کو معاف فرمادے تو ایسا کر سکتا ہے تو اس سے عاجز نہیں اور نہ اس میں کوئی قباحت ہے کیونکہ تو قادر مطلق ہے اور تمام مقدورات تیری مشیت وقدرت کے تحت داخل ہیں۔ ۱۸۵ یہ ایمان والوں، توحید کو ماننے والوں اور نیک اعمال بجالانے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے۔
۱۸۶ لِلّٰهِ خبر مقدم ہے اور تقدیم خبر افادۂ حصر کے لئے ہے یعنی زمین وآسمان کی بادشاہی اور تمام اختیارات اللہ ہی کیلئے ہیں لا لعیسٰی وامه نہ کہ حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ علیہما السلام کے لئے اس میں سورت کے خلاصہ کی طرف اشارہ ہے۔ اس میں بالذات نفی شرک فی التصرف کا ذکر ہے اور ضمناً نفی شرک فعلی بھی اس میں آگئی یعنی جب زمین وآسمان کی بادشاہی اور تمام اختیارات وتصرفات اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ مختص ہیں اور کسی کے لئے نہیں تو نذر ونیاز کا مستحق بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں نہ حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ علیہما السلام اور نہ ان کے سوا کوئی اور ۱۸۷ بقرینۂ ماقبل یہاں بھی حصر ہے یعنی صرف وہی ہر چیز پر قادر ہے لا لعیسٰی وامه نہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ حضرت مریم صدیقہ علیہما السلام۔
فائدہ۔ رکوع ۳ میں نفی شرک فی التصرف پر یہ دلیل پیش کی گئی تھی۔ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ پھر سورت کے آخر میں ذرا اختصار سے اسی دلیل کا اعادہ کرکے اس طرف اشارہ کیا گیا کہ سورۂ مائدہ کا محور اور مرکزی نکتہ یہ ہے کہ جب سب کچھ اللہ کے قبضے اور تصرف میں ہے تو وہی کارساز ہے۔ حضرت عیسیٰ اور مریم علیہما السلام کے قبضہ اور اختیار میں کچھ نہیں۔ اس لئے وہ کارساز بھی نہیں اور نذر ونیاز کے مستحق بھی نہیں۔

خصوصیّات سورۂ مائدہ

(۱) اس سورت میں دو مضمون بیان کئے گئے ہیں نفی شرک فعلی اور نفی شرک فی التصرف۔ نفی شرک فعلی کے سلسلے میں چار مسائل بیان ہوئے۔ تحریمات غیر اللہ تین عنوانوں سے اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ (ع ۱)، لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ (ع ۱۲) اور مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ الخ (ع ۱۴)۔ تحریمات اللہ۔ اس کے دو عنوان ہیں غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ (ع ۱) اور لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ الخ (ع ۱۳)، غیر اللہ کی نذر ونیاز۔ اس کے بھی دو عنوان ہیں۔ مَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ (ع ۱) اور مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ۔ اللہ کی نذریں۔ اس کے بھی دو عنوان ہیں۔ لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ الخ (ع ۱)، اور جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ الخ۔
۲۔ شرک فی التصرف میں زیادہ زور حضرت مسیح اور حضرت مریم علیہما السلام سے غیب دان اور کارساز ہونے کی نفی پر دیا گیا ہے۔ اور دلائل کی بجائے زیادہ زور اس بات پر دیا گیا ہے کہ ان کے غیب دان اور کارساز سمجھنے والے کافر ہیں اور سرسری طور پر اختصار کے ساتھ

سورۂ مائدہ میں آیات توحید

(۱) قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۭ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (ع ۳)
(۲) قَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ (ع ۱۰)
(۳) لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ (ع ۱۰)
(۴) قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ۭ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ (ع ۱۰)
(۵) لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ۭ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (ع ۱۶)

سُورۂ انعام

ربط | باقی سورتوں کی طرح یہاں بھی سورۂ مائدہ اور سورۂ انعام کے درمیان دو قسم کا ربط ہے (۱) ربط معنوی اور (۲) ربط اسمی۔ ربط معنوی یہ ہے کہ سورۂ مائدہ میں جن دو مضمونوں کو بیان کیا گیا یعنی نفی شرک فعلی اور نفی شرک فی التصرف یا نفی شرک اعتقادی، سورۂ انعام میں انہی دونوں مضمونوں کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ سورۂ مائدہ میں پہلے نفی شرک فعلی اور اس کے بعد نفی شرک فی التصرف کا ذکر تھا لیکن سورۂ انعام میں ترتیب ذکر اس کے برعکس ہے۔ ابتداء سورت سے لیکر رکوع ۱۴ میں وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ تک نفی شرک فی التصرف کا بیان ہے اور اس کے بعد فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ سے لے کر سورت کے آخر تک نفی شرک فعلی کا ذکر ہے۔ دونوں سورتوں میں ان مضامین کے بیان میں بوجوہ ذیل فرق ہے۔

نفی شرک فی التصرف :- (۱) سورۂ مائدہ میں شرک فی التصرف کرنے والوں پر صرف فتوے صادر کیے گئے ہیں کہ وہ کافر ہیں۔ جیسا کہ فرمایا لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ (ع ۳ و ۱۰) اور لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ (ع ۱۰) لیکن شرک فی التصرف کے بطلان پر دلائل قائم نہیں کئے گئے۔ البتہ صرف ایک دلیل ذکر کی گئی ہے۔ یعنی وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ الخ (ع ۳) اس کے برعکس سورۂ انعام میں اس کے بطلان پر دلائل عقل و نقل اور وحی قائم کئے گئے ہیں اور دلائل کے سلسلے میں ہر چند دلائل کے بعد ان کا ثمرہ اور نتیجہ بھی ذکر کیا گیا ہے (۲) سورۂ مائدہ میں شرک فی التصرف کے رد میں خطاب نصاریٰ سے ہے اور صرف حضرت عیسیٰ اور مریم علیہما السلام کے غیب دان، متصرف و مختار اور کارساز ہونے کی نفی کی گئی ہے لیکن سورۂ انعام میں تعمیم کی گئی ہے اور مذکورہ صفات کی ہر غیر اللہ سے نفی کی گئی ہے خواہ کوئی ہو۔ (۳) نفی شرک فی التصرف کے سلسلۂ دلائل کے ساتھ ساتھ مشرکین کے شبہات اور ان کے دلوں میں پیدا ہونے والے سوالات کا جواب بھی دیا گیا ہے۔ سوالات کی تعداد سات ہے جن میں سے بعض صراحۃً مذکور ہیں اور بعض جوابات کے ضمن میں۔ اور اس کے پہلو بہ پہلو تبلیغ اور اشاعت توحید کے طریق کار کی تعلیم بھی دی گئی ہے کہ لوگوں کے سامنے مسئلہ توحید کس طرح پیش کرنا چاہئے اور اس کی تبلیغ کا احسن طریق کیا ہے لیکن سورۂ مائدہ میں ان باتوں میں سے کوئی بات مذکور نہیں (۴) اختتام دلائل سے ذرا پہلے مشرکین کے انکار کی وجوہات کا بیان شروع ہو جاتا ہے۔ یعنی جب مسئلہ توحید بالکل واضح ہو گیا اور شرک فی التصرف کے بطلان پر ہر قسم کے دلائل بھی قائم کر دیئے گئے، مشرکین کے شکوک و شبہات کا بھی ازالہ کر دیا گیا اور مسئلہ توحید کی تبلیغ بھی نہایت عمدہ اور احسن طریق سے کی گئی ہے۔ تو ان تمام باتوں کے باوجود وہ مسئلہ توحید کو کیوں نہیں مانتے اور اس کے انکار پر کیوں اڑے ہوئے ہیں۔ یہ وجوہات بھی سات ہیں۔

نفی شرک فعلی :- دونوں سورتوں میں مسئلہ نفی شرک فعلی کے بیان میں وجوہ ذیل سے فرق ہے (۱) سورۂ مائدہ میں تحریمات غیر اللہ کے بیان کے لئے تین تعبیریں اختیار کی گئی ہیں۔ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ۔ لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ۔ اور مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ الخ اور سورۂ انعام میں ان کے علاوہ تحریمات غیر اللہ کی باقی شقیں بیان کی گئی ہیں۔ (۲) نفی شرک فعلی کے تحت غیر اللہ کی نذروں میں مَا ذُبِحَ سے جانوروں کا حکم صراحۃً بیان کیا گیا خواہ بوقت ذبح ان پر بسم اللہ پڑھی جائے یا نہ اور مَاۤ اُهِلَّ میں اناج وغیرہ کا حکم ضمناً مذکور تھا لیکن سورۂ انعام میں نذر غیر اللہ کی بہت سی صورتوں کا حکم صراحت سے بیان کیا گیا ہے۔ یعنی جس طرح چوپایوں سے غیر اللہ کی نذر و نیاز دینا حرام ہے۔ اسی طرح غلوں، پھلوں اور میووں سے بھی غیر اللہ کی نذر و منت نا جائز اور حرام ہے۔ (۳) مائدہ میں مشرکین کے دلائل ذکر نہیں کئے گئے لیکن انعام میں شرک پر مشرکین کی سب سے بڑی دلیل ذکر کی گئی تاکہ معلوم ہو جائے کہ مشرکین کی بڑی سے بڑی دلیل بھی کس قدر نامعقول اور کمزور ہے۔ مشرکین کی شرک اور تحریمات غیر اللہ کے جواز پر بڑی سے بڑی دلیل یہ ہے۔ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَاۤ اَشْرَكْنَا وَلَاۤ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ (ع ۱۸) (۴) سورۂ مائدہ میں نفی شرک فعلی پر کوئی دلیل قائم نہیں کی گئی۔ لیکن سورۂ انعام میں دلیل نقل اور دلیل وحی کا ذکر کیا گیا۔ دلیل نقل یہ ہے ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْۤ اَحْسَنَ الخ اور دلیل وحی یہ ہے وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ (ع ۲۰) (۵) سورۂ مائدہ میں تحریمات غیر اللہ کے مقابلے میں تحریمات اللہ کا ذکر کیا گیا اور سورۂ انعام میں بطور تتمہ تحریمات اللہ کی باقی شقیں بیان کی گئی ہیں اور اس میں اللہ کی نذر و نیاز کا ذکر نہیں کیا گیا۔

ربط اسمی :- اللہ تعالیٰ تم پر اپنے انعامات کا مائدہ (دستر خوان) نازل فرمائے گا بشرطیکہ تم انعام و حرث (چوپایوں اور کھیتیوں) میں غیر اللہ کی نیازیں نہ دو اور غیر اللہ کی تحریمیں نہ کرو۔

خلاصہ | جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے اس سورت میں دو مضمون بیان کئے گئے ہیں اس لحاظ سے اس سورت کے دو حصے ہیں پہلا حصہ ابتداء سورت سے لیکر رکوع ۱۴ میں اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ تک ہے اس میں نفی شرک فی التصرف کا مضمون بیان کیا گیا ہے۔ دوسرا حصہ اس کے متصل بعد فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ سے لیکر رکوع ۱۹ میں لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ تک ہے جس میں نفی شرک فعلی کا مضمون ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے بعد ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا سے دونوں مسئلوں پر دلیل نقلی اور وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ سے دونوں پر دلیل وحی ذکر کی گئی ہے یعنی پہلے تورات میں بھی بیان کیا جا چکا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی غیب دان اور کارساز نہیں اور اس کے سوا کوئی نذر و نیاز کے لائق نہیں۔ پھر تورات کے بعد قرآن میں بھی دونوں مسئلوں کی وضاحت کی گئی ہے اس لئے قرآن کی پیروی کرو۔ پھر سورت کے آخری رکوع میں قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ سے آخر سورت تک دونوں مضمونوں کا اجمالی طور پر اعادہ کیا گیا ہے دونوں مضمونوں کو ہر قسم کے دلائل سے مدلل و مبرہن کیا ہے۔

پہلا حصّہ

پہلے حصے میں دلائل کے علاوہ مضامین کے تین اور سلسلے ضمناً بھی آ گئے (۱) سلسلہ رد شبہات مشرکین (۲) سلسلۂ طریق تبلیغ اور (۳) سلسلہ بیان وجوہ انکار مشرکین۔ ہر سلسلہ سات شقوں پر مشتمل ہے۔

نفی شرک فی التصرف پر دلائل

پہلے حصے میں نفی شرک فی التصرف پر عقلی و نقلی اور وحی کے سولہ دلائل پیش کئے گئے ہیں۔ گیارہ دلائل عقلیہ، دو دلائل نقلیہ اور تین دلائل وحی سلسلۂ دلائل کے درمیان چند دلائل کے بعد تین بار ان کا ثمرہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ پہلی عقلی دلیل اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ تا یَکْسِبُوْنَ (ع ۱) اس دلیل کا مدعیٰ یہ ہے کہ اللہ کے سوا کارساز اور غیب دان کوئی نہیں۔ دوسری عقلی دلیل علیٰ سبیل الاعتراف من الخصم قُلْ لِّمَنْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قُلْ لِّلّٰهِ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ (ع ۲) یعنی جب تم زمین و آسمان کا مالک اللہ ہی کو مانتے ہو تو سب کے سوا کارساز بھی کوئی نہیں۔ اس کے بعد تخویف اخروی ہے۔ تیسری عقلی دلیل وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِی الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (ع ۲) چوتھی عقلی دلیل وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ تا وَهُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ (ع ۲) یعنی نفع و ضرر اللہ کے اختیار میں ہے لہذا اس کے سوا کوئی متصرف و کارساز نہیں۔ اس کے متصل بعد قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً سے لے کر اِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ تک مذکورہ چاروں عقلی دلائل کا نتیجہ بیان کیا گیا ہے۔ مذکورہ دلائل سے معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا کوئی غیب دان اور کارساز نہیں۔ اس کے بعد زجریں اور تخویفیں ہیں۔ پانچویں عقلی دلیل وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ تا یُحْشَرُوْنَ (ع ۴) ہر جاندار کا روزی رساں اور کارساز اللہ ہے اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ اس کے بعد زجر ہے۔ چھٹی عقلی دلیل علیٰ سبیل الاعتراف من الخصم۔ قُلْ اَرَءَیْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ تا تُشْرِكُوْنَ (ع ۴) اس کے بعد تخویف اخروی ہے۔ ساتویں عقلی دلیل قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ تا ثُمَّ هُمْ یَصْدِفُوْنَ (ع ۵) دلیل نمبر ۷ سے معلوم ہوا کہ متصرف و مختار اور کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس کے بعد قُلْ اَرَءَیْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ سے چھٹی دلیل کا اعادہ کیا گیا ہے۔ اس کے بعد زجر و تخویف اور بشارت وغیرہ کا ذکر ہے۔ آٹھویں عقلی دلیل وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ تا لِیُقْضٰٓى اَجَلٌ مُّسَمًّى (ع ۷) اس سے ثابت ہوا کہ اصول، ان کے تحت کلیات اور کلیات کے جزئیات سب کا علم صرف اللہ ہی کو ہے۔ نویں عقلی دلیل علیٰ سبیل الاعتراف من الخصم۔ قُلْ مَنْ یُّنَجِّیْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تا ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ (ع ۸) یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز نہیں اس کے بعد تخویفیں اور زجریں ہیں پھر قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُنَا وَلَا یَضُرُّنَا سے وَهُوَ الَّذِیْٓ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ (ع ۹) تک مذکورہ پانچوں عقلی دلیلوں کا ثمرہ بیان کیا گیا ہے کہ زمین و آسمان کا کلی علم غیب صرف اللہ ہی کو ہے اور اس کے سوا کوئی غیب دان اور متصرف و کارساز نہیں۔ دسویں عقلی دلیل وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ تا وَهُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ گیارہویں عقلی دلیل اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى تا یُّؤْمِنُوْنَ (ع ۱۲) اس کے بعد ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ سے لے کر وَهُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ تک مذکورہ دونوں دلیلوں کا ثمرہ بیان کیا گیا ہے۔ ان دونوں دلیلوں سے واضح ہوتا ہے کہ کارساز اور متصرف صرف اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے سوا کوئی متصرف و کارساز نہیں۔

دلائل نقلیہ نفی شرک فی التصرف پر دو نقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں (۱) دلیل نقلی تفصیلی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے علاوہ سترہ انبیاء علیہم السلام سے اور اجمالی تمام انبیاء علیہم السلام سے وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ تا اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِیْنَ (ع ۹) اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے علاوہ سترہ انبیاء علیہم کے نام گنا کر اور باقیوں کا اجمالی ذکر کر کے سب کی طرف سے بیان فرمایا کہ وہ سب شرک سے بیزار اور توحید کے مبلغ تھے۔ وہ سب اللہ ہی کو غیب دان اور متصرف و کارساز مانتے تھے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتے تھے۔ دوسری نقلی دلیل امم سابقہ کے علماء سے بیان کی گئی ہے وَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ تا فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ (ع ۱۴) یعنی اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کے علماء بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ مسئلہ توحید آپ پر اللہ کی طرف سے اتارا گیا ہے اور وہ حق ہے۔

دلائل وحی نفی شرک فی التصرف پر تین دلائل وحی ذکر کئے گئے ہیں۔ پہلی دلیل وحی وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ (ع ۲) یعنی سب سے بڑی شہادت تو اللہ تعالیٰ کی ہے اور اس نے قرآن میں مجھ پر یہ وحی کی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی متصرف و مختار اور نافع و ضار نہیں۔ دوسری دلیل وحی وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ الخ (ع ۱۱) یعنی پہلے تمام انبیاء علیہم السلام کی تعلیم یہ تھی کہ اللہ کے سوا کوئی غیب دان اور کارساز نہیں اور سب کے آخر میں ہم نے اپنے آخری رسول پر یہ کتاب (قرآن) نازل کی جو پہلے تمام نبیوں کی تعلیم کی تصدیق کرتی ہے۔ تیسری دلیل وحی اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ الخ (ع ۱۳) مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ کی وحی کا اتباع کروں کہ اللہ کے سوا کوئی متصرف و مختار اور کارساز نہیں

ردّ شبہاتِ مشرکین

پہلے حصے میں مشرکین کے سات شبہات یا سوالات کا جواب دیا گیا ہے ان میں سے بعض یہاں مذکور ہیں اور بعض یہاں مذکور نہیں بلکہ قرآن مجید میں کسی دوسری جگہ مذکور ہیں۔ پہلا سوال یہ تھا کہ خدا کی طرف سے ان کے نام پر لکھی ہوئی کتاب آئے جسے وہ خود پڑھ لیں یہ سوال سورۂ بنی اسرائیل ع ۱۰ میں وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِیِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَیْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ سے مذکور ہے یہاں وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَیْكَ كِتٰبًا فِیْ قِرْطَاسٍ (ع ۱) سے اس کا جواب دیا کہ اگر ہم لکھی لکھائی کتاب نازل کرتے تو اس میں بھی یہی مسئلہ توحید ہی مذکور ہوتا اور وہ اسے بھی جھٹلا دیتے۔ دوسرا سوال یہ تھا کہ اس پیغمبر کے ساتھ فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا جو اس کی صداقت کا اعلان کرتا یہ سوال یہاں وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْهِ مَلَكٌ (ع ۱) میں مذکور ہے اور سورۃ الفرقان میں اس پر یہ اضافہ ہے۔ فَیَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِیْرًا (ع ۱) اور وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِیَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا یُنْظَرُوْنَ (ع ۱) سے اس کا جواب دیا گیا کہ اگر پیغمبر علیہ السلام کے ساتھ فرشتہ نازل کیا جاتا تو انکار کرنے کی صورت میں انہیں فوراً ہلاک کر دیا جاتا اور لحہ بھر مہلت نہ دی جاتی۔ تیسرا سوال یہ تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ کو پیغمبر بھیجنا منظور تھا تو کسی فرشتے کو پیغمبر بنا کر کیوں نہ بھیج دیا یہ سوال بھی یہاں مذکور نہیں۔ سورۂ بنی اسرائیل کی آیت قُلْ لَّوْ كَانَ فِی الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ یَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّیْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَیْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا (ع ۱۱) سے مفہوم ہوتا ہے اس کا جواب وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَیْهِمْ مَّا یَلْبِسُوْنَ (ع ۱) میں دیا گیا کہ اگر فرشتہ رسول بنا کر بھیجا جاتا تو لامحالہ انسانی شکل ہی میں آتا اور ان کا اعتراض اسی طرح بحال رہتا۔ چوتھا سوال یہ تھا کہ ان کا منہ مانگا معجزہ کیوں نہیں ان کو دیا جاتا تو اس کا جواب دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ معجزہ اتارنے پر تو قادر ہے لیکن اکثر لوگ پھر بھی ایمان نہیں لاتے حالانکہ اصل مقصد تو یہ ہے لوگ ایمان لائیں یہ سوال و جواب وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَیْهِ اٰیَةٌ تا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ (ع ۴) میں مذکور ہے۔ پانچواں سوال یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی دولت مند آدمی کو رسول بنا کر کیوں نہ بھیجا یہ سوال سورۂ زخرف ع ۳ میں وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ سے ذکر کیا گیا ہے۔ چھٹا سوال یہ تھا کہ اگر یہ نبی ہوتا تو ہمیں غیب کی باتیں بتاتا اور ملک شام کی منڈیوں میں اشیاء کے نرخ بتا دیتا یہ سوال حدیث میں مذکور ہے۔ ساتواں سوال یہ تھا کہ یہ پیغمبر خوب ہے کہ ہماری طرح بازار سے سودا سلف خریدتا اور کھاتا پیتا ہے۔ اگر پیغمبر ہوتا تو ایسا نہ کرتا یہ سوال سورۃ الفرقان ع ۱ میں مذکور ہے۔ وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْكُلُ

الطَّعَامَ وَ یَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ ان تینوں سوالوں کا جواب قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَکُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰہِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَکُمْ اِنِّیْ مَلَکٌ (ع ۵) سے دیا گیا۔

طریقۂ تبلیغ کی تعلیم

نفی شرک فی التصرف کے بیان میں سات طریقہائے تعلیم مذکور ہیں۔ طریق تعلیم اوّل قُلْ اَغَیْرَ اللّٰہِ اَتَّخِذُ وَلِیًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ (ع ۲) آپ اعلان کر دیجئے کہ جو اللہ آسمان اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اور جو خود بے نیاز اور سب کا کارساز ہے کیا اسے چھوڑ کر میں غیر اللہ کو کارساز بنالوں؟ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ طریق تعلیم دوم قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ الخ مجھے تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلے اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کروں اور مجھے منع کیا گیا ہے کہ میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بناؤں۔ طریق تعلیم سوم قُلْ اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ تمہیں نہ تو اللہ کا خوف ہے نہ اس کے عذاب کا ڈر لیکن میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں کہ اگر اس کی نافرمانی کروں۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک بناؤں اور اس کے سوا کسی کو غیب دان اور کارساز سمجھوں تو وہ مجھے عذاب میں مبتلا کر دے۔ طریق تعلیم چہارم قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ (ع ۷) آپ فرما دیجئے مجھے تو ان معبودانِ باطلہ کو پکارنے سے منع کر دیا گیا ہے جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ طریق تعلیم پنجم قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَکُمْ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ میں تمہاری باطل خواہشات کی پیروی نہیں کر سکتا اگر میں ایسا کروں تو گمراہی میں جا پڑوں اور ہدایت سے دور ہو جاؤں کیونکہ تمہاری خواہشات یہ ہیں کہ میں بھی غیر اللہ کو غیب دان اور کارساز سمجھوں حالانکہ یہ صریح گمراہی ہے۔ طریق تعلیم ششم قُلْ اِنِّیْ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَکَذَّبْتُمْ بِهٖ میرے پاس تو اللہ کی توحید کے واضح دلائل موجود ہیں ان کی موجودگی میں میں توحید کی راہ کو کس طرح چھوڑ سکتا ہوں۔ تم نے تو کور باطنی کی وجہ سے اس کی تکذیب کر دی۔ طریق تعلیم ہفتم قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِیَ الْاَمْرُ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ جس چیز یعنی عذاب کا تم مطالبہ کر رہے ہو اگر وہ چیز میرے اختیار میں ہوتی تو کب کا میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ ہو چکا ہوتا لیکن یہ سب کچھ اللہ کے اختیار و تصرف میں ہے میرے بس میں نہیں ہے۔ ساتواں طریق تعلیم نفی شرک فی التصرف پر دلیل بھی بن سکتا ہے کہ غائبانہ حکم اور تصرف صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔

بیانِ وُجُوہِ انکارِ مشرکین

سورۂ انعام میں مشرکین کے انکار کی سات وجوہ بیان کی گئی ہیں۔ پانچ حصہ اول میں اور دو حصہ دوم میں۔ ہر وجہ لفظ کَذٰلِکَ سے بیان کی گئی ہے۔ ان جگہوں میں کاف تشبیہ کے لئے نہیں بلکہ بیان کمال کے لئے ہے۔ پہلی وجہ وَکَذٰلِکَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ الخ (ع ۷) یعنی وہ ماننے والوں کو حقیر سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ جس دین کو ایسی معمولی پوزیشن کے لوگوں نے مانا ہے بھلا وہ بھی سچا ہو سکتا ہے؟ دوسری وجہ یہ تھی کہ مسئلہ توحید جس قدر زیادہ کھول کر بیان کیا جاتا اور مشرکین کے کرتوت جس قدر واضح کئے جاتے اسی قدر ان کا بغض و عناد زیادہ ہو جاتا اور وہ انکار کرنے لگتے۔ وَکَذٰلِکَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ وَلِتَسْتَبِیْنَ سَبِیْلُ الْمُجْرِمِیْنَ (ع ۷) میں دوسری وجہ بیان کی گئی ہے۔ تیسری وجہ وَکَذٰلِکَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ وَلِیَقُوْلُوْا دَرَسْتَ (ع ۱۳) یعنی ہم آیتیں کھول کر بیان کرتے ہیں لیکن مشرکین پیغمبر علیہ السلام پر الزام لگاتے ہیں کہ وہ کسی سے سیکھ کر آیا ہے۔ چوتھی وجہ کَذٰلِکَ زَیَّنَّا لِکُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ (ع ۷) مشرکین کو مشرکانہ اعمال خوبصورت اور بھلے معلوم ہوتے ہیں اس لئے وہ مسئلہ توحید کو نہیں مانتے۔ آگے چل کر کَذٰلِکَ زُیِّنَ لِلْکٰفِرِیْنَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ میں اس وجہ کا اعادہ کیا گیا ہے۔ پانچویں وجہ وَکَذٰلِکَ جَعَلْنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ الخ (ع ۱۴) یہ ماقبل سے علی سبیل الترقی ہے۔ یعنی شیاطین انس اور شیاطین جن نبی کے دشمن ہوتے ہیں اور وہ لوگوں کے دلوں میں شبہات ڈالتے رہتے ہیں اور ان کو پیغمبر سے یہ کہہ کر بدظن کرتے رہتے ہیں کہ یہ توہینوں اور ولیوں کا بے ادب ہے۔ چھٹی وجہ وَکَذٰلِکَ جَعَلْنَا فِیْ کُلِّ قَرْیَةٍ اَکٰبِرَ مُجْرِمِیْهَا الخ (ع ۵) ہر بستی کے بڑے لوگ عموماً مجرم ہوتے ہیں اور وہ لوگوں کو مکر فریب سے گمراہ کرتے رہتے ہیں۔ ساتویں وجہ وَکَذٰلِکَ نُوَلِّیْ بَعْضَ الظّٰلِمِیْنَ بَعْضًا بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ (ع ۱۵) شرک کی وجہ سے تمام مشرکین ایک دوسرے کے دوست بن جاتے ہیں اور متحدہ طور پر مسئلہ توحید کا انکار کرنے لگتے ہیں۔ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ آج کل کے مشرکین کے رد و انکار کی وجوہ بھی بعینہٖ یہی ہیں۔

دوسرا حصہ

دوسرے حصہ میں شرک فعلی کی صرف تین شقوں کا ذکر ہے۔ (۱) تحریمات غیر اللہ (۲) تحریمات اللہ اور (۳) نذور غیر اللہ۔ چوتھی شق یعنی اللہ کی نذر و نیاز کا ذکر اس سورت میں نہیں کیا گیا کیونکہ غیر اللہ کی نذر و نیاز کی نفی سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ نذریں منتیں صرف اللہ کے نام کی دینی چاہئیں۔

تحریمات غیر اللہ

سورۂ مائدہ میں تحریمات غیر اللہ کو تین عنوانوں سے ذکر کیا گیا جیسا کہ ابھی بیان ربط میں مذکور ہوا۔ سورۂ انعام میں اس مسئلہ کو چار مختلف عنوانات سے ذکر کیا گیا ہے۔ جو تحریمات غیر اللہ کی تمام صورتوں پر حاوی ہیں (۱) فَکُلُوْا مِمَّا ذُکِرَ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْهِ۔ تا۔ اَلَّا تَاْکُلُوْا مِمَّا ذُکِرَ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْهِ (ع ۱۴) یعنی جن چوپایوں کو تم نے غیر اللہ کی خاطر نامزد کر رکھا ہے مثلاً سائبہ، بحیرہ وغیرہ جب ان کو خالص اللہ کا نام لیکر ذبح کیا جائے تو انہیں کھاؤ۔ جن چوپایوں کو اللہ کا نام لیکر ذبح کیا گیا ان کو تم کیوں نہیں کھاتے ہو۔ انہیں کھاؤ اور تحریمات کو اٹھاؤ۔ (۲) وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ۔ تا۔ اِنَّهٗ حَکِیْمٌ عَلِیْمٌ (ع ۱۶) اس عنوان کے تحت تحریمات مشرکین کی چار صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ اوّل کچھ چوپایوں اور کھیتیوں کو وہ اپنے معبودانِ باطلہ کے لئے نامزد کر دیتے تھے اور کہتے تھے کہ ان کو کوئی نہیں کھا سکتا۔ دوم کچھ چوپایوں پر سواری کرنے اور بوجھ لادنے کو حرام کر دیتے تھے۔ سوم جن چوپایوں کو غیر اللہ کی خاطر حرام کر دیتے تھے ذبح کے وقت ان پر اللہ کا نام نہیں لیتے تھے چہارم بعض مادہ چوپایوں کے متعلق وہ فیصلہ کر دیتے تھے کہ ان کے پیٹ کا بچہ اگر زندہ پیدا ہو تو ان کے مردوں کے لئے حلال ہے اور ان کی عورتوں کے لئے حرام ہے اور اگر مردہ پیدا ہو تو دونوں جنسوں کے لئے جائز ہے۔ فرمایا یہ تمام صورتیں باطل اور ان کی خود ساختہ ہیں اس پر ان کو سخت سزا ملے گی تم ان تحریمات کو اٹھاؤ اور ان چیزوں کو کھاؤ۔ (۳) اس کے بعد وَحَرَّمُوْا

مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ سے تحریمات غیر اللہ کا اعادہ کیا گیا ہے (۴) وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا - تا - اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا (ع ۱۷) یہاں اللہ تعالیٰ نے چوپایوں کی آٹھ انواع بیان فرمائیں - ضَان - نر و مادہ (دنبہ اور دنبی) یہاں بھیڑ اور مینڈھا بھی اس میں داخل ہیں - معز - نر و مادہ (بکری اور بکرا) ابل - نر و مادہ (اونٹ اور اونٹنی) بقر - نر و مادہ (گائے اور بیل) بھینس اور بھینسا بھی بقر میں داخل ہیں - اور پھر مشرکین سے ان اشیا کی تحریم پر عقلی اور نقلی دلیل کا مطالبہ کیا - فرمایا کیا اللہ نے ان چوپایوں کے نروں کو حرام فرمایا ہے یا ان کی ماداؤں کو یا ان بچوں کو جو ماداؤں کے ارحام میں ہیں - کیا اس پر تمہارے پاس کوئی عقلی دلیل ہے ؟ اگر نہیں تو نَبِّئُوْنِیْ بِعِلْمٍ الخ تو کوئی نقلی دلیل ہی پیش کر دو - یہ مشرکین کو ایک قسم کا چیلنج ہے - لیکن مشرکین کے پاس چونکہ کوئی دلیل نہیں تھی نہ عقلی نہ نقلی اس لئے عاجز ہو کر کہنے لگے وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَیْءٍ (ع ۱۸) یعنی اللہ کو یہی منظور تھا کہ ہم شرک کریں اور اپنی طرف سے تحریمیں کریں -

تحریمات اللہ

سورۂ مائدہ میں تحریمات اللہ کی صرف ایک صورت بیان کی گئی یعنی غَیْرَ مُحِلِّی الصَّیْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ لیکن سورۂ انعام میں تحریمات اللہ کی باقی مانده بہت سی صورتیں ذکر کی گئی ہیں - سورۂ انعام میں تحریمات اللہ کا ایک دفعہ ذکر کیا گیا ہے - قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ - تا - ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (ع ۱۹) ان آیتوں میں حسب ذیل تحریمات الٰہیہ مذکور ہیں - شرک ہر قسم - عقوق والدین - اور ان کی حق تلفی - قتل اولاد - تمام فواحش و منکرات - قتل ناحق - اکل مال یتیم ناحق - ناپ تول میں کمی بیشی وغیرہ -

غیر اللہ کی نذر و نیاز

سورہ مائدہ میں نذر غیر اللہ کو مَآ اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ اور وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ سے ذکر کیا گیا لیکن سورۂ انعام میں اس مسئلہ کو پانچ مختلف عنوانوں کے ساتھ چار دفعہ ذکر کیا گیا ہے جس میں نذر غیر اللہ کی تمام صورتیں آ گئی ہیں - (۱) قَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَیْكُمْ (ع ۱۴) یعنی جو چیزیں تم پر حرام ہیں ان کی تفصیل اللہ تعالیٰ تمہیں بتا رہا ہے - یہاں نذر غیر اللہ کا ذکر اجمالی ہے تفصیل آگے آ رہی ہے - (۲) وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِیْبًا - تا - فَذَرْهُمْ وَمَا یَفْتَرُوْنَ (ع ۱۶) یہاں انعام (جانوروں) کے ساتھ حرث (غلہ اور پھل وغیرہ) کا ذکر بھی صراحت سے کیا گیا ہے جس طرح جانوروں سے غیر اللہ کی نذر حرام ہے اسی طرح غلوں میووں اور پھلوں سے بھی حرام ہے - علیٰ ہٰذا وَكَذٰلِكَ زَیَّنَ لِكَثِیْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ - تا - فَذَرْهُمْ وَمَا یَفْتَرُوْنَ میں نذر غیر اللہ کی ایک اور صورت کا ذکر کیا بعض مشرکین اپنے معبودان باطلہ کی خاطر اپنے بچوں کو ان کی بھینٹ چڑھا دیتے - اس آیت میں اس مشرکانہ فعل کی مذمت فرمائی - (۳) قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ الخ سے نذر غیر اللہ تیسری بار ذکر کیا گیا (۴) وَهُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ - تا - اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ (ع ۱۷) یہاں مختلف قسم کی پیداوار پھلوں میووں کی انواع و اقسام کا ذکر کر کے فرمایا کہ ان سے خالص اللہ کا حق ادا کرو اور ان میں سے غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز مت نکالو - (۵) قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا - تا - فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (ع ۱۸) یہاں نذر غیر اللہ کو فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ سے تعبیر کیا گیا -

سورت کے دونوں حصوں کے اختتام پر ثُمَّ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا الخ (ع ۱۹) سے دونوں مضمون (نفی شرک فی التصرف اور نفی شرک فعلی) پر دلیل نقلی، اور وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ الخ (ع ۲۰) سے دونوں مضمونوں پر دلیل وحی پیش کی گئی ہے - یعنی پہلے تورات میں نفی شرک فی التصرف اور نفی شرک فعلی کو تفصیل سے بیان کیا گیا - پھر قرآن نے بھی تورات کے مطابق اعلان کیا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی غیب دان اور کارساز نہیں - نیز اس نے تحریمات مشرکین کو حلال اور غیر اللہ کی نذر و نیاز کو حرام قرار دیا ہے - پھر خاتمہ سورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تین اعلان کرائے گئے ہیں - (۱) قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْٓ - تا - وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ یعنی اللہ نے عقلی اور نقلی دلائل سے صراط مستقیم کی طرف میری رہنمائی فرمائی ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے جو شرک سے سخت بیزار تھے (۲) قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ - تا - وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ یعنی میں اللہ کے سوا کسی کو غیب دان اور کارساز نہیں سمجھتا ہوں اور میری تمام عبادتیں اور میرا مرنا جینا سب کچھ محض اللہ کے لئے ہے جو ہر قسم کے شرک سے پاک ہے (۳) قُلْ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَیْءٍ یعنی جو اللہ کائنات کے ذرے ذرے کا مالک اور رازق ہے کیا اسے چھوڑ کر میں کسی اور کو اپنا رب اور کارساز بنا لوں ؟ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا یہ تو عقل و نقل کے صریح خلاف ہے - سورت کے آخر میں اِنَّ رَبَّكَ سَرِیْعُ الْعِقَابِ سے مسئلہ توحید کا انکار کرنے والوں کے لئے تخویف اخروی اور وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ سے مسئلہ توحید کو ماننے والوں کے لئے بشارت اخروی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے -

حصۂ اول

نفی شرک فی التصرف یا نفی شرک اعتقادی

سورۂ انعام سے قرآن مجید کا دوسرا حصہ شروع ہوتا ہے جو سورۂ بنی اسرائیل کے آخر تک ہے۔ اس حصے کا مرکزی مضمون ربوبیت ہے یعنی اس حصے میں زیادہ تر یہ بیان کیا گیا ہے کہ ہر چیز کو پیدا کرنے کے بعد اس کو حد کمال تک پہنچانے والا اور ہر چیز کی دیکھ بھال کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس کے سوا اور کوئی نہیں۔

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ۭ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۲۰﴾

آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے

سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّخَمْسٌ اَوْ سِتٌّ وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا

سورۃ انعام مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ایک سو پینسٹھ یا چھیاسٹھ آیتیں ہیں اور ۲۰ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ

سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے پیدا کئے آسمان اور زمین اور بنایا

الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ڛ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ

اندھیرا ؎ اور اجالا پھر بھی یہ کافر اپنے رب کے ساتھ

يَعْدِلُوْنَ ﴿۱﴾ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰٓي

اوروں کو برابر کئے دیتے ہیں ف۱ ف۱ وہی ہے جس نے پیدا کیا تم کو مٹی سے پھر مقرر کر دیا

اَجَلًا ۭ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ﴿۲﴾ وَ

ایک وقت اور ایک مدت مقرر ہے اللہ کے نزدیک ف۲ پھر بھی تم شک کرتے ہو اور

هُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ ۭ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَ

وہی ہے اللہ آسمانوں میں ف۳ اور زمین میں ؎ جانتا ہے تمہارا چھپا اور

جَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ﴿۳﴾ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ

کھلا اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو اور نہیں آتی ان کے پاس کوئی نشانی

مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿۴﴾

ان کے رب کی نشانیوں میں سے ؎ مگر کرتے ہیں اس سے تغافل

فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاۗءَهُمْ ۭ فَسَوْفَ

سو بے شک جھٹلایا انہوں نے حق کو جب ان تک پہنچا سو اب

خلاصہ کے بیان میں مذکور ہو چکا ہے کہ سورۂ انعام کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ سورت کی ابتداء سے لیکر رکوع ۱۴ میں وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ تک ہے اس حصے میں نفی شرک فی التصرف کا ذکر کیا گیا ہے اور مسئلہ توحید پر عقلی و نقلی اور وحی سے گیارہ دلائل بیان کئے گئے ہیں۔ نو دلائل عقلیہ، دو نقلی دلیلیں اور تین دلائل وحی۔ **حمد** سے صفات الوہیت مراد ہیں جیسا کہ سورۂ فاتحہ کی تفسیر میں گذر چکا ہے ملاحظہ ہو صد حاشیہ ؎ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ایک دعویٰ ہے۔ یعنی وہ تمام صفات کارسازی جنہیں تم اپنے معبودوں کے لئے ثابت کرتے ہو وہ سب اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں اور تمہارے معبودوں میں نہیں پائی جاتی ہیں۔ اَلَّذِيْ اسم موصول تعلیل کے لئے ہے اور اس کا صلہ مذکورہ دعویٰ پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ یعنی زمین و آسمان کو پیدا کرنے والا۔ اندھیرے اور اجالے کو بنانے والا اور تمام انسانوں کو پیدا کرنے والا اور ان کے تمام حالات کو جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے لہٰذا کارساز اور متصرف بھی وہی ہے اس لئے اسی کو پکارو۔ چونکہ مشرکین اس بات کو مانتے تھے کہ زمین و آسمان اور ساری کائنات کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے جیسا کہ ارشاد ہے وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ (لقمان ع ۳) اس لئے اس مسلمہ حقیقت کو بطور حجت ذکر فرمایا۔ **ف۳** ظلمت سے گمراہی اور نور سے ہدایت مراد ہے۔ چونکہ گمراہی کے راستے بہت ہیں اور نجات و ہدایت کا راستہ ایک ہی ہے یعنی اسلام۔ اس لئے ظلمات کو جمع اور نور کو واحد استعمال کیا گیا۔ لان المراد بالظلمۃ الضلال۔ هو متعدد وبالنور الهدى **وهو واحد** (روح ج ۷ ص ۸۵) ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الخ میں ثُمَّ استبعاد کے لئے ہے یعنی جب تم کو معلوم ہو گیا کہ ہر شے کا خالق اور مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے تو یہ بات عقل سے بعید ہے کہ مخلوق میں سے کسی کو اللہ تعالیٰ کے برابر کر دو اور اس کو اللہ کی طرح متصرف سمجھو ولہ للاستبعاد (جامع البیان ص ۱۱۲) وثم لاستبعاد ما وقع من الذین کفروا (روح ج ۷ ص ۸۵) **ف۴** اس میں حصر ہے یعنی اللہ ہی نے تم کو پیدا کیا ہے۔ اس طرح اس آیت کے باقی حصوں میں بھی حصر ہے وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ یعنی مقررہ اجل کی اسی ہی کو خبر ہے اور اس کا علم اسی کے پاس ہے۔ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ۔ ثُمَّ یہاں بھی استبعاد کے لئے ہے تمترون — مِرْيَةٌ سے ہے یا مِرَاۗءٌ سے پہلی صورت میں اس کے معنی ہوں گے۔ پھر تم شک کرتے ہو اور دوسری صورت میں

موضح قرآن ف۱ اندھیرا اجالا یعنی رات دن ہے اور اشارت میں راہ غلط کو اندھیرا کہتے ہیں اور راہ صحیح کو اجالا۔ سو راہ صحیح ایک ہے اس کے سوائے سب راہیں غلط ہیں وہ بہت ہیں۔ **ف۲** وعدہ یعنی فنا کا وقت سو ایک اجل ہے ہر شخص کی وہ نہیں جانتا پر فرشتے جانتے ہیں اور ایک اجل ہے سب خلق کی سو کوئی نہیں جانتا اس اجل سے قیاس کر لیا اس اجل کو اور شک کرنے لگے

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی معبودان باطل را ۱۲ ف۲ یعنی برائے قیام قیامت ۱۲ **ف۳** یعنی متصرف فرمانروا ۱۲

پھر تم جھگڑا کرتے ہو تشکون من المریۃ او تجادلون من المراء ومعنٰی ثم استبعاد (مدارک ج ۲ ص۳) **ف۵** لفظ اللّٰہ سے وصف مشہور مراد ہے یعنی فاعل اور متصرف اب حرف جار لفظ اللّٰہ کے متعلق ہوگا اور ظرفیت کا معنی درست ہوگا۔ اس آیت کی ابتداء میں حصر ہے اس لئے اس کے باقی حصوں میں بھی حصر ہوگا یعنی زمین و آسمان میں وہی متصرف ہے اور وہی تمہارے ظاہر و باطن کو جانتا ہے اور وہی جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔ یہ صفتیں اللّٰہ کے سوا کسی اور میں نہیں ہیں۔ لہٰذا اس کے سوا متصرف و کارساز بھی کوئی نہیں۔
ف۶ وَمَا تَاْتِیْهِمْ سے یَسْتَهْزِءُوْنَ تک منکرین پر زجر و شکوہ ہے اور اٰیات سے دلائل توحید مراد ہیں جو قرآن میں مذکور ہیں بقرینہ مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ — تا — فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ (انبیاء ع ۱ ر۲) فقط۔

یَاْتِیْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۵ اَلَمْ
... آتی جاتی ہے ان کے آگے حقیقت اس بات کی جس پر ہنستے تھے ف۷ ف۸ ... کیا
یَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ
دیکھتے نہیں کہ کتنی ہلاک کر دیں ہم نے ان سے پہلے ف۹ امتیں جن کو جما دیا تھا ہم نے
فِی الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَ اَرْسَلْنَا السَّمَآءَ
ملک میں اتنا کہ جتنا تم کو نہیں جمایا اور چھوڑ دیا ہم نے ان پر آسمان کو
عَلَیْهِمْ مِّدْرَارًا ۪ وَّ جَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِیْ مِنْ
لگاتار برستا ہوا اور بنا دیں ہم نے نہریں بہتی ہوئی
تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَ اَنْشَاْنَا مِنْۢ
ان کے نیچے ف۸ پھر ہلاک کیا ہم نے ان کو ان کے گناہوں پر اور پیدا کیا ہم نے ان
بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِیْنَ ۝۶ وَ لَوْ نَزَّلْنَا عَلَیْكَ
کے بعد اور امتوں کو اور اگر اتاریں ہم تجھ پر
كِتٰبًا فِیْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَیْدِیْهِمْ لَقَالَ
لکھا ہوا کاغذ میں ف۹ پھر چھو لیویں وہ اس کو اپنے ہاتھوں سے البتہ کہیں گے
الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝۷ وَ
کافر یہ نہیں ہے مگر صریح جادو ف۱ ف۱۰ اور
قَالُوْا لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْهِ مَلَكٌ ؕ وَ لَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا
کہتے ہیں کیوں نہیں اترا اس پر کوئی فرشتہ ف۲ اور اگر ہم اتاریں فرشتہ
لَّقُضِیَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا یُنْظَرُوْنَ ۝۸ وَ لَوْ جَعَلْنٰهُ
تو طے ہو جاوے قصہ پھر ان کو مہلت بھی نہ ملے ف۵ ف۳ اور اگر ہم رسول بنا کر بھیجتے
مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّ لَلَبَسْنَا عَلَیْهِمْ مَّا یَلْبِسُوْنَ ۝۹
کسی فرشتہ کو تو وہ بھی آدمی کی ہی صورت میں ہوتا ف۶ اور ان کو اسی شبہ میں ڈالتے جس میں اب پڑ رہے ہیں

كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ حق کے تین معنی ہیں۔ اوّل اظہار حق، دوم سچی بات، سوم ظاہر اور واضح بات۔ یہاں تیسرا معنی مراد ہے۔ جب انہوں نے ایک ایسی حقیقت کا انکار کر دیا جو بالکل واضح اور ظاہر ہے تو وہ عذاب کے مستحق ہیں جیسا کہ فَسَوْفَ یَاْتِیْهِمْ کی فاء فصیحہ اس پر دال ہے۔ **ف۷** انباء سے دنیا اور آخرت کا عذاب مراد ہے۔ المراد ما یعم ذٰلك (العقوبات العاجلۃ والعقوبات التی تحل بهم فی الاٰخرۃ من عذاب النار ونحوہ (روح ج ۷ ص۹۳) **ف۸** یہ تخویف دنیوی ہے۔ مَكَّنّٰهُمْ تمکین کے معنی قدرت و ہمت عطا کرنے کے ہیں۔ مِنْ تَحْتِهِمْ میں مضاف محذوف ہے ای تحت اشجارهم او تحت قصورهم یا یہ قبضہ اور تصرف سے کنایہ ہے یعنی وہ نہریں ان کے قبضہ و تصرف میں تھیں۔ بِذُنُوْبِهِمْ۔ با سببیہ ہے۔ یعنی ان کے گناہوں اور دعوٰی توحید نہ ماننے کے سبب سے ہم نے ان کو ہلاک کر دیا۔ **ف۹** یہ مشرکین کے سات شبہات میں سے پہلے شبہ کا جواب ہے۔ مشرکین کہتے تھے کہ جب تک آپ آسمانوں پر جا کر وہاں سے لکھی لکھائی کتاب نہ لے آئیں اس وقت تک ہم ایمان نہیں لائیں گے جیسا کہ سورہ بنی اسرائیل ع ۱۰ میں ہے وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِیِّكَ حَتّٰی تُنَزِّلَ عَلَیْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ۔ تو اس کا جواب دیا کہ اگر ہم کاغذ پر لکھی ہوئی کتاب ان پر نازل کر دیں جسے یہ اپنے ہاتھوں سے چھو بھی لیں لیکن پھر بھی یہ مشرکین اور کفار وہی کچھ کہیں گے جو اب کہتے ہیں کہ یہ تو بس کھلا ہوا جادو ہے۔ **ف۱۰** یہ دوسرا شبہ ہے۔ مشرکین کہتے تھے کہ پیغمبر کے ساتھ ایک فرشتہ بھی آنا چاہئے تھا جو انکی طرف لوگوں کو دعوت دیتا اور اس کے دعوے کی تصدیق کرتا جیسا کہ الفرقان رکوع ۱ میں لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مَلَكٌ فَیَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِیْرًا۔ تو اس کا جواب دیا وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِیَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا یُنْظَرُوْنَ یعنی اگر پیغمبر علیہ السلام کے ساتھ فرشتہ آتا اور مشرکین اس کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیتے اور اس کے بعد اگر وہ پیغمبر کا انکار کر دیتے تو انہیں فوراً ہلاک کر دیا جاتا اور کچھ سوچنے کی انہیں ہرگز مہلت نہ دی جاتی۔ **ف۱۱** یہ تیسرے شبہ کا جواب ہے۔ مشرکین کہتے تھے کہ اگر اللہ کو پیغمبر بھیجنا منظور تھا تو کسی فرشتے کو پیغمبر بنا کر بھیج دیتا بشر کو اس نے پیغمبر کیوں بنایا ہے تو اس کا جواب دیا کہ اگر فرشتے کو پیغمبر بنا کر بھیجتے تو لامحالہ انسانی اور بشری

موضح قرآن ف۱ یعنی جس کی قسمت میں ہدایت نہیں اس کا شبہ کبھی نہیں جاتا ف۲ کہتے تھے کہ ہمارے دیکھتے فرشتہ اترے سو جب آدمی فرشتوں کو دیکھیں تو عالم غیب ظاہر ہو چکے پھر عمل کی خرابی غیب سے ظاہر میں آنے لگے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی با صدق آن خبر ۱۲ ف۲ زیر مساکن ایشاں ۱۲ ف۳ مترجم گوید یعنی تعصب ایشاں بمرتبہ است کہ اگر نزول کتاب را بحس ظاہر ببینند نیز انکار کنند واللہ اعلم ۱۲ ف۴ یعنی بوجہی کہ آنرا بحس ظاہر ببینند ۱۲ ف۵ یعنی ظہور ملائکہ بانوجہ مستلزم ہلاک ایشانست در حکمت الٰہی ۱۲ ف۶ یعنی شکل مردی۔ ۱۲

سکل ہیں ہی بھیجتے تو اس صورت میں بھی اس کے بارے میں ان کے دلوں میں وہ شبہات ہوتے جواب ہیں کہ یہ تو بشر ہے فرشتہ نہیں۔ **۱۲** یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ ابوجہل، امیہ بن خلف، ولید بن مغیرہ اور دیگر مشرکین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے استہزاء کرتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو تسلی دی کہ آپ سے پہلے انبیاء علیہم السلام سے بھی ان کی قوم کے سرکش اور معاند لوگ اسی طرح استہزاء اور تمسخر کیا کرتے تھے۔ آخران کو ان کی شرارتوں کی سزا مل گئی۔ تسلیۃ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عما یلقاہ من قومہ کالولید ابن المغیرۃ وامیۃ بن خلف وابی جہل واضرابھم (روح ج ۷ ص ۱۰۱) حَاقَ بمعنی نَزَلَ یعنی نازل ہوا۔ اور منھم میں من بمعنی باء ہے اور ھُمْ ضمیر سے رسل اور مومنین مراد ہیں۔ **۱۳** یہ تخویف دنیوی ہے۔ یعنی آپ ان منکرین اور مستہزئین سے کہیں کہ زمین میں چل پھر کر ان لوگوں کا انجام دیکھو جنہوں نے مبلغین توحید حضرات انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کی۔ **۱۴** یہ مسئلہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے لیکن علی سبیل الاعتراف من الخصم یعنی دلیل میں ایک ایسی حقیقت ذکر کی گئی ہے جسے مشرکین بھی مانتے تھے کہ جو کچھ بھی زمین و آسمان میں ہے سب کا مالک اللہ ہی ہے۔ قُلْ لِّلّٰهِ یہاں ہمزۂ استفہام تقریری مقدر ہے اصل میں تھا قُلْ اَلِلّٰهِ مطلب یہ ہے کہ سب کچھ اللہ ہی کا ہے۔ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ یعنی اللہ نے اپنی مخلوق پر رحم کرنا اپنے ذمہ لے لیا ہے لَيَجْمَعَنَّكُمْ الخ اِلٰی بمعنی فِیْ ہے اور یہ منکرین کیلئے تخویف اخروی ہے۔ **۱۵** یہ تیسری عقلی دلیل ہے یہ آیت از قبیل علفتھا تبناً وماءً بارداً ہے کیونکہ سکون تو صرف رات میں ہوتا ہے۔ دن میں لوگ اپنے کاروبار میں مصروف ہوتے ہیں اس لئے النھار سے پہلے اس سے مناسب فعل محذوف ہے اصل میں تھا وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَمَا انْتَشَرَ فِي النَّهَارِ جیسا کہ الفرقان ع ۵ میں ہے وَجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا۔ تقدیم ظرف مفید حصر ہے۔ یعنی رات دن میں جو بھی ساکن و متحرک ہے وہ سب اللہ ہی کا ہے اور کسی کا نہیں وَهُوَ السَّمِيْعُ ای لکل شیء الْعَلِيْمُ ای بکل شیء یعنی ہر چیز کو سننے والا اور ہر چیز کا جاننے والا اللہ ہی ہے اور کوئی نہیں لہٰذا اس کے سوا متصرف و کارساز بھی کوئی نہیں۔ یہاں تعریف خبر مفید حصر ہے۔ **۱۶** یہ پہلا طریق تعلیم ہے۔ وَلِيًّا یعنی کارساز فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ یہ اللہ کی صفت ہے یعنی ہر چیز کو ابتداءً پیدا کرنے والا۔ آپ کو حکم دیا گیا ہے کہ آپ ان مشرکین

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ

اور بلا شبہ ہنسی کرتے رہے ہیں رسولوں سے تجھ سے پہلے ۱۲ پھر گھیر لیا ان

سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۱۰ قُلْ

ہنسی کرنے والوں کو اس چیز نے کہ جس چیز پر ہنسا کرتے تھے ع۱ تو کہہ دے

سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ

کہ سیر کرو ملک میں ۱۳ پھر دیکھو کیا

عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝۱۱ قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ

انجام ہوا جھٹلانے والوں کا پوچھ کہ کس کا ہے جو کچھ کہ ہے آسمانوں ۱۴

وَالْاَرْضِ ؕ قُلْ لِّلّٰهِ ؕ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ؕ

اور زمین میں کہہ دے اللہ کا ہے اس نے لکھی ہے اپنے ذمہ مہربانی

لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اَلَّذِيْنَ

البتہ تم کو اکٹھا کرے گا قیامت کے دن تک کہ اس میں کچھ شک نہیں جو لوگ

خَسِرُوْا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۱۲ وَلَهٗ مَا

نقصان میں ڈال چکے اپنی جانوں کو وہی ایمان نہیں لاتے اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ

سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۱۳ قُلْ

کہ آرام پکڑتا ہے رات میں اور دن میں ۱۵ اور وہی ہے سب کچھ سننے والا جاننے والا کہہ دے ۱۶

اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

کیا اور کسی کو بناؤں اپنا مددگار اللہ کے سوا جو بنانے والا آسمانوں کا اور زمین کا

وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ؕ قُلْ اِنِّيْۤ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ

اور وہ سب کو کھلاتا ہے اور اس کو کوئی نہیں کھلاتا تو کہہ دے مجھ کو حکم ہوا ہے کہ سب سے

اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝۱۴

پہلے حکم مانوں ۱۷ اور تو ہرگز نہ ہو شرک والا

سے کہدیں جو آپ کو اپنے عاجز معبودوں کی عبادت کی دعوت دیتے ہیں کہ کیا میں اس اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کو کارساز مان لوں جو ہر چیز کا پیدا کرنے والا اور سب کا روزی دینے والا ہے اور خود سب سے بے نیاز ہے۔ **۱۷** یہ دوسرا طریق تعلیم ہے۔ لَا تَكُوْنَنَّ سے پہلے قیل لی محذوف ہے یعنی مجھے تو یہ حکم ملا ہے کہ میں اللہ کے سامنے سب سے پہلا سر جھکانے والا ہوں۔ نیز مجھے حکم دیا گیا ہے کہ مشرکین کے نظریات و اعمال میں سے کچھ بھی قبول نہ کروں اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ کا مفہوم تفصیل سے انعام کے آخری رکوع میں قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الخ میں بیان کیا گیا ہے۔

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی جزا کلمہ کہ بطریق سخریہ با ینہا می گفتند ۱۲

ف۱۸ یہ تیسرا طریق تعلیم ہے۔ یعنی تم لوگ تو اللہ کی معرفت اور اس کی پہچان سے بے بہرہ ہو اس لئے دن رات اس کی نافرمانیوں میں منہمک ہو اور اس کے ساتھ شرک کرتے ہو اور تمہارے دلوں میں اس کے عذاب کا کوئی ڈر خطرہ نہیں لیکن مجھے تو خطرہ ہے کہ اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں گا تو اس کے سخت عذاب کی لپیٹ میں آ جاؤں گا۔
ف۱۹ یہ مسئلہ توحید پر چوتھی عقلی دلیل ہے ضُرٌّ سے مراد ہر تکلیف ہے۔ مثلاً بیماری، تنگدستی، مصیبت وغیرہ اسی طرح خیر سے ہر وہ بھلائی مراد ہے جس سے انسان کو خوشی اور سرور حاصل ہو۔ مثلاً تندرستی، دولت، آرام و راحت وغیرہ۔ آیت میں خطاب اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے لیکن مراد ہر مخاطب ہے۔ یعنی اگر اللہ کی طرف سے کوئی مصیبت یا تکلیف آ جائے تو اللہ کے سوا کوئی اسے دور نہیں کر سکتا نہ کوئی پیغمبر نہ ولی اور نہ کوئی فرشتہ اور جن۔ اور اگر اللہ تعالیٰ آرام و راحت پہنچانا چاہے تو اسے بھی کوئی نہیں روک سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ تکلیف پہنچانے پر بھی اور خیر پہنچانے پر بھی۔ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ما قبل کی علت ہے اور وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ کی جزاء محذوف ہے۔ ای فلا رادّ لفضله بقرینة وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ (یونس ع ۱۱) ف۲۰ یہ بھی دلیل ہی کا حصہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہی اپنی مخلوق پر غالب و قاہر ہے اور کسی کے سامنے عاجز و مغلوب نہیں ہو سکتا وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ اور وہی حکمت والا اور وہی ہر چیز کی خبر رکھنے والا ہے۔ تینوں صفت کے صیغوں پر الف لام افادۂ حصر کیلئے ہے و اللام هنا وفيما تقدم للقصر (روح ص۱۱۶ ج ۷) اس عقلی دلیل سے اللہ تعالیٰ کا کمال قدرت اور کمال علم ثابت ہو گیا۔ لہٰذا جب اس کے سوا کوئی قادر مطلق اور غیب دان نہیں تو اس کے سوا کارساز بھی کوئی نہیں۔ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ اشارة الى كمال القدرة وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ اشارة الى كمال العلم (بحر ج ۴ ص۹۹) ف۲۱ یہ گزشتہ چاروں عقلی دلیلوں سے متعلق ہے۔ شَهَادَةً تمییز بمعنی قسم ہے یعنی کونسی چیز بڑی ہے از روئے قسم کے یا شہادت بمعنی گواہی ہے۔ یعنی سب سے بڑی گواہی کس کی ہے۔ قُلِ اللّٰهُ الخ آپ فرما دیں سب سے بڑی گواہی تو اللہ تعالیٰ کی ہے جس نے گزشتہ عقلی دلائل سے اور آگے دلیل وحی سے بیان فرما دیا ہے کہ غیب دان اور متصرف و مختار وہی ہے اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ ف۲۲ یہ نفی شرک فی التصرف پر دلیل وحی کی طرف اشارہ ہے۔ ف۲۳ یہ مذکورہ چاروں عقلی دلائل کا ثمرہ ہے۔ شَهَادَةً سے یہاں شہادت عقلی مراد ہے۔ یعنی اے مشرکین کیا ان مذکورہ عقلی دلائل کی موجودگی میں تمہاری عقلی اس بات کو مانتی ہے کہ اللہ کے ساتھ کچھ اور معبود بھی ہو سکتے ہیں جو صفات الوہیت میں اس کے شریک ہوں اور غیب دان اور کارساز ہوں۔ قُلْ لَّآ اَشْهَدُ آپ فرما دیں میری عقل تو اس بات کو نہیں مانتی۔ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ کلمۂ اِنَّمَا حصر کے لئے ہے۔ اور مجھے تمہارے شرک اور مشرکین کے شرک سے بیزاری اور براءت کا اعلان کرنے کا حکم فرمایا کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے اور میں تمہارے شرک اور تمہارے معبودوں کی عبادت سے بیزار ہوں۔

قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ
تو کہہ میں ڈرتا ہوں ف۱۸ اگر نافرمانی کروں اپنے رب کی ایک بڑے دن کے
عَظِيْمٍ ⑮ مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ
عذاب سے جس پر سے ٹل گیا وہ عذاب اس دن تو اس پر
رَحِمَهٗ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ⑯ وَاِنْ
رحم کر دیا اللہ نے اور یہی ہے بڑی کامیابی اور اگر
يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا
پہنچاوے تجھ کو اللہ کچھ سختی ف۱۹ تو کوئی نہیں اس کو دور کرنے والا سوا
هُوَ ۭ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ
اس کے اور اگر تجھ کو پہنچاوے بھلائی تو وہ ہر چیز پر
قَدِيْرٌ ⑰ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ۭ وَهُوَ
قادر ہے ف۲۰ اور اسی کا زور ہے اپنے بندوں پر اور وہی ہے
الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ⑱ قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ۭ
بڑی حکمت والا سب کی خبر رکھنے والا تو پوچھ سب سے بڑا گواہ کون ہے ف۲۱ کہہ
قُلِ اللّٰهُ ۣ شَهِيْدٌۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۣ وَاُوْحِيَ اِلَيَّ
کہہ دے اللہ گواہ ہے میرے اور تمہارے درمیان اور اترا ہے مجھ پر ف۲۲
هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ۭ
یہ قرآن تاکہ تم کو اس سے خبردار کر دوں اور جس کو یہ پہنچے
اَىِٕنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰي ۭ
کیا تم گواہی دیتے ہو ف۲۳ کہ اللہ کے ساتھ معبود اور بھی ہیں
قُلْ لَّآ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِيْ
تو کہہ دے میں تو گواہی نہ دوں گا کہہ دے وہی ہے معبود ایک اور میں

ف۱ یعنی تعلیم ... ف۲ یعنی کوئی ... ف۳ وھو العلیم الخبیر ف۴ یہ مذکورہ چاروں دلائل ... سے متعلق ہے ف۵ تمییز بمعنی قسم ہے یعنی کونسی چیز بڑی ہے ... یعنی ... اصل میں بیان کیا گیا ... اور غیب دان اللہ ہی ہے ف۶ وحی کی طرف اشارہ ف۷ مذکورہ چاروں دلائل کا ثمرہ یعنی دلائل عقلیہ کے بعد کیا تمہاری عقل مانتی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی اور متصرف ہے جو کارساز ہے میری عقل تو نہیں مانتی۔ ف۸ آخیر میں اعلان براءت ہے میں تمہارے معبودوں سے بیزار ہوں۔ ۱۲

موضح قرآن ف معلوم ہوا کہ بھلائی پہنچایا چاہتا ہے
فتح الرحمٰن ف یعنی اظہار حق کردن ۱۲

بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝۱۹ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ
بیزار ہوں تمہارے شرک سے ۲۳ جن کو ہم نے دی ہے کتاب ۲۴
یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۘ اَلَّذِیْنَ
وہ پہچانتے ہیں اس (قول) کو جیسے کہ پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو جو لوگ
خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝۲۰ وَمَنْ
نقصان میں ڈال چکے اپنی جانوں کو وہی ایمان نہیں لاتے اور اس
اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ
۲۵ سے زیادہ ظالم کون جو بہتان باندھے اللہ پر یا جھٹلا دے اس کی
بِاٰیٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۲۱ وَیَوْمَ نَحْشُرُهُمْ
آیتوں کو بلاشک بھلائی نصیب نہیں ہوتی ظالموں کو اور جس دن ہم جمع کریں گے
جَمِیْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ اَشْرَكُوْٓا اَیْنَ
ان سب کو ۲۶ پھر کہیں گے ان لوگوں کو جنہوں نے شرک کیا تھا کہاں ہیں
شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِیْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝۲۲ ثُمَّ لَمْ
شریک تمہارے جن کا تم کو دعویٰ تھا پھر نہ
تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا
رہے گا ان کے پاس کوئی فریب مگر یہی کہیں گے ۲۷ قسم ہے اللہ کی جو ہمارا رب ہے ہم نہ تھے
مُشْرِكِیْنَ ۝۲۳ اُنْظُرْ كَیْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ
شرک کرنے والے دیکھو تو کیسا جھوٹ بولے اپنے اوپر
وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ۝۲۴ وَمِنْهُمْ
اور کھوئی گئیں ان سے وہ باتیں جو بنایا کرتے تھے اور بعضے ان میں
مَّنْ یَّسْتَمِعُ اِلَیْكَ ۚ وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ
کان لگائے رہتے ہیں تیری طرف ۲۸ اور ہم نے ان کے دلوں پر ڈال رکھے

۲۴ الکتاب سے تورات اور انجیل اور موصول سے یہود و نصاریٰ ہر دو فریق مراد ہیں اور یَعْرِفُوْنَهٗ میں ضمیر منصوب سے قول مذکور یعنی کلمۂ توحید کی حقانیت مراد ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رح فرماتے ہیں "می شناسند حقیقت ایں قول یعنی کلمۂ توحید (فتح الرحمٰن) اس کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ اس معنیٰ کے اعتبار سے اس آیت کا ربط ماقبل کے ساتھ بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ عام مفسرین نے ضمیر کا مرجع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو قرار دیا ہے لیکن اس صورت میں یہ آیت ماقبل سے الگ ہو جاتی ہے۔ اس مضمون میں ایک حدیث بھی وارد ہے لیکن اس آیت کی تفسیر اس پر موقوف نہیں جیسا کہ سیاق و سباق اس پر شاہد ہے اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ علماء یہود و نصاریٰ کو کلمۂ توحید کے مضمون کی سچائی اور حقانیت کا اس طرح یقین ہے جس طرح انہیں اپنی اولاد کی پہچان کا یقین ہے۔ **۲۵** زجر ہے مشرکین کے لئے اور استفہام انکار کے لئے ہے یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ پر افترا کرتا ہے اور اللہ کے نیک بندوں کو خدا کے شریک بناتا ہے اور توحید کی آیتوں اور توحید کے دلائل کا انکار کرتا ہے وہ سب سے بڑا ظالم ہے اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ۔ اور ظالم لوگ جو توحید کو مٹانے پر تلے ہوئے ہیں اور جو دن رات شرک کرتے ہیں آخرت میں ان کی نجات نہیں ہوگی تو جو اظلم (یعنی سب سے بڑے ظالم) ہیں ان کی بدرجہ اولیٰ نہیں ہوگی۔ **۲۶** یہ مشرکین کے لئے تخویف اخروی ہے۔ شُرَكَآؤُكُمُ اس سے وہ نیک پیر اور بزرگ مراد ہیں جن کو مشرکین دنیا میں حاجت روا اور سفارشی سمجھ کر پکارا کرتے تھے۔ یعنی قیامت کے دن جب ہم سب کو میدانِ محشر میں جمع کریں گے تو مشرکین سے کہیں گے کہ آج تمہارے وہ کارساز اور سفارشی کہاں ہیں جن کے متعلق تمہارا خیال تھا کہ وہ ہر مشکل اور ہر مصیبت میں تمہارے کام آئیں گے۔ آج تم پر بہت بڑی مصیبت آپڑی ہے آج وہ تمہاری مدد کے لئے کیوں نہیں آئے۔ **۲۷** فِتْنَةٌ کے معنی گمراہی کے ہیں اور یہاں اس سے مشرکین کا جواب مراد ہے۔ چونکہ مشرکین کا جواب صریح جھوٹ ہوگا اس لئے اسے فِتْنَةٌ سے تعبیر فرمایا ثُمَّ لَمْ یکن جوابهم الا ان قالوا سمی فتنة لانه کذب (مدارک ج ۲ ص ۶ فی البحر ج ۴ ص ۹۵، والقرطبی ج ۶ ص ۴۰۱ یقرب منه) حضرت شیخ قدس سرہ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ کا ترجمہ اس طرح فرماتے تھے پھر نہیں ہوگا گندا جواب ان کا۔ مشرکین جب اپنے کو بے بسی اور بیچارگی کے عالم میں پائیں گے تو خیال کریں گے کہ وہ دنیا میں شرک کرنے کا سرے سے انکار ہی کر دیں۔ شاید اس طرح عذاب سے بچ جائیں۔ اس خیال پر وہ یہ جھوٹ بولیں گے اور اللہ کے نام کی قسم کھا کر یہ جھوٹا جواب دیں گے کہ وہ سرے سے مشرک تھے ہی نہیں اور انہوں نے دنیا میں ہرگز شرک نہیں کیا جیسا کہ دوسری جگہ ان کا جواب اس طرح نقل کیا گیا ہے قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَیْئًا (مومن ع ۸) "بل" اضرابیہ ہے۔ پہلے تو کہیں گے کہ آج ہمارے سفارشی اور کارساز غائب ہو گئے ہیں پھر اس بات سے اعراض کر کے فوراً کہیں گے کہ ہم تو اللہ کے سوا کسی اور کو پکارتے ہی نہیں تھے۔ **۲۸** یہ زجر ہے۔ یعنی ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جو آپ کی باتیں غور سے سنتے ہیں مگر اس کے باوجود ان کے دلوں پر اس کا کچھ اثر نہیں ہوتا کیونکہ ان کے دلوں پر ہم نے پردے ڈال دیئے ہیں اور ان سے سمجھنے کی قوت سلب کر لی گئی ہے۔ یعنی ان کے دلوں پر مہر جباریت لگا دی گئی ہے اور ان کے کانوں کو ہم نے بہرہ کر دیا ہے اور وہ حق بات نہیں سن سکتے وَاِنْ یَّرَوْا كُلَّ اٰیَةٍ الخ مہر جباریت کی وجہ سے ان کی آنکھیں بند ہو چکی ہیں۔ اس لئے اگر ان کو تمام معجزات دکھا دیئے جائیں تب بھی وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

موضح قرآن ۱ یہاں گواہی فرمایا قسم کو یعنی میں قسم کھاتا ہوں، اللہ کی اس سے زیادہ کون قسم ہوگی ۱۲ ——— فتح الرحمٰن ۱ یعنی کلمۂ توحید ۱۲

ف۲۹ حتّٰی انتہائے غایت کے لئے ہے یعنی ماننا تو درکنار وہ اس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ جب وہ پیغمبر علیہ السلام کے پاس آتے ہیں تو ان کے سامنے جھگڑنا شروع کر دیتے ہیں اور کہتے کیا ہیں اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ یعنی یہ پیغمبر جو کچھ بیان کرتا ہے یہ تو محض اگلے لوگوں کی جھوٹی کہانیاں ہیں یہ کافروں کی انتہائی بدبختی اور کور چشمی تھی کہ وہ سچے واقعات کو جھوٹا کہتے تھے۔ یہ گذشتہ قوموں کے سچے واقعات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے عبرت اور نصیحت کے لئے بیان کئے ہیں تاکہ لوگ ان میں غور و فکر کر کے عبرت حاصل کریں۔ تائیدًا فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ (الاعراف ع ۲۲) اس سے معلوم ہوا کہ جب مشرکین اپنے انکار پر پختہ ہو

اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِنْ يَّرَوْا

میں پردے تاکہ اس کو نہ سمجھیں اور رکھ دیا ان کے کانوں میں بوجھ اور اگر دیکھ لیں

كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ

تمام نشانیاں تو بھی ایمان نہ لاویں ان پر یہاں تک کہ جب آتے ہیں ف۲۹ تیرے پاس تجھ سے جھگڑنے

يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝۲۵

کو تو کہتے ہیں وہ کافر نہیں ہے یہ مگر کہانیاں پہلے لوگوں کی

وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْئَوْنَ عَنْهُ ۚ وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ

اور یہ لوگ روکتے ہیں اس سے ف۳۰ اور بھاگتے ہیں اس سے اور نہیں ہلاک کرتے

اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝۲۶ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا

مگر اپنے آپ کو اور نہیں سمجھتے اور اگر تو دیکھے ف۳۱ جس وقت کہ کھڑے

عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ

کیے جاویں گے وہ دوزخ پر پس کہیں گے اے کاش ہم پھر بھیج دیے جاویں اور ہم نہ جھٹلاویں اپنے

رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۲۷ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا

رب کی آیتوں کو اور ہو جاویں ہم ایمان والوں میں ف۱ کوئی نہیں بلکہ ظاہر ہو گیا جو

كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا

چھپاتے تھے پہلے ف۳۲ اور اگر پھر بھیجے جاویں تو پھر بھی وہی کام کریں جس

نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝۲۸ وَقَالُوْٓا اِنْ هِىَ اِلَّا

سے منع کئے گئے تھے اور وہ بیشک جھوٹے ہیں اور کہتے ہیں ف۳۳ ہمارے لئے زندگی نہیں مگر

حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ۝۲۹ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ

یہی دنیا کی اور ہم کو پھر نہیں زندہ ہونا ف۲ اور کاش کہ تو دیکھے ف۳۴ جس وقت

وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ؕ قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰى

وہ کھڑے کئے جاویں گے اپنے رب کے سامنے فرمائے گا کیا یہ سچ نہیں کہیں گے کیوں نہیں

[illegible] ان کی قدرت ... باوجود ... غایت یعنی ... زمانہ ... جب وہ رسول ... پاس آتے ہیں ... واقعات میں ... ہوتی ہیں ۱۲

[illegible] تخویف اخروی ... [illegible]

جاتے ہیں تو کسی دلیل کو نہیں مانتے تو پھر اہل توحید سے جھگڑا شروع کر دیتے ہیں۔ ف۳۰ یہاں کافروں کی دو بُری خصلتیں بیان کی گئی ہیں۔ اول یہ کہ وہ لوگوں کو قرآن سے روکتے ہیں اور انہیں اس کے سننے سے منع کرتے ہیں۔ دوم یہ کہ وہ خود بھی قرآن سے دور بھاگتے ہیں وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ الخ مگر اس طرح وہ پیغمبر علیہ السلام کا، قرآن کا اور مسلمانوں کا تو کچھ نہیں بگاڑ سکتے الٹا اپنے آپ ہی کو ہلاکت اور تباہی کے گڑھے میں دھکیل رہے ہیں۔ ف۳۱ یہ تخویف اخروی ہے۔ يٰلَيْتَنَا حرف ندا یہاں محض اظہار حسرت کے لئے ہے اس سے کسی کو خطاب مقصود نہیں۔ حرف ندا یَا جس طرح ندا اور استغاثہ کے لئے آتا ہے۔ اسی طرح ندبہ، تعجب، شوق، حسرت اور محبت کے اظہار کے لئے بھی آتا ہے جیسا کہ صحیح مسلم قبیل باب التفسیر میں ہے کہ جب حضور علیہ السلام مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تو چھوٹی بچیاں گلی کوچوں میں یا محمداہ یا محمداہ کہتی پھر رہی تھیں۔ اس سے ان کا مقصد ندا اور پکار نہ تھا بلکہ وہ محض عقیدت اور محبت کے اظہار کے طور پر یہ کہہ رہی تھیں۔ ف۳۲ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہاں يُخْفُوْنَ سے مراد یہ ہے کہ ان کے وہ گندے عقیدے جنہیں وہ دنیا میں چھپاتے پھرتے تھے لیکن اس پر یہ شبہ وارد ہوتا ہے کہ وہ تو اپنے عقیدے کو اعلانیہ ظاہر کرتے تھے۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ یہاں باب افعال وجدان کے لئے ہے۔ اور یخفون کے معنی ہیں یجد ونہ مختفیًا یعنی جس چیز کو دنیا میں وہ نہیں دیکھ سکتے تھے بلکہ اسے پوشیدہ پاتے تھے وہ چیز قیامت کے دن ظاہر ہو کر ان کے سامنے آجائے گی اور اس سے مراد جہنم کی آگ ہے۔ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ۔ قیامت کے دن مشرکین خواہش کریں گے کہ انہیں واپس دنیا میں لوٹا دیا جائے تو وہ سچے مومن بن جائیں گے اور شرک و کفر کے قریب بھی نہیں بھٹکیں گے۔ فرمایا یہ جھوٹ کہتے ہیں۔ اگر انہیں واپس دنیا میں بھیج دیا جائے تب بھی وہ نہیں مانیں گے۔ اور اس عذاب کو بھول جائیں گے۔ ف۳۳ یہ شکوی ہے اور لَعَادُوْا پر معطوف ہے۔ یعنی اگر انہیں دنیا میں دوبارہ بھیج دیا جائے تو یہ حسب سابق توحید کے ساتھ بعث بعد الموت کا بھی انکار کریں گے اور کہیں کہ بس یہ دنیا کی

موضح قرآن ف۱ یعنی دوزخ کے کنارے پر بھیج کر حکم ہوگا کہ ٹھہرو۔ تو کافروں کو توقع پڑے گی کہ شاید ہم کو پھر دنیا میں بھیجیں تو اب کی بار کفر نہ کریں۔ ایمان لاویں۔ سو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس واسطے انہیں نہیں ٹھہرایا بلکہ اس تدبیر سے ان کے منہ اقرار کروایا کہ ہم نے کفر کیا تھا حالانکہ پہلے منکر ہوئے تھے کہ ہم شریک نہ کرتے تھے اور پھر بھیجنا ان کو عبث ہے۔

فتح الرحمٰن ف۲ یعنی منکر حشر اند ۱۲

زندگی ہی اصل زندگی ہے اور اس کے بعد کوئی قیامت اور حشر و نشر وغیرہ نہیں - یا اِنَّھُمْ لَکٰذِبُوْنَ پر عطف ہے یا استیناف ہے یعنی یہ لوگ دنیا میں ایسا کہا کرتے تھے عطف علی لعادوا یعنی لو ردوا قالوا او علی انھم لکاذبون یعنی وھم الذین قالوا ذلک فی الدنیا . . . او استیناف بذکر ما قالوہ فی الدنیا (مظہری ج ۳ ص ۲۲) ۳۴ یہ جواب شکوہ ہے مع تخویف اخری۔ قیامت کے دن جب مشرکین خدا کے سامنے کھڑے ہوں گے اس وقت فرشتے بطور تبکیت ان سے سوال کریں گے کہ کیا یہ قیامت اور عذاب برحق نہیں؟ قَالُوْا بَلٰی الخ وہ جواب دیں گے کیوں نہیں خدا کی قسم یہ سب کچھ برحق ہے۔ پھر انہیں عذاب میں مبتلا کر دیا جائیگا اور ان سے کہا جائیگا کہ اپنے کفر و شرک کی وجہ سے آج عذاب چکھو۔ ۳۵ یہ بھی تخویف اخروی ہے ان کے لئے جو اللہ کی لقاء یعنی قیامت کا انکار کرتے ہیں۔ یٰحَسْرَتَنَا الخ یہاں بھی حرف ندا اظہار تأسف کے لئے ہے مَا فَرَّطْنَا میں مَا مصدریہ ہے ای علی تفریطنا قیامت کے دن مشرکین کہیں گے کہ دنیا میں ایمان و عمل میں کوتاہی کرنے پر ہمیں سخت افسوس ہے۔ اَوْزَارَھُمْ یہ وِزْرٌ کی جمع ہے جسکے معنی بوجھ کے ہیں اور اس سے مراد مشرکانہ اعمال ہیں۔

وَرَبِّنَا ۚ قَالَ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٣٠﴾
قسم ہے اپنے رب کی فرمائے گا تو چکھو عذاب بدلے میں اپنے کفر کے
قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِلِقَاءِ اللَّهِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَتْهُمُ
تباہ ہوئے وہ لوگ ۳۵ جنہوں نے جھوٹ جانا ملنا اللہ کا یہاں تک کہ جب آپہنچے گی ان پر
السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوا يَا حَسْرَتَنَا عَلَىٰ مَا فَرَّطْنَا فِيهَا
قیامت اچانک تو کہیں گے اے افسوس کیسی کوتاہی ہم نے اس میں کی
وَهُمْ يَحْمِلُونَ أَوْزَارَهُمْ عَلَىٰ ظُهُورِهِمْ ۚ أَلَا سَاءَ مَا
اور وہ اٹھائیں گے اپنے بوجھ ۳۶ اپنی پیٹھوں پر خبردار ہو جاؤ کہ برا بوجھ ہے
يَزِرُونَ ﴿٣١﴾ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَعِبٌ وَلَهْوٌ ۖ وَ
جس کو وہ اٹھائیں گے ۳۶ اور نہیں ہے زندگانی دنیا کی مگر کھیل اور جی بہلانا اور
لَلدَّارُ الْآخِرَةُ خَيْرٌ لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ ۗ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٣٢﴾ قَدْ
آخرت کا گھر بہتر ہے پرہیزگاروں کے لئے ۳۷ کیا تم نہیں سمجھتے ہم کو ۳۸
نَعْلَمُ إِنَّهُ لَيَحْزُنُكَ الَّذِي يَقُولُونَ ۖ فَإِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُونَكَ
معلوم ہے کہ تجھ کو غم میں ڈالتی ہیں ان کی باتیں سو وہ تجھ کو نہیں جھٹلاتے
وَلَٰكِنَّ الظَّالِمِينَ بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ ﴿٣٣﴾ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ
لیکن یہ ظالم تو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں اور جھٹلائے گئے ہیں ۳۹
رُسُلٌ مِنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوا عَلَىٰ مَا كُذِّبُوا وَأُوذُوا حَتَّىٰ
بہت سے رسول تجھ سے پہلے پس صبر کرتے رہے جھٹلانے پر اور ایذا پر یہاں تک کہ
أَتَاهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ۚ وَلَقَدْ جَاءَكَ
آپہنچی ان کو مدد ہماری اور کوئی نہیں بدل سکتا اللہ کی باتیں اور تجھ کو پہنچ چکے ہیں
مِنْ نَبَإِ الْمُرْسَلِينَ ﴿٣٤﴾ وَإِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ
کچھ حالات رسولوں کے اور اگر ۴۰ تجھ پر گراں ہے

۳۶ مشرکین چونکہ دنیا کی دولت اور شان و شوکت پر مغرور ہو کر حق کا انکار کرتے تھے اس لئے ان کی اصلاح کے لئے دنیا کی بے ثباتی اور اس کے ساز و سامان کی حقارت اور قلت کا ذکر فرمایا کہ جس دنیا پر تم اس قدر مغرور ہو کر اس کی وجہ سے حق کا انکار کر رہے ہو وہ تو چند روزہ نمائش ہے اور آخرت کے مقابلے میں بالکل ہیچ ہے یہ مضمون قرآن مجید میں کئی جگہ بیان کیا گیا ہے۔ (۱) لَا یَغُرَّنَّکَ تَقَلُّبُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِی الْبِلَادِ (آل عمران ع ۲۰) (۲) فَلَا یَغْرُرْکَ تَقَلُّبُھُمْ فِی الْبِلَادِ (مومن ع ۱) ان دونوں آیتوں میں تقلب مصدر قلت و حقارت کیلئے ہے (۳) وَاضْرِبْ لَھُمْ مَّثَلَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا کَمَآءٍ اَنْزَلْنٰہُ الاٰیۃ (کہف ع ۶) (۴) اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَھْوٌ وَّزِیْنَۃٌ (حدید ع ۳) تیسری آیت میں دنیا کی تمثیل اور چوتھی آیت میں لعب و لہو کے الفاظ بھی قلت و حقارت پر دلالت کرتے ہیں ۳۷ اس کا مفعول الشرک مقدر ہے ای یتقون الشرک (خازن ج ۲ ص ۲۰ و جلالین ص) جو لوگ شرک سے بچتے ہیں اور نیک اعمال بجا لاتے ہیں آخرت میں انہی کیلئے بہتری اور بھلائی ہے۔ ۳۸ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نہایت ہی محبت آمیز انداز میں تسلی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام لوگوں پر نہایت شفیق اور مہربان تھے اور آپ کی آرزو تھی کہ سب لوگ ایمان لے آئیں اور جہنم کی آگ سے بچ جائیں مگر معاندین ماننے کے بجائے الٹے نہ صرف آپ کی تکذیب کرتے بلکہ آپ سے استہزاء کرتے اور تکلیفیں دینے کی کوششیں کرتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو تسلی دی اور فرمایا کہ ہمیں خوب معلوم ہے کہ مشرکین کی تکذیب اور ایذا کی باتیں آپ کو غم میں ڈال رہی ہیں لیکن آپ غم نہ کریں یہ ظالم آپ کو نہیں جھوٹا کہتے آپ کو تو اب بھی صادق و امین سمجھتے ہیں لیکن محض ضد و عناد کی وجہ سے اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔ ایک دفعہ اخنس بن شریق اور ابوجہل کہیں تنہائی میں ملے تو اخنس نے ابوجہل سے کہا کہ اس وقت ہم دونوں کے سوا یہاں اور کوئی نہیں، سچ بتاؤ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچا ہے یا جھوٹا؟ ابوجہل نے خدا کی قسم کھا کر کہا کہ محمد نے کبھی جھوٹ نہیں بولا وہ سچا ہے لیکن بات یہ ہے کہ جب تمام اعزازات تو اس کا خاندان لے گیا تو باقی قریش کے حصہ میں پھر کیا رہ گیا اس لئے ہم اس کی نبوت کو کس طرح

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی گناہان خویش را ۱۲ ف ۲ یعنی عمل بد بشکل چیزے در نہایت زشتی و ناخوشی شدہ بر پشت او بنشیند ۱۲۔

مان لیں نقال ابوجهل ویحك واللہ ان محمدا لصادق وما كذب محمد قط ولكن اذا ذهبت بنو قصى باللواء والسقاية والحجابة والنبوة فماذا يكون لسائر قریش (ابن کثیر ج ۲ صفحہ ۱۳۱) ۳۹ یہ بھی ماقبل ہی کا حصہ ہے یعنی آپ سے پہلے جو پیغمبر گذرے ہیں ان کی بھی اسی طرح ان کی قوموں نے تکذیب کی اور انہیں تکلیفیں دیں تو انہوں نے صبر کیا اور اپنے فرض تبلیغ کی ادائیگی میں لگے رہے یہاں تک کہ ہماری مدد آپہنچی اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کر دیا گیا۔ اللہ کا وعدہ سچا ہے وہ اپنے انبیاء کی مدد کرتا ہے اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کرتا ہے۔ ۴۰ یہ زجر ہے مشرکین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کرتے تھے کہ اگر آپ ان کے مطلوبہ معجزات دکھا دیں تو وہ ایمان لے آئیں گے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل میں بھی یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر ان کے مطلوبہ معجزات ان کو دکھا دیئے جائیں تو شاید وہ ایمان لے آئیں اور اعراض نہ کریں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اگر مشرکین کا اعراض آپ سے اور قرآن سے محض معجزات نہ ملنے کی وجہ سے ہے اور ان کا اعراض آپ کو ناگوار ہے تو آپ ان کو معجزات دکھلا دیں اور اگر آپ میں طاقت ہے تو آپ زمین میں سوراخ کر کے یا آسمان پر سیڑھی لگا کر کوئی معجزہ لے آئیں اور ان کو دکھلا دیں مطلب یہ ہے کہ معجزہ آپ کے قبضے میں نہیں جیسا کہ فرمایا اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ نیز فرمایا وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ (مومن ع ۸) ۴۱ ای ولکن لیبلو کم بقرینہ سورۂ مائدہ یعنی آپ یہ خیال چھوڑ دیں کہ سب لوگ ایمان لے آئیں۔ اگر یہ بات اللہ کو منظور ہوتی تو وہ جبراً تمام لوگوں کو ہدایت پر جمع کر دیتا مگر اس نے ایسا اس لئے نہیں کیا تاکہ ہر شخص کی آزمائش ہو جائے اور ہر آدمی سوچ سمجھ کر راہ اختیار کرے۔ ۴۲ یسمعون کے معنی یُنِیْبُوْنَ کے ہیں یعنی صرف وہی لوگ حق کو قبول کرتے ہیں جن کے دلوں میں اللہ کی طرف رغبت ہو بقرینہ وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ (مومن ع ۲) اور الموتی (مردے) سے یہاں کفار و مشرکین مراد ہیں کیونکہ ان کے دل ایمان و توحید سے خالی ہونے کی وجہ سے مردہ اور بے جان ہیں۔ والموتى اى الكفار كما قال الحسن ورواه عنه غير واحد ... وفى اطلاق الموتى على الكفار استعارة تبعية مبنية على تشبيه كفرهم وجهلهم بالموت (روح ج ۷ صفحہ ۱۴۳) ۴۳ یہ شکوی اور سوال ہے۔ مشرکین کہتے تھے کہ ہمیں کوئی ایسی نشانی کیوں نہیں دکھائی جاتی جسے دیکھ کر ہم مان لیں۔ اَللّٰهُ قَادِرٌ الخ سے اس کا جواب دیا گیا کہ معجزہ دکھانے پر تو اللہ تعالیٰ قادر ہے لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ اگر منہ مانگے معجزے کا انکار کیا جائے تو فوراً ہلاکت آجاتی ہے اور مہلت نہیں ملتی۔ اس لئے بندوں کی خیر خواہی اور بہتری اسی میں ہے کہ ان کا مطلوبہ معجزہ نہ دکھایا جائے۔ قال ابن عطية لا يعلمون انها لو انزلت ولم يومنوا لعوجلوا بالعذاب (بحر ج ۴ صفحہ ۱۱۹) ۴۴ یہ توحید پر پانچویں دلیل عقلی ہے۔ دابۃ کے بعد فی الارض اور طائر کے بعد یطیر بجناحیہ صفات کاشفہ ہیں یعنی تمہارے

اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي
ان کا منہ پھیرنا تو اگر تجھ سے ہو سکے کہ ڈھونڈ نکالے کوئی سرنگ
الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ؕ وَلَوْ
زمین میں یا کوئی سیڑھی آسمان میں پھر لا دے ان کے پاس ایک معجزہ ۴۱ اور اگر
شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ
اللہ چاہتا تو اکٹھا جمع کر دیتا سب کو سیدھی راہ پر سو تو مت ہو
الْجٰهِلِيْنَ ۝۳۵ اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ؕ
نادانوں میں ۴۲ مانتے وہی ہیں جو سنتے ہیں
وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۝۳۶ وَقَالُوْا
اور مُردوں کو زندہ کرے گا اللہ پھر اس کی طرف لائے جاویں گے ۴۲ اور کہتے ہیں
لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ
کیوں نہیں اتری اس پر کوئی نشانی اس کے رب کی طرف سے ۴۳ تو کہہ دے کہ اللہ کو قدرت
عَلٰٓى اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۳۷
ہے اس بات پر کہ اتارے نشانی لیکن ان میں اکثر نہیں جانتے
وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ
اور نہیں ہے کوئی چلنے والا ۴۴ زمین میں اور نہ کوئی پرندہ کہ اڑتا ہے اپنے دو بازوؤں سے
اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ؕ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ
مگر ہر ایک امت ہے تمہاری طرح ہم نے نہیں چھوڑی لکھنے میں کوئی چیز
ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ۝۳۸ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا
پھر سب اپنے رب کے سامنے جمع ہوں گے ۴۵ اور جو جھٹلاتے ہیں ہماری آیتوں کو ۴۶
صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ ؕ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ؕ وَ
وہ بہرے اور گونگے ہیں اندھیروں میں جس کو چاہے اللہ گمراہ کرے اور

موضح قرآن ف ۱ کافر مانگتے تھے کہ یہ نبی ہے تو اس کے ساتھ ہمیشہ ایک نشانی رہے کہ ہر کوئی دیکھے اور یقین لاوے سو شاید حضرت کا دل بھی چاہتا ہو اس واسطے تربیت فرمائی کہ اللہ کے تابع رہو اسکو منظور ہوتا تو بن نشانی سب کے دل پھیر لاتا۔ ف ۲ یعنی سب سے توقع نہ رکھو کہ مانیں جن کے دل میں اللہ نے کان نہیں دیے وہ سنتے نہیں تو وہ کس طرح مانیں مگر یہ کافر کہ مثال مردے کی ہیں قیامت میں دیکھ کر یقین کریں گے۔

فتح الرحمٰن ف ۱ مترجم گوید یعنی اذا نجا اگر میتوانی معجزہ بیاری حاصل آنست کہ تفویض کن برخدا واللہ اعلم ۱۲ ف ۲ یعنی دعوت اسلام ۱۲ ف ۳ یعنی از ان نشانہا کہ می طلبید ۱۲

علاوہ باقی تمام جاندار مخلوق بھی تمہاری طرح مختلف جماعتیں ہیں اور تمہاری طرح محتاج اور ضرورتمند ہیں ان سب کا رازق اور متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے دوسرا کوئی نہیں مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ۔ معتزلہ کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم لکھنے میں تفریط نہیں کر رہے اور کتاب سے مراد فرشتوں کے دفتر ہیں۔ اب یہ تخویف اخروی ہوگی اور اہل سنت کے نزدیک کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے۔ عن الحسن وقتادۃ ان المراد بالکتاب الکتاب الذی عند اللہ تعالیٰ وھو مشتمل علی ما کان وما یکون وھو اللوح المحفوظ (روح ج ۷، ص۱۴۵) اسی طرح شاہ عبد القادر صاحب رح نے لکھا ہے۔ ۴۵ یہ بھی تخویف اخروی ہے۔ پہلے جانوروں اور پرندوں کے ذکر سے وہم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن انسانوں کے ساتھ ان کا بھی حشر ہوگا لیکن ایسا نہیں۔ یہاں صرف انسانوں کا حشر مراد ہے۔ اور حضرت ابوہریرہ رض کی روایت سے جو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یقتص للجماء من القرناء تو یہ حقیقت پر محمول نہیں بلکہ یہ اس سے کنایہ ہے کہ ظالم سے مظلوم کا بدلہ لیا جائیگا اور اگر بالفرض جانوروں کا حشر بھی مراد لیا جائے تو ان کے حشر سے مراد موت ہوگی نہ کہ جزاء و سزا جیسا کہ جامع البیان میں حضرت عبد اللہ بن عباس رض سے منقول ہے حشر کل شیء الموت سوی الجن والانس (ص۱۱۵) تحت قولہ و اذا الوحوش حشرت۔ ۴۶ یہ تکذیب کرنے والوں کے لئے زجر ہے۔ یعنی جو لوگ ضد و عناد کی وجہ سے آیات الٰہی کو جھٹلاتے ہیں ان کے دلوں پر مہر جباریت لگ جاتی ہے اور وہ کفر و شرک کے اندھیروں میں سرگرداں پھرتے ہیں نہ حق سن سکتے ہیں اور نہ حق بات کہہ سکتے ہیں۔ حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ جب منکرین ضد و عناد کی وجہ سے حق کا انکار کرتے ہیں تو حق تعالیٰ ان سے فہم کی استعداد سلب کر لیتا ہے اور ان کے دلوں پر مہر جباریت ثبت کر دیتا ہے لیکن جسے چاہتا ہے یعنی جو لوگ انابت کرتے ہیں تو ان کو قبول حق کی استعداد عطا فرما دیتا ہے۔ ۴۷ یہ توحید پر چوتھی عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ امام فراء کہتے ہیں کہ اَرَاَیْتَ دو معنوں میں مستعمل ہے اول رؤیت عین دوم بمعنی اَخْبِرْنِی مثلاً کہا جاتا ہے اَرَأَیْتَکَ ای اخبرنی۔ اس صورت میں ضمیر ثانی خواہ واحد ہی کی ہو (کَ) یا تثنیہ (کُمَا) اور جمع (کُمْ) کی اعراب میں اس کا کوئی مقام نہیں ہوتا اور اس کی حیثیت محض ایک حرف کی ہوتی ہے جو مخاطب کی حالت افراد اور تثنیہ و جمع کا اظہار کرتا ہے) من الکبیر ج۴ ص۶۳۔ علامہ رضی لکھتے ہیں کہ یہاں رؤیت بصری ہے یا قلبی اور اَرَأَیْتَ بمعنی اَبْصَرْتَ ہے یا بمعنی عرفت اور صرف ایک مفعول کو چاہتا ہے (جو یہاں حالکم محذوف ہے) اور مجازاً اخبرنی (مجھے بتا) کے معنی میں مستعمل ہے اور ہمیشہ عجیبہ حالت سے استفسار کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ ذھب الرضی تبعا لغیرہ ان رای ھنا بصریۃ وقیل قلبیۃ بمعنی عرف وھی علی القولین

مَنْ یَّشَاِ اللہُ یُضْلِلْهُ ؕ وَ مَنْ یَّشَاْ یَجْعَلْهُ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۳۹﴾ قُلْ اَرَءَیْتَكُمْ
جس کو چاہے ڈال دے سیدھی راہ پر ف تو کہہ دیکھو تو ۴۷
اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَیْرَ اللّٰهِ
اگر آوے تم پر عذاب اللہ کا یا آوے تم پر قیامت کیا اللہ کے سوا
تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۴۰﴾ بَلْ اِیَّاهُ تَدْعُوْنَ
کسی اور کو پکارو گے بتاؤ اگر تم سچے ہو بلکہ اسی کو پکارتے ہو ۴۸
فَیَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَیْهِ اِنْ شَآءَ وَ تَنْسَوْنَ
پھر دور کر دیتا ہے اس مصیبت کو جس کے لئے اس کو پکارتے ہو ۴۹ اگر چاہتا ہے اور تم بھول جاتے
مَا تُشْرِكُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰۤى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ
ہو جن کو شریک کرتے تھے اور ہم نے رسول بھیجے تھے بہت سی امتوں پر تجھ سے پہلے ف۱
فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ یَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۴۲﴾
پھر ان کو پکڑا ہم نے ۵۰ سختی میں اور تکلیف میں تاکہ وہ گڑگڑاویں
فَلَوْ لَاۤ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَ لٰكِنْ قَسَتْ
پھر کیوں نہ گڑگڑائے جب آیا ان پر عذاب ہمارا ۵۱ لیکن سخت ہو گئے
قُلُوْبُهُمْ وَ زَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾
دل ان کے اور بھلے کر دکھلائے ان کو شیطان نے جو کام وہ کر رہے تھے
فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَیْهِمْ اَبْوَابَ
پھر جب وہ بھول گئے اس نصیحت کو جو ان کو کی گئی تھی ۵۲ کھول دیئے ہم نے ان پر دروازے
كُلِّ شَیْءٍ ؕ حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا اَخَذْنٰهُمْ
ہر چیز کے ف۲ یہاں تک کہ جب وہ خوش ہوئے ان چیزوں پر جو ان کو دی گئیں پکڑ لیا ہم نے ان کو
بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ
اچانک پس اس وقت وہ رہ گئے نا امید ف۲ پھر کٹ گئی جڑ ان ۵۳

ع ۱۱ / ۱۰

موضح قرآن ف یعنی اللہ کی قدرت کی نشانیاں سب جہان میں ہیں۔ ہر قسم کے جانوروں کا کارخانہ ایک قاعدے پر باندھا ہے۔ انسان کا بھی ایک قاعدہ رکھا ہے وہ پیغمبروں کی زبان سے انکو سکھاتا ہے اگر دھیان کریں۔ یہی نشانی بس ہے پیغمبروں کے قول پر لیکن بہرا اور گونگا اندھیرے میں پڑا کیا دیکھے اور کیا سمجھے اور یہ جو فرمایا چھوڑی نہیں ہم نے لکھنے میں کوئی چیز یعنی لوح محفوظ میں سب لکھا ہے ف۲ یعنی گنہگار کو حق تعالیٰ تھوڑا سا پکڑتا ہے۔ اگر وہ گڑگڑایا اور توبہ کی تو بچ گیا اور اگر اتنی پکڑ نہ مانی تو پھر اس کو بھلا وا دیا اور خوبی کے دروازے کھولے۔ جب خوب گناہ میں غرق ہوا تو بے خبر پکڑا گیا۔ یہ اشارہ ہے کہ آدمی کو گناہ پر تنبیہ پہنچے تو شتاب توبہ کرے یہ راہ نہ دیکھے کہ اس سے زیادہ پہنچے تو یقین کروں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی پیغامبران فرستادیم ف۲ یعنی باستدراج نعمتہائے فراواں دادیم ۱۲

متعد لواحد واصل للفظ الاستفهام عن العلم والعرفان او الابصار الا انه تجوز به عن معنی اخبرنی ولا يستعمل الا فی الاستخبار عن حالة عجيبة لشیٔ (روح ج ۷ ، ص۱۴۳) اس کے بعد استفہام کا ہونا ضروری ہے خواہ مذکور ہو خواہ مقدر یہاں مذکور ہے یعنی اَغَیْرَ اللّٰہِ مطلب یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ آپ مشرکین سے فرمائیں مجھے بتاؤ اگر تم پر اللہ کا عذاب آجائے یا قیامت آپہنچے تو کیا پھر بھی تم غیر اللہ ہی کو پکارو گے بَلْ اِیَّاہُ یہ اس کا جواب ہے یعنی اس وقت تم غیر اللہ کو نہیں پکارو گے بلکہ اللہ کے سوا تم جن معبودوں کو پکارتے ہو ان سب کو بھول جاؤ گے اور صرف

الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ؕ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۴۵﴾ قُلْ

ظالموں کی اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو پالنے والا ہے سارے جہان کا تو کہہ

اَرَءَیْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰہُ سَمْعَکُمْ وَاَبْصَارَکُمْ وَخَتَمَ

دیکھو تو ۵۳ اگر چھین لے اللہ تمہارے کان اور آنکھیں اور مہر کر دے

عَلٰی قُلُوْبِکُمْ مَّنْ اِلٰہٌ غَیْرُ اللّٰہِ یَاْتِیْکُمْ بِہٖ ؕ اُنْظُرْ

تمہارے دلوں پر تو کون ایسا رب ہے اللہ کے سوا جو تم کو یہ چیزیں لا دیوے دیکھ

کَیْفَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ ثُمَّ ھُمْ یَصْدِفُوْنَ ﴿۴۶﴾ قُلْ

ہم کیونکر طرح طرح سے بیان کرتے ہیں باتیں پھر بھی وہ کنارہ کرتے ہیں ف۱ تو کہہ

اَرَءَیْتَکُمْ اِنْ اَتٰىکُمْ عَذَابُ اللّٰہِ بَغْتَۃً اَوْ جَھْرَۃً

دیکھو تو ۵۴ اگر آوے تم پر عذاب اللہ کا اچانک یا ظاہر ہو کر

ھَلْ یُھْلَکُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَمَا نُرْسِلُ

تو کون ہلاک ہوگا ظالم لوگوں کے سوا ف۲ اور ہم رسول نہیں

الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّا مُبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ ۚ فَمَنْ اٰمَنَ

بھیجتے ۵۵ مگر خوشی اور ڈر سنانے کو پھر جو کوئی ایمان لایا ۵۶

وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۴۸﴾

اور سنور گیا تو نہ ڈر ہے ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں

وَالَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا یَمَسُّھُمُ الْعَذَابُ بِمَا کَانُوْا

اور جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو ان کو پہنچیگا عذاب اس لئے کہ وہ

یَفْسُقُوْنَ ﴿۴۹﴾ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَکُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰہِ

نافرمانی کرتے تھے تو کہہ میں نہیں کہتا ۵۷ تم سے کہ میرے پاس ہیں خزانے اللہ کے

وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَکُمْ اِنِّیْ مَلَکٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ

اور نہ میں جانوں غیب کی بات اور نہ میں کہوں تم سے کہ میں فرشتہ ہوں ۵۸ میں تو اسی پر چلتا ہوں

ایک اللہ ہی کو پکارو گے تو وہ اگر چاہے گا تو تم سے وہ مصیبت دور فرما دے گا جس کے لئے تم نے اسے پکارا ہے۔ اس مضمون کی مندرجہ ذیل آیتوں سے تائید ہوتی ہے۔ (۱) فَاِذَا رَکِبُوْا فِی الْفُلْکِ دَعَوُا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ (عنکبوت ع ۷) (۲) دَعَوُا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ لَئِنْ اَنْجَیْتَنَا مِنْ ھٰذِہٖ لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الشّٰکِرِیْنَ (یونس ع ۳) (۳) وَاِذَا مَسَّکُمُ الضُّرُّ فِی الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِیَّاہُ (بنی اسرائیل ع ۷) مشرکین چونکہ آنحضرت ﷺ سے سنا کرتے تھے کہ اگر وہ ایمان نہیں لائیں گے اور شرک کو چھوڑ کر توحید کو نہیں مانیں گے تو ان پر اللہ کا عذاب آئے گا اس لئے مشرکین جب دریاؤں اور سمندروں میں اپنی کشتیوں اور جہازوں کو غضبناک لہروں میں گھرے ہوئے دیکھتے تو گمان کرتے کہ شاید یہ وہی خدا کا عذاب ہے اور فوراً خالص اللہ تعالیٰ کو پکارنا شروع کر دیتے ۴۸ اس سے معلوم ہوا کہ ہر شخص کی دعاء اور پکار کا قبول ہونا ضروری نہیں اس آیت کی روشنی میں قَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (مومن ع ۶) کا مطلب بھی واضح ہوگیا کہ اس کا منشا یہ ہے کہ مصائب و بلیات میں مجھ ہی کو پکارو قبول کرنے کی طاقت اور قدرت صرف مجھ ہی میں ہے یہ مطلب نہیں کہ میں ہر شخص کی پکار کو قبول ضرور کر لوں گا۔ ۴۹ یہ تخویف دنیوی ہے یعنی جن امتوں نے آپ سے پہلے ہمارے رسولوں کو جھٹلایا ہم نے دنیا میں ان کو جسمانی بیماریوں اور مالی پریشانیوں میں مبتلا کر دیا تاکہ وہ ضد سے باز آجائیں اور عاجزی اختیار کریں اور کفر و انکار سے توبہ کر لیں۔ اَلْبَاْسَآءِ سے قحط اور تنگدستی مراد ہے اور الضَّرَّآءِ سے بیماری اور مال و جان کا نقصان الاول القحط والجوع والثانی المرض ونقصان الانفس والاموال (مدارک ج ۲ ص ۱۰) ۵۰ جب دنیا میں ان پر ہمارا عذاب آیا تو بجائے اس کے کہ وہ گڑگڑا کر ہم سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے اور توبہ و استغفار کرتے انہوں نے انتہائی سنگدلی سے کام لیا اور اپنے کفر و انکار پر اڑے رہے۔ کیونکہ شیطان کی تسویل اور وسوسہ اندازی سے وہ اپنے مشرکانہ اعمال و اقوال کو اعمال صالحہ سمجھنے لگے۔ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ میں مَا سے مشرکانہ اعمال مراد ہیں۔ ۵۱ مَا سے مسئلہ توحید مراد ہے اور نسیان سے ترک مراد ہے ای ترکوا ما دعاھم الرسل علیھم الصلوٰۃ والسلام الیہ وردوہ عَلَیْھِمْ (روح جلد ۷ ص ۱۵۸) جب مشرکین نے ضد و عناد سے مسئلہ توحید کا انکار کر دیا تو ہم نے ان کو دنیا میں بطور استدراج دولت مند کر دیا اور ان کی باگ ڈھیلی چھوڑ دی یہانتک کہ اچانک ہمارے عذاب نے ان کو آلیا معاندین اور ضد کرنے والوں کے ساتھ ہماری سنت مستمرہ یہی ہے۔ حتی اذا فرحوا ای بغیر الحق

موضح قرآن ف۱ یعنی توبہ کو دیر نہ کرے جو کان اور آنکھ اور دل اس وقت ہے شاید پھر نہ ملے ۔ ف۲ یعنی شاید اس دیر میں عذاب پہنچ جاوے تو اگر توبہ کر چکا ہو اس عذاب سے بچ رہے ۔ فائدہ ۔ فتح الرحمٰن میں یوں ترجمہ کیا ہے کیا ہلاک کئے جاویں ۔ یعنی ہلاک نہ ہو ویں مگر ظالم لوگ۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی ہلاک نشوند۔

یعنی مغرور ہوگئے۔ **۵۲** پھر اللہ تعالیٰ ان کو اس طرح پکڑتا ہے اور ان پر ایسا عذاب نازل کرتا ہے کہ ان کی بالکلیہ جڑ ہی کٹ جاتی ہے اور ان کی نسل ہی تباہ ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ قوم نوح کا حشر ہوا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اور تمام صفات کارسازی اللہ ہی کے ساتھ مخصوص ہیں۔ مشرکین جن معبودان باطلہ کو متصرف اور مشکل کشا سمجھتے تھے ان میں سے کوئی بھی ان کو اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکا۔ تو معلوم ہوا کہ اللہ ہی کارساز اور مافوق الاسباب متصرف ہے اور کوئی نہیں۔ تائید۔ فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً (احقاف ع ۴) اور فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ (ہود ع ۹) **۵۳** یہ توحید پر ساتویں عقلی دلیل ہے اَرَاَيْتُمْ کی تحقیق حاشیہ (۴۶) میں گذر چکی ہے سمع اور بصر سے یا ظاہری حواس مراد ہیں یا باطنی لیکن بقرینہ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان سے باطنی سمع و بصر مراد ہے کیونکہ ختم علی القلوب سے سمجھنے کی استعداد سلب کر لینا مراد ہے۔ سرکشی اور عناد کی وجہ سے فہم کی استعداد سلب کر لی جاتی ہے اور اسی حالت کو مہر لگا دینا کہا گیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اور جو مان لیتے ہیں اور اس پر قائم ہو جاتے ہیں ان کے حق میں وَرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ارشاد ہوتا ہے ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ میں ثُمَّ استبعادیہ ہے اور يَصْدِفُوْنَ ای یعرضون یعنی ہم آیتیں کھول کھول کر بیان کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود وہ پھر بھی اعراض کرتے ہیں۔ **۵۴** یہ علیحدہ دلیل نہیں بلکہ چھٹی عقلی دلیل کا اعادہ ہے۔ پہلے گذر چکا ہے کہ اَرَاَيْتَ کے بعد استفہام ضرور آتا ہے خواہ مذکور ہو خواہ مقدر۔ گذشتہ آیت کے قرینہ سے یہاں اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ یا فمن یدفعه مقدر ہے اور هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ علیحدہ جملہ ہے ظالمون یعنی مشرکین کیونکہ انہوں نے شرک کی وجہ سے اپنی جانوں پر ظلم کیا یعنی المشرکین لانهم ظلموا انفسهم بالشرك (خازن ج ۲ ص ۱۱) **۵۵** یہ سوال مقدر کا جواب ہے سوال پہلے گذر چکا ہے کہ اگر یہ اللہ کا سچا رسول ہوتا تو ہمیں معجزات مقترحہ دکھاتا وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ الخ **۵۶** ماننے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا یہ نہ ماننے والوں کیلئے تخویف اخروی ہے۔ **۵۷** یہ پانچویں سوال کا جواب ہے۔ سوال یہ تھا کہ اگر یہ رسول ہوتا تو بڑا مالدار ہوتا جیسا کہ انہوں نے کہا تھا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ (زخرف ع ۳) اور فَلَوْلَآ اُلْقِيَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ (زخرف ع ۵) وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ یہ چھٹے سوال کا جواب ہے سوال یہ تھا کہ اگر یہ رسول ہوتا تو ہمیں ملک شام کے میوہ جات کے نرخ بتا دیتا تاکہ ہم فائدہ حاصل کر لیتے وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ یہ ساتویں سوال کا جواب ہے سوال یہ تھا کہ اگر یہ رسول ہے تو کھاتا پیتا کیوں ہے جیسا کہ سورۂ فرقان میں ان کا قول نقل کیا گیا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ (ع ۱) **۵۸** اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صاف صاف اعلان کرا دیا کہ نہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں۔ لیکن اہل بدعت اس آیت میں عجیب بیہودہ یانہ تحریف کر کے اس کا جواب دینے کی کوشش کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اللہ کے تمام خزانے موجود تو تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ آپ لوگوں سے یوں کہیں کہ میں زبان سے تو اس بات کا دعویٰ نہیں کرتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اگرچہ فی الواقعہ ہیں ضرور۔ اسی طرح وہ کہتے ہیں کہ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ کا عطف عِنْدِيْ پر ہے اور مطلب یہ ہے کہ میں تم سے یہ بھی نہیں کہتا کہ میں غیب نہیں جانتا بلکہ میں تو غیب جانتا ہوں۔ مَعَاذَ اللّٰه یہ صریح قرآن مجید کی تحریف ہے اور یہ مطلب خود قرآن کے سیاق و سباق کے خلاف ہے۔ کیونکہ پھر آیت کے اگلے حصے میں بھی یہ کہنا پڑے گا کہ میں تم سے یہ دعویٰ بھی نہیں کرتا کہ میں فرشتہ نہیں بلکہ میں تو فرشتہ ہوں اور یہ صریح غلط ہے۔ لہٰذا جس طرح وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ کا عطف عِنْدِيْ پر نہیں ہو سکتا اس کا عطف لامحالہ لَآ اَقُوْلُ پر ہی ہے اسی طرح وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ کا عطف بھی لامحالہ لَآ اَقُوْلُ پر ہی ہے۔

۵۹ یہ تخویف اخروی ہے. اَلَّذِیۡنَ یَخَافُوۡنَ یعنی جو لوگ اللہ سے ڈرتے اور اس کے حکم کی تعمیل میں سعی کرتے ہیں، انابت کرتے ہیں، ضد نہیں کرتے۔ جیسا کہ فرمایا
فَاَعۡرِضۡ عَنۡ مَّنۡ تَوَلّٰی عَنۡ ذِکۡرِنَا (النجم ۲) **۶۰** یہ زجر ہے یعنی جو لوگ خالصاً اللہ ہی کو پکارتے ہیں اور اسی کی خوشنودی ڈھونڈتے ہیں۔ آپ ان کو اپنی مجلس سے نہ ہٹائیں آپ پر ان کا کوئی بوجھ نہیں اور نہ ان پر آپ کا کوئی بوجھ ہے۔ سب کی روزی اللہ کے ذمہ ہے۔ ای جزاءھم و رزقھم علی اللہ وجزاءک و رزقک علی اللہ لا غیرہ (قرطبی ج ۶ ص ۴۳۲) آپ کے اور ان کے درمیان محض ایمان اور عمل صالح کا تعلق ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کہیں آپ ان لوگوں کو دھتکار کر ظالموں میں سے ہو جائیں۔ **۶۱** اب تک دعویٰ توحید پر سات عقلی دلیلیں پیش ہو چکی ہیں۔ اب یہاں سے منکرین کے انکار کی وجوہ کا سلسلہ شروع ہو رہا ہے کہ ایسے واضح عقلی دلائل کے باوجود منکرین توحید کا کیوں انکار کرتے ہیں۔ یہ انکار کی پہلی وجہ ہے اور کاف اس میں تشبیہ کے لئے نہیں بلکہ بیان کمال کے لئے ہے

اِلَّا مَا یُوۡحٰۤی اِلَیَّ ؕ قُلۡ ہَلۡ یَسۡتَوِی الۡاَعۡمٰی وَ الۡبَصِیۡرُ ؕ
جو میرے پاس اللہ کا حکم آتا ہے تو کہہ دے کب برابر ہو سکتا ہے اندھا اور دیکھنے والا
اَفَلَا تَتَفَکَّرُوۡنَ ﴿۵۰﴾ ع وَ اَنۡذِرۡ بِہِ الَّذِیۡنَ یَخَافُوۡنَ
سو کیا تم غور نہیں کرتے ف۱ اور خبردار کر دے اس قرآن سے ۵۹ ان لوگوں کو جن کو ڈر ہے
اَنۡ یُّحۡشَرُوۡۤا اِلٰی رَبِّہِمۡ لَیۡسَ لَہُمۡ مِّنۡ دُوۡنِہٖ
اس کا کہ وہ جمع ہوں گے اپنے رب کے سامنے اس طرح پر کہ اللہ کے سوا نہ کوئی ان کا
وَلِیٌّ وَّ لَا شَفِیۡعٌ لَّعَلَّہُمۡ یَتَّقُوۡنَ ﴿۵۱﴾ وَ لَا تَطۡرُدِ
حمایتی ہوگا اور نہ سفارش کرنے والا تاکہ وہ بچتے رہیں ف۲ ۱۲ اور مت دور کر ۶۰
الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ رَبَّہُمۡ بِالۡغَدٰوۃِ وَ الۡعَشِیِّ
ان لوگوں کو جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح اور شام
یُرِیۡدُوۡنَ وَجۡہَہٗ ؕ مَا عَلَیۡکَ مِنۡ حِسَابِہِمۡ
چاہتے ہیں اسی کی رضا تجھ پر نہیں ہے ان کے حساب میں سے
مِّنۡ شَیۡءٍ وَّ مَا مِنۡ حِسَابِکَ عَلَیۡہِمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ
کچھ اور نہ تیرے حساب میں سے ان پر ہے کچھ
فَتَطۡرُدَہُمۡ فَتَکُوۡنَ مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۵۲﴾ وَ کَذٰلِکَ
کہ تو ان کو دور کرنے لگے پس ہو جاوے گا تو بے انصافوں میں ف۳ اور اسی طرح
فَتَنَّا بَعۡضَہُمۡ بِبَعۡضٍ لِّیَقُوۡلُوۡۤا اَہٰۤؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰہُ
ہم نے آزمایا ہے بعضے لوگوں کو بعضوں سے ۶۱ تاکہ کہیں کیا یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے
عَلَیۡہِمۡ مِّنۡۢ بَیۡنِنَا ؕ اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِاَعۡلَمَ بِالشّٰکِرِیۡنَ ﴿۵۳﴾
فضل کیا ہم سب میں کیا نہیں ہے اللہ خوب جاننے والا شکر کرنے والوں کو ف۴
وَ اِذَا جَآءَکَ الَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِاٰیٰتِنَا فَقُلۡ سَلٰمٌ
اور جب آویں تیرے پاس ۶۲ ہماری آیتوں کے ماننے والے تو کہہ دے تو سلام ہے

ع ۹
۱۱

کاف بیان کمال کے لئے ہے. لِیَقُوۡلُوۡۤا میں لام عاقبت کیلئے ہے۔ اس جملہ کا حاصل یہ ہے کہ مشرکین جو دولت مند تھے وہ مسلمانوں کو حقیر سمجھتے تھے اور دولت مند اسلام کی طرف سبقت کرنے کی وجہ سے ان کا حسد کرتے تھے الکفار الاغنیاء کانوا یحسدون فقراء الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم علی کونہم سابقین فی الاسلام مسارعین الی قبولہ (روح ج ۷ ص ۱۶۱)
۶۲ یہ ایمان والوں کے لئے بشارت ہے کَتَبَ عَلٰی نَفۡسِہِ یعنی یہ مشرکین اگرچہ تم کو حقیر سمجھتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے از راہ فضل و احسان ایمان والوں کے لئے رحمت و شفقت اپنے ذمہ لے رکھی ہے۔ اس لئے جو مومن غلطی کے بعد سچی توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور معاف فرمائے گا

موضح قرآن ف۱ یعنی پیغمبر آدمی کے سوا کچھ اور نہیں ہو جاتے کہ ان سے محال باتیں طلب کرے۔ ایک اندھے اور دیکھتے کا فرق ہے۔ ۱۲ ف۲ یعنی یہ سن کر گناہ سے بچتے رہیں۔ ۱۲ ف۳ کافروں میں بعضے سرداروں نے حضرت سے کہا کہ تمہاری بات سننے کو ہمارا جی چاہتا ہے لیکن تمہارے پاس بیٹھتے ہیں رذلے ہم ان کے پاس برابر نہیں بیٹھ سکتے اس پر یہ آیت اتری یعنی خدا کے طالب اگرچہ غریب ہیں انہی کی خاطر مقدم ہے ۱۲ ف۴ یعنی دولت مندوں کو غریبوں سے آزمایا ہے کہ ان کو ذلیل دیکھتے ہیں اور تعجب کرتے ہیں کہ یہ کیا لائق ہیں اللہ کے فضل کے اور اللہ ان کے دل دیکھتا ہے کہ اللہ کا حق مانتے ہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ رؤسا کفار با آنحضرت گفتند کہ ما را عار است کہ با فقراء مسلمین صحبت داریم ایشان را از مجلس خود دور کن تا با تو بنشینیم خدائے تعالیٰ ایں آیت فرستاد ۱۲

عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ

تم پر لکھ لیا ہے تمہارے رب نے اپنے اوپر رحمت کو کہ جو کوئی

مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ

کرے تم میں سے برائی ناواقفیت سے پھر اس کے بعد توبہ کرلے

وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ

اور نیک ہو جاوے تو بات یہ ہے وہ ہے بخشنے والا مہربان ف۱ اور اسی طرح ۶۳ ہم تفصیل

الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۵۵﴾ قُلْ

سے بیان کرتے ہیں آیتوں کو اور تا کہ کھل جاوے طریقہ گنہگاروں کا ف۱ تو کہہ دے

اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ

مجھ کو روکا ۶۴ گیا ہے اس سے کہ بندگی کروں انکی جنکو تم پکارتے ہو اللہ

اللّٰهِ ۭ قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَاۗءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ

کے سوا تو کہہ میں نہیں چلتا تمہاری خوشی پر بیشک اب تو میں بہک جاؤنگا اور نہ

اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۵۶﴾ قُلْ اِنِّىْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ

رہوں گا ہدایت پانے والوں میں تو کہدے کہ مجھ کو شہادت پہنچی میرے رب کی

وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ۭ مَا عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ۭ اِنِ

اور تم نے اس کو جھٹلایا میرے پاس نہیں جس چیز کی تم جلدی کر رہے ہو ف۲ حکم کسی

الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ﴿۵۷﴾

کا نہیں سوا اللہ کے بیان کرتا ہے حق بات اور وہ سب سے اچھا فیصلہ کرنیوالا ہے

قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِيَ الْاَمْرُ

تو کہہ اگر ہوتی میرے پاس ۶۵ وہ چیز جس کی تم جلدی کر رہے ہو تو طے ہو چکا ہوتا

بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۸﴾

جھگڑا درمیان میرے اور درمیان تمہارے اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو

ع ۶ / ۵ / ۱۲

۶۳ یہ عدم تسلیم کی دوسری وجہ ہے یعنی جس قدر مشرکانہ عقائد کی برائی کھول کر بیان کی جاتی ہے اسی قدر ان کے بغض اور کفر میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ وَلِتَسْتَبِيْنَ میں واؤ کے بارے میں تین اقوال ہیں (۱) اس کا معطوف علیہ کوئی مناسب فعل محذوف ہے۔ مثلاً لِتُبَيِّنَ سَبِيْلَهُمْ (۲) یہ جملہ مذکورہ کے مضمون پر معطوف ہے (۳) زائدہ ہے۔ ۶۴ چوتھا طریق تعلیم یعنی مجھے اس بات سے منع کر دیا گیا ہے کہ میں ان باطل معبودوں کو پکاروں جن کو تم پکارتے ہو۔ قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ الخ یہ پانچواں طریق تعلیم ہے یعنی مجھے یہ حکم بھی ملا ہے کہ میں تمہاری خواہشات اور تمہارے خودساختہ دین کی پیروی کروں اگر میں ایسا کروں گا تو ہدایت کی راہ سے بھٹک کر گمراہ ہو جاؤں۔ قُلْ اِنِّىْ عَلٰى بَيِّنَةٍ یہ چھٹا طریق تعلیم ہے۔ یعنی میرے پاس تو اللہ کی طرف سے دلائل موجود ہیں جو میں تمہارے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ باقی رہا وہ عذاب جس کے جلدی آنے کا تم مطالبہ کر رہے ہو وہ میرے اختیار و تصرف میں نہیں وہ صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔ للّٰہ وحدہٗ من غیر ان یکون لغیرہ سبحانہ دخل ما فیہ بوجہ من الوجوہ (روح ج ۷، ص ۱۶۹)

۶۵ یہ ساتواں طریق تبلیغ ہے نیز سوال مقدر کا جواب ہے یعنی جب ہم مانتے نہیں تو ہم پر عذاب لے آؤ تو اس کا جواب دیا گیا کہ وہ میرے قبضے میں نہیں غائبانہ حکم اور تصرف صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔

موضح قرآن ف۱ یعنی غریب مسلمانوں کا دل بڑھانا اور خوشی سُنانا۔

فتح الرحمن ف۱ ظاہر انزدیک مترجم آنست کہ این واؤ زائدہ است مثل واؤ وفتحت ابوابہا ۱۲ ف۲ یعنی عقوبت در اختیار من نیست ۱۲۔

٦٦ یہ توحید پر آٹھویں عقلی دلیل ہے۔ نیز سوال مقدر کا جواب ہے کہ اگر تم عذاب نہیں لاسکتے تو یہ تو بتاؤ کہ عذاب کب آئے گا۔ اس کا جواب دیا کہ اس کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔ یہ قاعدہ کلیہ ہے اور عندہ کا ظرف کی تقدیم افادۂ حصر کے لئے فرشتہ مقرر نہیں ۱۲۔

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۚ وَ

اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی ۶۶ ف۱ کہ ان کو کوئی نہیں جانتا اس کے سوا اور

يَعْلَمُ مَا فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۚ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ

وہ جانتا ہے جو کچھ جنگل اور دریا میں ہے اور نہیں جھڑتا کوئی پتا

وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِىْ ظُلُمٰتِ

مگر وہ جانتا ہے اس کو اور نہیں گرتا کوئی دانہ زمین کے

الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ

اندھیروں میں اور نہ کوئی ہری چیز اور نہ کوئی سوکھی چیز مگر وہ سب کتاب

مُّبِيْنٍ ﴿۵۹﴾ وَهُوَ الَّذِىْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ

مبین میں ہے ف۲ اور وہی ہے کہ قبضہ میں لے لیتا ہے تم کو رات میں ف۳ اور جانتا ہے

مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰٓى

جو کچھ تم کر چکے ۶۷ دن میں پھر تم کو اٹھا دیتا ہے اس میں تاکہ پورا ہو

اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا

وہ وعدہ جو مقرر ہو چکا ہے پھر اسی کی طرف تم کو لوٹ کر جانا ہے پھر خبر دیگا تمکو اس کی

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ

جو کچھ تم کرتے ہو اور وہی غالب ہے ۶۸ اپنے بندوں پر

وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَ اَحَدَكُمُ

اور بھیجتا ہے تم پر نگہبان یہاں تک کہ جب آپہنچے تم میں سے کسی کو

الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ﴿۶۱﴾ ثُمَّ

موت تو قبضہ میں لے لیتے ہیں اس کو ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے اور وہ کوتاہی نہیں کرتے ف۴

رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ۭ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ ۣ وَهُوَ

پہنچائے جاویں گے اللہ کی طرف جو مالک ہے ان کا سچا سن رکھو حکم اسی کا ہے اور وہ

ع ۷ ۱۳

ویعلم ما فی البر والبحر یہ قاعدہ کلیہ کی جزئیات ہیں اور یہاں بھی حصر ہے وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ الخ یعنی ان اشیاء اور جزئیات کے احوال متغیرہ کو بھی صرف اللہ ہی جانتا ہے اور کوئی نہیں جانتا۔ کِتٰبٍ مُّبِيْنٍ اس سے مراد اعمال نامے ہیں جو فرشتوں کے پاس ہوتے ہیں یا اس سے لوح محفوظ یعنی علم الٰہی مراد ہے اور یہی اولیٰ اور راجح ہے۔ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ وھو علم اللہ او اللوح المحفوظ (مدارک ج ۲ ص ۱۳)

٦٧ جَرَحْتُمْ کے معنی کَسَبْتُمْ کے ہیں اور بالنهار میں با بمعنی فی ہے یعنی جو کچھ تم دن میں کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو وہ سب معلوم ہے۔ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ۔ فیه کی ضمیر سے نہار ثانی مراد ہے۔ **٦٨** یہ تخویف دنیوی ہے تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا اہل بدعت اعتراض کرتے ہیں کہ اگر ایک فرشتہ عزرائیل ایک وقت میں ہزاروں جگہ حاضر و ناظر ہو کر ہزاروں انسانوں کی جانیں قبض کر لیتا ہے تو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں ہو سکتے۔ اس آیت سے ان کا اعتراض باطل ہو گیا کیونکہ یہاں رُسُلُنَا جمع کے صیغہ سے معلوم ہوا کہ قبض ارواح پر صرف ایک فرشتہ ہی مقرر نہیں بلکہ اس کے ماتحت ہزاروں لاکھوں فرشتے ہیں جو اس کام پر مقرر ہیں ان کو ملائکۃ الموت یا ملک الموت (بارادۂ اسم جنس) کہتے ہیں اس لئے صرف ایک فرشتہ ہی تمام انسانوں کی جانیں نہیں قبض کرتا بلکہ وہ تو صرف حکم خداوندی کے ماتحت اپنے ماتحتوں کو حکم دیتا ہے لہٰذا اہل بدعت کا مدعیٰ باطل ہے۔ اس کی تائید اور کئی آیتوں سے ہوتی ہے۔ مثلاً سورۂ اعراف ع ۴ میں فرمایا حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ اہل بدعت سورۂ سجدہ کی ایک آیت سے استدلال کرتے ہیں قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِىْ وُكِّلَ بِكُمْ (ع ۱) وہ کہتے ہیں یہاں ملک الموت واحد کا صیغہ ہے جس سے ایک فرشتہ مراد ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ واحد کا صیغہ نہیں بلکہ اسم جنس ہے جو قلیل اور کثیر دونوں کے استعمال ہوتا ہے۔

(۷) آٹھویں عقلی دلیل یعنی ہر ذرہ ذرہ کو جاننے والا حاضر و ناظر اللہ ہی ہے اور جواب سوال مقدر ہے اگر تم عذاب نہیں لاسکتے تو بتاؤ عذاب کب آئے گا۔ جواب دیا مجھے اس کا بھی علم نہیں ۱۲۔ فائدہ

موضح قرآن ف۱ یعنی لوح محفوظ میں ف۲ یعنی سوا حکم کے کسی کی خاطر نہیں کرتے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی انواع علم غیب ۱۲ ف۲ یعنی وقت نوم ۱۲۔

۶۹ یہ توحید پر نویں عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ سے وہ شدائد و مشکلات مراد ہیں جو خشکی یا سمندروں میں انسانوں کو گھیر لیں عن ابن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما شدائدھما واھوالہما التی تبطل الحواس وتدھش العقول (روح ج ۷، ص ۱۷۹) یعنی جب مشرکین شدائد و مشکلات میں گھر جاتے ہیں تو سب کچھ بھول
کر صرف اللہ ہی کو پکارتے ہیں تو جب اللہ ہی متصرف
و کارساز ہے تو مصیبت دور ہو جانے کے بعد اپنے
معبودوں کو کیوں پکارتے ہو اور پھر شرک کرنا شروع
کر دیتے ہو۔ ۷۰ یہ تخویف دنیوی ہے یعنی اگر
تم انکار ہی کرتے چلے جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ اس پر بھی
قادر ہے کہ دنیا میں ہر طرف سے تم پر عذاب نازل کر
دے اور تم میں بغض و عداوت ڈال کر تم کو ٹکڑے
ٹکڑے کر دے اور تم آپس میں لڑنے لگو۔ ۷۱ یہ
زجر ہے۔ لکل نبا مستقر۔ نبأ کے معنی خبر یا امر
(معاملہ) مستقر یعنی وقت استقرار اور وقوع
مطلب یہ کہ ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے جب اس کا وقت
آجاتا ہے تو اس کے وقوع میں ہرگز تاخیر نہیں ہوتی
مثلاً جب معاندین کا انکار اور ضد انتہا کو پہنچ جاتی ہے
تو اللہ کا عذاب آجاتا ہے وَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ تخویف
اخروی کی طرف اشارہ ہے۔ ۷۲ یہ زجر ہے
يَخُوْضُوْنَ یعنی بحث و تمحیص کرتے اور آیتوں کا
مذاق اڑاتے ہیں۔ جب مشرکین آیتوں سے تمسخر
کرنے لگیں تو آپ ان کے پاس مت بیٹھیں ہاں
اگر وہ کوئی اور موضوع چھیڑ دیں تو پھر آپ تبلیغ
کے لئے ان کی مجلس میں بیٹھ سکتے ہیں بَعْدَ
الذِّكْرٰى یعنی نصیحت کرنے کے بعد یا امر خداوندی
یاد آجانے کے بعد۔ مطلب یہ کہ اگر آپ کو ان سے
اعراض کرنے کا حکم یاد نہ رہے اور آپ ان کے پاس
بیٹھے رہیں تو جب آپ کو یاد آجائے اسی وقت
وہاں سے اٹھ کھڑے ہوں اور اس کے بعد وہاں نہ
بیٹھیں یا مطلب یہ ہے کہ ان کو نصیحت کرنے کے
بعد وہاں نہ بیٹھیں۔

اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ۝۶۲ قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ
بہت جلد حساب لینے والا ہے ف۱ تو کہہ کون تم کو بچا لاتا ہے ۶۹ جنگل کے اندھیروں
الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ لَئِنْ
سے اور دریا کے اندھیروں سے ف۲ اس وقت میں کہ پکارتے ہو تم اس کو گڑگڑا کر اور چپکے سے کہ اگر
اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝۶۳ قُلِ
ہم کو بچا لیوے اس بلا سے تو ہم ضرور احسان مانیں گے تو کہہ دے
اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ
اللہ تم کو بچاتا ہے اس سے اور ہر سختی سے پھر بھی تم
تُشْرِكُوْنَ ۝۶۴ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ
شرک کرتے ہو تو کہہ اسی کو قدرت ہے ۷۰ اس پر کہ بھیجے
عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ
تم پر عذاب اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے
اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ؕ
یا بھڑا دے تم کو مختلف فرقے کر کے اور چکھا دے ایک کو لڑائی ایک کی ف۳
اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ۝۶۵ وَ
دیکھ کس کس طرح سے ہم بیان کرتے ہیں آیتوں کو تاکہ وہ سمجھ جاویں ۷۱ اور
كَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ؕ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ
اس کو جھوٹ بتلایا تیری قوم نے ۷۲ حالانکہ وہ حق ہے تو کہہ دے کہ میں نہیں تم پر
بِوَكِيْلٍ ۝۶۶ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝۶۷
داروغہ ہر ایک خبر کا ایک وقت مقرر ہے اور قریب ہے کہ اس کو جان لوگے
وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ
اور جب تو دیکھے ۷۳ ان لوگوں کو کہ جھگڑتے ہیں ہماری آیتوں میں تو ان سے کنارہ کر

موضح قرآن ف۱ یعنی ایک لحظے میں آدمی کی عمر کی بھلائی برائی واضح کر دے
ف۲ قرآن شریف میں اکثر کافروں کو عذاب کا وعدہ دیا ہے یہاں کھول دیا کہ عذاب وہ بھی ہے جو اگلی امتوں پر آسمان سے یا زمین سے اور یہ بھی ہے کہ آدمیوں کو آپس میں لڑاوے اور ایکوں کو قتل یا قید یا ذلیل کرے۔ حضرت نے سمجھ لیا کہ اس امت پر یہی ہوگا۔ اکثر عذاب الیم اور عذاب مہین اور عذاب شدید اور عذاب عظیم انہی باتوں کو فرمایا ہے اور آخرت کا عذاب بھی ہے ان پر جو کافر ہی مرے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی از مصیبتہائے بیابان و دریا ۱۲ ف۲ یعنی افواج متعددہ پیدا شود و بایکدیگر جنگ کنند ۱۲۔

سے یہ زجر ہے یعنی ان لوگوں کو چھوڑ دیئے جنہوں نے لہو و لعب کو اپنا دین بنا رکھا ہے۔ مثلاً غیر اللہ کو پکارتے ہیں اور غیر اللہ کے لئے نحر بھی کرتے ہیں ایسے لوگوں سے آپ تعلقات منقطع کرلیں۔ البتہ تذکیر و تبلیغ کرتے رہیں۔ (الثانی) اِتَّخَذُوۡا ما هو لعب ولهو من عبادة الاصنام وغيرها دينًا لهم (الثالث) ان الكفار كانوا يحكمون في دين الله بمجرد التشهي والتمني مثل تحريم السوائب والبحائر … فعير الله تعالىٰ عنهم بانهم اتخذوا دينهم لعبًا ولهوًا (كبير صفحه ۲۹) جیساکہ آج کل مشرک پیر سارنگی، ڈھولک اور دوسرے ساز بجا کر معرفت الٰہی حاصل کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ سے یہ تخویف اخروی ہے اَنۡ تُبۡسَلَ یہ ابسال سے مضارع مجہول ہے۔ ابسال کے معنی روکنے یا محروم کرنے کے ہیں۔ ان تبسل ای تحبس (روح) او تحرم الثواب (راغب) اَنۡ سے پہلے لام اور اَنۡ کے بعد لا مقدر ہے ای لئلا تبسل یا اَن تبسل سے پہلے مضاف محذوف ہے ای مخافة ان تبسل او كراهة ان تبسل (روح) یعنی آپ ایسے لوگوں سے تعلقات معاشرت قطع کرلیں لیکن ان کو اللہ کے عذاب سے ڈراتے رہیں شاید یہ لوگ ایمان لے آئیں اور اپنے کرتوتوں کی وجہ سے ثواب سے محروم ہو کر ہلاک نہ ہو جائیں کیونکہ جس نے دنیا میں حق کو قبول نہ کیا آخرت میں اس کے لئے جہنم کے سوا کچھ نہیں وہاں کوئی مددگار اور سفارشی نہیں ہوگا۔ ۵ے عَدۡلٌ کے معنی فِدۡیَہٌ کے ہیں۔ اگر بالفرض (کیونکہ واقعہ میں تو ایسا نہیں ہو سکے گا) کوئی مجرم شخص قیامت کے دن فدیہ دیکر عذاب سے بچنا چاہے گا تو اس سے فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ یہ وہی لوگ ہوں گے جو اپنی بدعملی اور کفر و شرک کی وجہ سے ثواب اور اجر سے محروم ہوں گے اس لئے انہیں کفر و انکار کی وجہ سے آخرت میں شدید ترین عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔

عَنۡهُمۡ حَتّٰى يَخُوۡضُوۡا فِىۡ حَدِيۡثٍ غَيۡرِهٖ‌ ؕ وَاِمَّا

یہاں تک کہ مشغول ہو جاویں کسی اور بات میں اور اگر

يُنۡسِيَنَّكَ الشَّيۡطٰنُ فَلَا تَقۡعُدۡ بَعۡدَ الذِّكۡرٰى

بھلا دے تجھ کو شیطان تو مت بیٹھ یاد آ جانے کے بعد

مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۶۸﴾ وَمَا عَلَى الَّذِيۡنَ

ظالموں کے ساتھ ف۱ اور پرہیزگاروں پر

يَتَّقُوۡنَ مِنۡ حِسَابِهِمۡ مِّنۡ شَىۡءٍ وَّلٰـكِنۡ

نہیں ہے جھگڑنے والوں کے حساب میں سے کوئی چیز لیکن

ذِكۡرٰى لَعَلَّهُمۡ يَتَّقُوۡنَ ﴿۶۹﴾ وَذَرِ الَّذِيۡنَ

ان کے ذمہ نصیحت کرنی ہے تاکہ وہ ڈریں ف۲ اور چھوڑ دے ان کو ۳

اتَّخَذُوۡا دِيۡنَهُمۡ لَعِبًا وَّلَهۡوًا وَّغَرَّتۡهُمُ الۡحَيٰوةُ

جنہوں نے بنا رکھا ہے اپنے دین کو کھیل اور تماشا اور دھوکا دیا ان کو دنیا کی زندگی

الدُّنۡيَا‌ وَذَكِّرۡ بِهٖۤ اَنۡ تُبۡسَلَ نَفۡسٌۢ بِمَا كَسَبَتۡ‌

نے اور نصیحت کر ان کو قرآن سے ۴ تاکہ گرفتار نہ ہو جاوے کوئی اپنے کئے میں

لَيۡسَ لَهَا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَلِىٌّ وَّلَا شَفِيۡعٌ‌ ۚ وَاِنۡ

کہ نہ ہو اس کے لئے اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور نہ سفارش کرنے والا اور اگر

تَعۡدِلۡ كُلَّ عَدۡلٍ لَّا يُؤۡخَذۡ مِنۡهَا‌ ؕ اُولٰۤـئِكَ

بدلے میں دے ۵ے سارے بدلے تو قبول نہ ہوں اس سے وہی

الَّذِيۡنَ اُبۡسِلُوۡا بِمَا كَسَبُوۡا‌ ۚ لَهُمۡ شَرَابٌ مِّنۡ

لوگ ہیں جو گرفتار ہوئے اپنے کئے میں ان کو پینا ہے

حَمِيۡمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيۡمٌۢ بِمَا كَانُوۡا يَكۡفُرُوۡنَ ﴿۷۰﴾ ع ۱۴

گرم پانی اور عذاب ہے دردناک بدلے میں کفر کے ف۳

ا یعنی بعد نصیحت کرنے کے یا بعد معلوم ہو جانے کے ۱۲

۲ زجر ہے ۱۲ ۳ یعنی اپنی خواہشات ۔۔۔ غیروں کو پکارنا یا سارنگی وغیرہ بجا کر معرفت الٰہی حاصل ۔۔۔ کرنا ۱۲

۴ تخویف اخروی ۵ ان معنی لو ۔۔۔ کیونکہ واقعہ میں یہ نہ ہو سکے گا ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی جب جاہل دین پر عیب پکڑیں اس مجلس سے سرک جائے اور اگر خطرہ ہو کہ باتوں میں مشغول ہو کر سرکنا بھول جاوے تو سوا نصیحت کے وقت ان میں بیٹھنا ہی موقوف کرے ف۲ یعنی کوئی چاہے کہ ایسے جاہلوں پاس نصیحت کو بھی نہ بیٹھے فرمایا کہ اگر نہ بیٹھے تو اپنے اوپر گناہ نہیں ان کے گمراہ رہنے کا لیکن نصیحت بہتر ہے کہ شاید ان کو ڈر ہو تو نصیحت والا ثواب پاوے ف۳ چھوڑ دے یعنی صحبت نہ رکھ ان سے مگر نصیحت کردے کہ کوئی بے خبر نہ پکڑا جائے۔

قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا
تو کہہ دے کیا ہم پکاریں اللہ کے سوا ان کو جو نہ نفع پہنچا سکیں ہم کو اور نہ
يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ
نقصان اور کیا پھر جاویں ہم الٹے پاؤں اس کے بعد کہ اللہ سیدھی راہ دکھا چکا
كَالَّذِى اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِى الْاَرْضِ حَيْرَانَ
ہم کو مثل اس شخص کے کہ رستہ بھلا دیا ہو اس کو جنوں نے جنگل میں جبکہ وہ حیران ہے
لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ؕ قُلْ
اس کے رفیق بلاتے ہیں اس کو رستہ کی طرف کہ چلا آ ہمارے پاس تو کہہ دے
اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ
کہ اللہ نے جو راہ بتلائی وہی سیدھی راہ ہے اور ہم کو حکم ہوا ہے کہ تابع رہیں
لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧١﴾ وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ
پروردگار عالم کے اور یہ کہ قائم رکھو نماز کو اور ڈرتے
اتَّقُوْهُ ؕ وَهُوَ الَّذِىْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَ
ڈرتے رہو اللہ سے اور وہی ہے جس کے سامنے تم سب اکٹھے ہوگے اور
هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ
وہی ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو ٹھیک طور پر
وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ۬ؕ قَوْلُهُ الْحَقُّ ؕ وَ
اور جس دن کہے گا کہ ہو جا تو وہ ہو جاوے گا ف۱ اسی کی بات سچی ہے اور
لَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِى الصُّوْرِ ؕ عٰلِمُ الْغَيْبِ
اور اسی کی سلطنت ہے جس دن پھونکا جاوے گا صور جاننے والا چھپی
وَالشَّهَادَةِ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿٧٣﴾ وَاِذْ
اور کھلی باتوں کا اور وہی ہے حکمت والا جاننے والا اور یاد کر جب

ت اوّلہ توحید سابقہ کے بعد دوسرا ثمرہ
ت قیل لنا هذا ایکاہ محذوف لاحج بقرینہ یا قبلہ ما قبلہ متکلم بصیغہ ہے ۱۲
ت توحید پر دسویں عقلی دلیل ہو الحکیم الخبیر
ت ای لاظہار الحق
ت دلیل نقلی تفصیلی از ابراہیم علیہ السلام اور ستر ہ انبیاء علیہم السلام سے اجمالاً بطور دستخط ۱۲

٦ے یہ گذشتہ پانچ عقلی دلیلوں کا ثمرہ اور نتیجہ ہے۔ یعنی یہ ثابت ہو گیا کہ (۱) ہر جاندار کا روزی رساں اللہ تعالیٰ ہے (۲) تمام مصائب و مشکلات وہی آسان کرتا ہے (۳) انسانی حواس اور طاقتیں اسی کے قبضے میں ہیں (۴) زمین و آسمان اور بحر و بر کا کلی اور تفصیلی غیب بھی صرف وہی جانتا ہے اور (۵) بحر و بر کے شدائد اور ہر کرب و ضرر سے وہی نجات دیتا ہے تو معلوم ہوا کہ مالک و مختار متصرف و کارساز اور عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے دوسرا کوئی نہیں تو کیا اس کے باوجود ہم اللہ کے سوا ایسوں کو پکاریں جنہیں ہمارے نفع و نقصان کا ذرہ برابر اختیار نہیں جو نہ متصرف و مختار ہیں نہ غیب دان اگر ہم ایسا کریں تو ہم ہدایت کے بعد الٹے پھر گمراہ ہو جائیں گے کیونکہ شرک سب سے بڑی گمراہی ہے کَالَّذِی اسْتَهْوَتْهُ الخ یعنی اس صورت میں ہماری حالت اس شخص کی مانند ہو گی جسے شیاطین نے صراط مستقیم سے بھٹکا دیا ہو اور وہ حیران و سرگرداں پھر رہا ہو اور اس کے دوسرے ساتھی اسے سیدھی راہ کی طرف بلا رہے ہوں لیکن بدقسمتی سے وہ سننے والوں کی آواز تو سن سکتا ہے مگر سیدھی راہ نہیں دیکھ سکتا۔ ٧ے ان مذکورہ دلائل کے ہوتے ہوئے ہم غیر خدا کو تو پکارنے سے رہے یہ تو سراسر گمراہی ہے اور ہدایت کا راستہ وہی ہے جو اللہ نے ہمیں بتایا ہے یعنی توحید کا راستہ اور ہمیں تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ اس اللہ کے سامنے ہی جھکیں جو تمام دنیا جہان والوں کا پروردگار اور مربی ہے وان اقیموا اس سے پہلے قیل لنا مقدر ہے بقرینہ ماقبل۔ ٨ے یہ توحید پر دسویں عقلی دلیل ہے بالحق میں با بمعنی لام ہے یا الحق سے پہلے مضاف محذوف ہے ای لاظہار الحق یعنی یہ زمین و آسمان اور یہ سارا جہان حق اور توحید کو ظاہر کرنے کے لئے اللہ ہی نے پیدا کیا ہے اور اس کی قدرت کا ٹھکانا کیا جب وہ کسی چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ چیز فوراً وجود میں آ جاتی ہے قوله الحق اسی کی بات سچی اور مبنی بر حقیقت ہے له الملك الخ قیامت کے دن اسی کی حکومت ہو گی اور اس کے سوا مجازی طور پر بھی کسی کو کوئی اختیار حاصل نہیں ہو گا عالم الغیب والشہادۃ غیب و شہادت کا کلی علم بھی اسی ہی کو ہے اور کسی کو نہیں ماقبل اور مابعد کے قرینے سے یہاں بھی حصر مراد ہے۔ اس عقلی دلیل سے ثابت ہو گیا کہ کارساز و متصرف اور غیب دان صرف اللہ ہی ہے اور کوئی نہیں۔

موضح قرآن ف یعنی حشر ف۲ اوپر جو فرمایا کہ مسلمان چاہئے کافروں سے کہیں کہ ہم دیوانے کی طرح بہکتے نہیں اس پر آگے قصہ فرمایا حضرت ابراہیم کا کہ جب اپنے نزدیک معبود برحق پالیا پھر قوم کے بہکانے سے نہ بہکے۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی چیزے را ۱۲۔

۷۹ یہ توحید پر پہلی نقلی دلیل ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تفصیلاً اور باقی تمام انبیاء علیہم السلام سے اجمالاً تصدیق و تائید اور دستخط کے طور پر۔ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا لقب ہے اور ان کا نام بقول زجاج باتفاق مؤرخین تارح (بتا، مثناۃ فوقانیہ والف و را، مہملہ مفتوحہ و حاء مہملہ اور بعض نے خاء معجمہ کہا ہے) تھا امام ابن جریج سے بھی تارح منقول ہے۔ حضرت ابن عباس، امام مجاہد، سدی، سعید بن مسیب اور سلمان تیمی کہتے ہیں کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا لقب ہے۔ اول الذکر تینوں بزرگ کہتے ہیں کہ آزر ایک بت کا نام تھا اس صورت میں اس سے قبل مضاف محذوف ہوگا یعنی عَابِدَ اٰزَرَ بعض نے کہا ہے آزر ان کی زبان میں بمعنی مخطی (خطا کار اور غلط راہ پر چلنے والے) کے ہیں۔ سلمان تیمی کہتے ہیں آزر بمعنی اعوج (ٹیڑھا) ہے۔ آزر مشرک ہونے کی وجہ سے خطا کار اور ٹیڑھے راستے پر گامزن تھا اس لئے اس لقب سے ملقب کیا گیا۔ (کذا من الروح ج ۷ ص ۱۹۴ والکبیر ج ۴ ص ۱۰۲)

۸۰ آزر وزن فعل اور علمیت یا وصفیت کی وجہ سے غیر منصرف اور رہوا اَبِیْہِ کا عطف بیان ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ نہیں تھا بلکہ ان کا چچا تھا اور چچا کو باپ کہنا عربی زبان کے محاورات میں عام ہے۔ علامہ سیوطی نے اس پر قرآن مجید کی آیت وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ (شعراء ع ۱۱) سے استدلال کیا ہے اور کہا ہے کہ اس آیت میں ساجدین (سجدہ کرنے والوں) سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء و اجداد مراد ہیں اور تَقَلُّب سے پشت بہ پشت منتقل ہونا مراد ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آباء و اجداد موحد تھے ان میں کوئی مشرک نہیں تھا اس لئے آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ نہیں تھا بلکہ چچا تھا۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ تھا جیسا کہ قرآن مجید کی نص سے ظاہر ہے اس میں تاویل کی گنجائش نہیں اور قرآن میں ساجدین سے صحابہ کرام مراد ہیں جیسا کہ آیت کے سیاق و سباق سے ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ شاہ عبدالقادر دہلوی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ " یعنی جب تو تہجد کو اٹھتا ہے اور یاروں کی خبر لیتا ہے کہ یاد میں ہیں یا غافل " حق تو یہی ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء کرام کے ایمان و کفر کی بحث میں ہرگز نہیں پڑنا چاہئے۔ مسئلہ کی زیادہ تحقیق سورۂ شعراء کے آخر رکوع میں آئیگی انشاء اللہ تعالیٰ

۸۱ اس میں کاف بیان کمال کے لئے ہے یعنی یوں زمین و آسمان کے عجائب ابراہیم علیہ السلام کو دکھانا یہ ہمارا ہی کمال ہے اور نُرِیٓ فعل مضارع، ماضی کی جگہ استعمال کیا گیا ہے ای عرّفناہ و بصّرناہ (روح) مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے زمین و آسمان کے عجائبات اور قدرت خداوندی کی آیات مراد ہیں۔ وَلِيَكُوْنَ اس کا معطوف علیہ محذوف ہے ای لیستدل بہ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ۸۲ هٰذَا سے پہلے بقرینۂ عرف ہمزۂ استفہام محذوف ہے گویا یہ کلام بطریق ارخاء العنان ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم ستارہ پرست تھی اور وہ ان کو ستاروں کا تغیر احوال مشاہدہ کرا کے اسم اللہ کی توحید اور ستاروں کی عاجزی و بیچارگی پر استدلال کرنا چاہتے تھے چنانچہ جب انہیں غروب آفتاب کے بعد سیارہ مشتری نظر آیا تو انہوں نے قوم کو مخاطب کرکے فرمایا کیا یہ میرا رب ہے؟ اور تمہاری طرح میں بھی اس کو رب مان لوں اچھا ذرا اٹھر جاؤ دیکھو اس

قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا
کہا ابراہیم نے ۸۰ اپنے باپ آزر کو ۸۰ کہ تو مانتا ہے بتوں کو

اٰلِهَةً ۚ اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٧٤﴾ وَكَذٰلِكَ
خدا میں دیکھتا ہوں کہ تو اور تیری قوم صریح گمراہ ہیں ف۱ اور اسی طرح ۸۱

نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
ہم دکھانے لگے ابراہیم کو عجائبات آسمانوں اور زمینوں کے

وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ﴿٧٥﴾ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ
اور تاکہ اس کو یقین آ جاوے ف۱ پھر جب اندھیرا کر لیا اس پر رات نے

رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ
دیکھا اس نے ایک ستارہ ۸۲ بولا یہ ہے رب میرا پھر جب وہ غائب ہو گیا تو بولا

اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ﴿٧٦﴾ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا
میں پسند نہیں کرتا غائب ہو جانے والوں کو پھر جب ۸۳ دیکھا چاند چمکتا ہوا بولا یہ ہے

رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ
رب میرا پھر جب وہ غائب ہو گیا بولا اگر نہ ہدایت کرے گا مجھ کو رب میرا

لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ﴿٧٧﴾ فَلَمَّا رَاَ
تو بیشک میں رہوں گا گمراہ لوگوں میں پھر جب دیکھا

الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ
سورج جھلکتا ہوا ۸۴ بولا یہ ہے رب میرا یہ سب سے بڑا ہے

فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا
پھر جب وہ غائب ہو گیا بولا اے میری قوم میں بیزار ہوں ان سے جن کو

تُشْرِكُوْنَ ﴿٧٨﴾ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ
تم شریک کرتے ہو میں نے متوجہ کر لیا اپنے منہ کو اسی کی طرف جس نے

منزل ۲

ف۱ الکاف لبیان الکمال ۱۲
ف۲ ماضی استمراری کی جگہ مضارع لایا گیا ۱۲
ف۳ ای لیستدل ولیکون ۱۲
ف۴ ای اهذا ربی ۹ ہمزۂ استفہام محذوف ہے

موضح قرآن ف۱ حق تعالیٰ کے کلام میں تا کے ساتھ اور آتا ہے۔ یعنی اللہ کو ہر کام خود بھی مقصود ہے اور واسطے دوسرے کے بھی مقصود ہے یہ نہیں کہ واسطے بغیر کام نہ کر سکے۔ مثلاً بندہ تخم ڈالے واسطے درخت کے اس بغیر درخت نہیں ہو سکتا۔ اللہ کو اس بغیر بھی ہو سکتا ہے لیکن درخت بھی مقصود ہے اور اسطرح اگانا بھی مقصود ہے یہی معنی ہیں کہ اللہ کے فعل میں غرض نہیں۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی چنانکہ بر وی ظاہر کردیم کہ بتان لائق عبادت نیستند نیز ظاہر ساختیم کہ ستارہ و ہر چہ در آسمان ہا است و زمین لائق عبادت نیست و واؤ در ولیکون زائدہ است والله اعلم ۱۲

کا حشر کیا ہوتا ہے۔ فَلَمَّآ اَفَلَ جب وہ تارہ غروب ہوگیا تو قوم کو سنا کر فرمایا لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ میں ایسے خداؤں کو پسند نہیں کرتا جو ایک حال پر نہ رہیں اور نہ میں ایسے متغیر الحال معبودوں کی ربوبیت
کا معتقد ہوں ۔ ۸۳ پھر جب چمکتا ہوا چاند دیکھا تو کہا کیا یہ میرا رب ہے؟ کیا میں بھی اس کو اپنا رب اور کارساز بنا لوں؟ فَلَمَّآ اَفَلَ الخ لیکن جب چاند بھی غروب ہوگیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اگر اللہ نے
مجھے ہدایت نہ دی ہوتی اور مجھے سیدھی راہ نہ دکھائی ہوتی تو آج میں بھی ان ستارہ پرست مشرکین کی طرح گمراہ ہوتا۔ ۸۴ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ سورج نکل آیا ہے تو فرمایا یہ ان سب
سے بڑا ہے کیا میرا رب ہے لیکن جب وہ بھی غروب ہوگیا تو فرمایا اب میری حجت تم پر قائم ہوچکی اور تم نے دیکھ لیا کہ تمہارے معبود کس قدر ناپائیدار ہیں اس لئے میں اعلان کرتا ہوں کہ میں ان تمام

فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا
بنائے آسمان اور زمین سب سے یکسو ہو کر اور میں نہیں
مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ﴿۷۹﴾ وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ؕ قَالَ
ہوں شرک کرنے والا ف۱ اور اس سے جھگڑا کیا ۸۵ اس کی قوم نے بولا
اَتُحَآجُّوْٓنِّیْ فِی اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ؕ وَلَآ اَخَافُ
کیا تم مجھ سے جھگڑا کرتے ہو اللہ کے ایک ہونے میں اور وہ مجھ کو سمجھا چکا اور میں ڈرتا نہیں ۸۶
مَا تُشْرِکُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ رَبِّیْ
ہوں ان سے جن کو تم شریک کرتے ہو اس کا مگر یہ کہ میرا رب ہی کوئی تکلیف پہنچانی
شَیْـًٔا ؕ وَسِعَ رَبِّیْ کُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ؕ اَفَلَا
چاہے ف۲ احاطہ کر لیا ہے میرے رب کے علم نے سب چیزوں کا کیا تم
تَتَذَکَّرُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَکَیْفَ اَخَافُ مَآ
نہیں سوچتے اور میں کیونکر ڈروں ۸۷ تمہارے
اَشْرَکْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّکُمْ اَشْرَکْتُمْ
شریکوں سے اور تم نہیں ڈرتے اس بات سے کہ شریک کرتے ہو
بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ عَلَیْکُمْ سُلْطٰنًا ؕ
اللہ کا ان کو جس کی نہیں اتاری اس نے تم پر کوئی دلیل
فَاَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ کُنْتُمْ
اب دونوں فرقوں میں کون مستحق ہے دلجمعی کا بولو اگر تم
تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۱﴾ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا
سمجھ رکھتے ہو جو لوگ یقین لے آئے ۸۸ اور نہیں ملا دیا انہوں
اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِکَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ
نے اپنے یقین میں کوئی نقصان انہی کے واسطے ہے دلجمعی اور وہی ہیں

وقف لازم

۱ چوتھی دلیل ۱۲
۲ پانچویں دلیل ۱۲
۳ معبودانِ باطلہ ۱۲
۴ مستثنیٰ منقطع ہے یعنی اگر کچھ بھی ہوگیا تو میں سمجھوں کا کہ اللہ کی طرف سے ہوا ہے ۱۲
۵ معبودانِ باطلہ ۱۲
۶ ای معبودیتہ ۱۲
۷ یہ بھی ابراہیم علیہ السلام کا کلام ہے یا ادخال الہی ہے ۔ ۱۲

معبودانِ باطلہ سے بیزار ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو۔ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ الخ میں تو اس سے پہلے ہی باطل معبودوں سے منہ موڑ کر اپنا چہرہ اس منزہ صفات کی طرف پھیر چکا تھا جس نے زمین و آسمان کو پیدا فرمایا اور میں نے کبھی مشرکین کا عقیدہ قبول نہیں کیا۔

فائدے ۵۸ مرزا غلام احمد قادیانی کذاب نے ابتدا میں اپنی بعض کتابوں میں لکھا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں جو شخص وفات مسیح کا قائل ہو وہ مشرک ہے لیکن بعد میں جب اس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا تو وہ خود وفات مسیح کا قائل ہوگیا تو اس پر اعتراض کیا گیا کہ پہلے تو مشرکانہ عقیدے پر تھا اور نبی نبوت سے پہلے بھی شرک سے پاک ہوتے ہیں تو اس کا جواب دیتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مذکورہ واقعہ سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ نبیوں سے قبل نبوت شرک جیسا گناہ بھی سرزد ہوسکتا ہے (العیاذ باللہ) حالانکہ یہ صریح کفر ہے۔ قادیانی نے ان آیتوں میں دیدہ دانستہ تحریف کی ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس واقعہ کے بعد اللہ کی توحید کا علم ہوا جو سراسر غلط ہے۔ وہ اس واقعہ سے قبل بھی موحد ہی تھے شرک تو اکبر الکبائر ہے اور اللہ کے نبی قبل نبوت صغیرہ گناہوں سے بھی پاک ہوتے ہیں لَئِنْ لَّمْ یَهْدِنِیْ رَبِّیْ صیغہ ماضی منفی اور اسی طرح اِنِّیْ وَجَّهْتُ ماضی کا صیغہ اور پھر آگے چل کر فرمایا وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّیْ فِی اللّٰهِ یہاں بھی وَقَدْ هَدٰىنِ ماضی کا صیغہ ہے پھر اس کے بعد ارشاد فرمایا وَتِلْکَ حُجَّتُنَآ اٰتَیْنٰهَآ اِبْرٰهِیْمَ عَلٰی قَوْمِهٖ یہ تمام قرائن اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس واقعہ سے قبل بھی توحید پر ہی تھے اور یہ طرز استدلال انہیں اللہ کی طرف سے ان کی قوم پر بطور حجت عطا ہوا۔ بعض لوگ کہتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام بارہ سال تک غار میں رہے اس کے بعد انہیں غار سے نکالا گیا یہ بے بنیاد ہے

۸۵ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کی طرف سے مامور ہو کر شرک کی مذمت کی تو ان کی مشرک قوم ان سے جدال و مخاصمت پر اتر آئی تو انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم اللہ کی توحید کے بارے میں مجھ سے جھگڑا کرتے ہو حالانکہ مجھے تو اللہ تعالیٰ نے دلائل ثلثہ یعنی عقلی، نقلی توحید کی سیدھی راہ دکھائی ہے فِی اللّٰهِ یہاں مضاف محذوف ہے۔ ای فی توحیدہ ... وقد هدانی الی التوحید (مدارک ج ۲ ص ۱۶) ای بالدلائل الثلاثة ۔ ۸۶ یہ سوال مقدر کا جواب ہے مشرکین نے دوران مخاصمت یہ بھی کہا تھا کہ ہمارے معبودوں کی مخالفت چھوڑ دو ورنہ وہ تمہیں نقصان پہنچائیں گے تو اس کا جواب دیا کہ جن کو تم کارساز اور متصرف سمجھ کر اللہ کی عبادت اور پکار میں شریک کرتے ہو وہ بالکل بے بس ہیں میں ان سے ہرگز نہیں ڈرتا۔ ہاں اگر مجھے کوئی نقصان پہنچ

موضح قرآن ف۱ حضرت ابراہیم لڑکے تھے قوم کو دیکھا کہ خالق آسمان و زمین کا اللہ کو کہتے ہیں اور اپنی حاجت اور مراد کے واسطے کوئی مورتیں پوجتا ہے کوئی تارہ چاند سورج چاہا کہ میں بھی ایک کو اپنا رب ٹھہرا رکھوں مورتوں سے اول ہی ناخوش ہوئے پھر کوئی تارہ ٹھہرایا پھر وہ غائب ہوا تو جانا کہ یہ ایک حال پر نہیں کوئی اور ہے اس پر حاکم آپ مستقل ہوتا تو اعلیٰ حال سے ادنیٰ میں نہ آتا۔ پھر چاند سورج میں بھی عیب پایا سب کو چھوڑ کر اسی ایک کو پکڑا جس کو سب مانتے ہیں کہ سب سے بڑا ہے اور عقل صحیح چاہئے کہ جب ایک کو مانا اس سے کون کام نہیں ہوسکتا کہ دوسرا درکار ہو۔

منح الرحمن ف۲ یعنی از انواع محنت ۱۲ ۔

بھی گیا تو میں سمجھوں گا کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے۔ میرے رب کا علم ہر چیز پر حاوی اور ہر شئی کو محیط ہے۔ ۸۷ مَآ اَشْرَكْتُمْ میں مَا سے معبودان باطلہ مراد ہیں۔ اور صلہ میں عائد محذوف ہے ای ما اشرکتموہ اسی
طرح مَا لَمْ یُنَزِّلْ میں بھی مَا سے معبودان باطلہ مراد ہیں اور بِهٖ میں مضاف محذوف ہے ای بعبودیتہ یعنی ڈرنا تو تمہیں چاہیے جو علیم وقدیر اور متصرف وکارساز ہستی کے ساتھ اس کے لاچار بندوں

مُّهْتَدُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ
سیدھی راہ پر ہیں اور یہ ۸۹ ہماری دلیل ہے کہ ہم نے دی تھی ابراہیم کو
عَلٰى قَوْمِهٖ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ
اس کی قوم کے مقابلے میں درجے بلند کرتے ہیں ہم جس کے چاہیں تیرا رب
حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۸۳﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ
حکمت والا ہے جاننے والا اور بخشا ہم نے ابراہیم کو ۹۰ اسحٰق اور یعقوب
كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ
سب کو ہم نے ہدایت دی اور نوح کو ہدایت کی ہم نے ان سب سے پہلے اور اس کی
ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ
اولاد میں سے داؤد اور سلیمان کو اور ایوب اور یوسف کو
وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۴﴾
اور موسیٰ اور ہارون کو اور ہم اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں نیک کام والوں کو
وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ
اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو سب ہیں
الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۵﴾ ۙ وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ
نیک بختوں میں اور اسمٰعیل اور الیسع کو اور یونس کو
وَلُوْطًا ؕ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۶﴾ ۙ وَمِنْ
اور لوط کو اور سب کو ہم نے بزرگی دی سارے جہان والوں پر اور ہدایت کی
اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ
ہم نے بعضوں کو ۹۱ ان کے باپ دادوں میں سے اور ان کی اولاد میں سے اور بھائیوں میں سے اور ان کو ہم نے پسند کیا
وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۸۷﴾ ذٰلِكَ
اور سیدھی راہ چلایا یہ

ع ۹ ۱۵

رکوع ۹ دلیل ۱۲ ... یہ چاروں انبیاء اصول انبیاء ہیں ۱۲ ... ضمیر مجرور کا مرجع نوح علیہ السلام ہے کیونکہ یونس علیہ السلام کسی صورت میں ابراہیم علیہ السلام کی ذریت میں سے نہیں ہوسکتے ۱۲ ... یہ دونوں بہت بڑے بادشاہ تھے ۱۲ ... ان دونوں نے بڑی مصیبتیں جھیلیں ۱۲ ... ان دونوں کو بہت بڑے معجزے ملے ۱۲ ... یہ چاروں بڑے عابد تھے ۱۲ ... ان چاروں کے دین کی شہرت نہیں ہوئی ۱۲ ... یعنی ان میں سے جن کے باپ تھے ... ذریاتہم ... نعمانیہ ۱۲

کو شریک بناتے ہو جن کے معبود ہونے پر کوئی دلیل موجود
نہیں، میں تمہارے ان معبودان باطلہ سے کیوں ڈروں
جو بےبس اور بے اختیار ہیں فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ
اَحَقُّ بِالْاَمْنِ اب تم ہی بتاؤ کہ عذاب سے امن وسلامتی
کا مستحق کون ہے تم شرک کرنے والے یا میں شرک سے
دور رہنے والا اور صرف ایک اللہ کی عبادت کرنے
والا۔ اگلی آیت میں اس سوال کا جواب ہے ۸۸
یہ پہلے سوال کا جواب ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام
کا کلام ہے یا ادخال الٰہی ہے۔ ظُلْمٍ سے مراد شرک
ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۶۶ میں ہے جب
یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے گھبرا کر حضور
علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ ہم
میں سے کون ہے جس نے ظلم وزیادتی نہ کی ہو اس
پر سورۂ لقمان کی آیت اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ نازل
ہوئی۔ یعنی امن وسلامتی صرف ان لوگوں کے لئے
ہے جو ایمان لائے اور جنہوں نے اللہ کی توحید کو مانا
اور پھر اس میں ذرہ برابر شرک کی ملاوٹ نہ کی ۔
۸۹ تِلْكَ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے
گذشتہ استدلال کی طرف اشارہ ہے اشارة الی جمیع
احتجاجه ابراهيم عليه السلام على قومه (مدارک ج ۲ ص ۱۰)
۹۰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تفصیل سے ذکر
کرنے کے بعد اجمالی طور پر تمام انبیاء علیہم السلام کا ذکر
فرمایا سترہ پیغمبروں کا ذکر نام لیکر اور باقیوں کا اشارے
سے۔ انبیاء علیہم السلام کے ذکر میں بھی نہایت ہی عمدہ ترتیب
ملحوظ رکھی گئی۔ پہلے چاروں یعنی حضرت ابراہیم، اسحاق
یعقوب اور نوح علیہم السلام اصول انبیاء ہیں پھر داؤد
اور سلیمان علیہما السلام بہت بڑے بادشاہ تھے، حضرت
ایوب اور یوسف علیہما السلام کو زندگی میں بڑی مصیبتوں
کا سامنا کرنا پڑا، موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو بڑے بڑے
معجزے عطا کئے گئے۔ زکریا، یحییٰ، عیسیٰ اور الیاس علیہم السلام
بہت بڑے عابد وزاہد تھے اور اسمٰعیل، الیسع، یونس
اور لوط علیہم السلام کے ادیان کی زیادہ شہرت نہیں ہوئی
اور نہ ان کے اتباع تھے (من البحر ج ۴ ص ۱۷۳) وَمِنْ
ذُرِّيَّتِهٖ کی ضمیر کو اگر ابراہیم علیہ السلام کی طرف راجع کیا جائے تو لوط علیہ السلام تو برادرزادہ ہونے کی وجہ سے ان کی ذریت میں شامل ہو جائیں گے لیکن یونس علیہ السلام اس میں شامل نہیں ہو سکتے اس لئے ضمیر کا مرجع نوح
علیہ السلام کو بنانا ہی صحیح ہے۔ ۹۱ سترہ نبیوں کا نام بنام ذکر کرنے کے بعد اب یہاں باقی انبیاء علیہم السلام کا اجمالاً ذکر فرمایا یعنی مذکورہ نبیوں کے آباء واجداد میں سے، ان کی اولاد میں سے اور ان کی برادری
میں سے جتنے بھی نبی گذرے ہیں ان سب کو ہم نے باقی مخلوق پر برتری عطا کی اور ان سب کو صراط مستقیم (سیدھی راہ) یعنی راہ توحید کی طرف راہنمائی کی وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ (مذکورہ بالا نبیوں کے باپوں میں سے) اس سے
مراد یہ ہے کہ جن انبیاء کے باپ تھے اسی طرح وَمِنْ ذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ کا مطلب بھی یہ ہے کہ ان میں سے جن کے اولاد اور بھائی تھے یہ مطلب نہیں کہ ان میں سے ہر ایک کا باپ بھی تھا اور ہر ایک کی ۔

اولاد بھی تھی جیسا کہ قادیانی کہتے ہیں اور اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے باپ کے وجود پر استدلال کرتے ہیں۔ ۹۲ ذٰلِكَ سے هَدَيْنٰهُمْ سے مفہوم مصدر کی طرف اشارہ ہے ای الھدی الی الطریق المستقیم ھو ھدی اللہ (بحر ج ۴ ص ۱۷۵، روح ج ۷ ص ۲۱۵)۔ وَلَوْ اَشْرَكُوْا الخ اس کی ضمیر سے تمام انبیاء علیہم السلام مراد ہیں جن کا پہلے صراحتہً یا کنایۃً ذکر ہو چکا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کا شرک کرنا اگرچہ محال ہے لیکن اگر بالفرض وہ بھی شرک کر گذرتے تو ان کے بھی تمام اعمال ضائع ہو جاتے اس تعبیر سے شرک کی انتہائی شناعت وقباحت کا ذکر کرنا مقصود ہے۔ ۹۳ ان کو ہم نے کتاب، حکمت اور نبوت عطا فرمائی یعنی رسولوں پر کتابیں اور صحیفے نازل کئے اور ہر صاحب کتاب کے بعد آنے والے نبی پر پہلی کتاب کا اتباع لازم قرار دیا یہاں تک کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلۂ نبوت منقطع ہو گیا۔ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا

هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ

اللہ کی ہدایت ہے ۹۳ اس پر چلاتا ہے جس کو چاہے اپنے بندوں میں سے

وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۸﴾

اور اگر یہ لوگ شرک کرتے تو البتہ ضائع ہو جاتا جو کچھ انہوں نے کیا تھا

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ

یہی لوگ تھے ۹۳ جن کو دی ہم نے کتاب اور شریعت

وَالنُّبُوَّةَ ۚ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ

اور نبوت پھر اگر ان باتوں کو نہ مانیں مکہ والے تو ہم نے

وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾ اُولٰٓئِكَ

ان باتوں کے لئے مقرر کر دیئے ہیں ایسے لوگ جو ان سے منکر نہیں فٹ یہ وہ لوگ

الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ؕ

تھے جن کو ہدایت کی اللہ نے ۹۴ سو تو چل ان کے طریقہ پر

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ هُوَ

تو کہہ دے کہ میں نہیں مانگتا تم سے اس پر کچھ مزدوری یہ تو محض

اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۰﴾ ع وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ

نصیحت ہے جہان کے لوگوں کو فٹ اور نہیں پہچانا انہوں نے ۹۵ اللہ کو پورا

قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ

پہچاننا جب کہنے لگے کہ نہیں اتاری اللہ نے کسی انسان پر کوئی

شَيْءٍ ؕ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ

چیز پوچھ تو کس نے اتاری ۹۶ وہ کتاب جو موسیٰ لے کر

مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ

آیا تھا روشن تھی اور ہدایت تھی لوگوں کے واسطے جس کو تم نے

ع ۱۰/۱۶

الخ کی ضمیر سے آیات یا نبوت مراد ہے اور هٰٓؤُلَآءِ اسم اشارہ سے اہل مکہ اور قَوْمًا سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مراد ہیں یعنی اگر مشرکین مکہ آیات توحید کو یا نبوت کو نہیں مانتے تو نہ مانیں ہم ایک قوم کو آیات توحید اور نبوت انبیاء پر ایمان لانے کے لئے مقرر کر چکے ہیں اور وہ ایسے راسخ الایمان اور دائم الیقین ہیں کہ کسی بھی وقت ان کے ایمان میں ذرا بھر بھی فرق نہیں آسکتا لیسوا بھا بکٰفرین ای فی وقت من الاوقات بل مستمرون علی الایمان بھا ... قال ابن عباس ومجاھد ھم الانصار واھل المدینۃ وقیل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم مطلقا (روح ج ۷ ص ۲۱۶ ابو السعود)۔ ۹۴ هَدَى کے بعد هُمْ عائد محذوف ہے اور اُولٰٓئِكَ سے مذکور الصدر تمام انبیاء علیہم السلام مراد ہیں یعنی یہ تمام انبیاء علیہم السلام صرف ایک اللہ ہی کو متصرف وکارساز مانتے تھے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے تھے اس لئے آپ بھی مسئلہ توحید میں ان کے نقش قدم پر چلیں۔ اس سے مراد صرف ایمان وتوحید اور اصول دین ہیں تمام احکام وشرائع مراد نہیں کیونکہ شرائع تمام انبیاء علیہم السلام کی مختلف رہی ہیں والمراد بھداھم طریقتھم فی الایمان باللہ وتوحیدہ واصول الدین دون الشرائع فھی مختلفۃ (مدارک ج ۲ ص ۱۲)

۹۵ یہ یہود پر شکوی ہے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں ما عظموا اللہ حق تعظیمہ اور ابو العالیہ فرماتے ہیں ما وصفوہ حق صفتہ اور قدروا کی ضمیر سے جمہور کے نزدیک یہود مراد ہیں اور اذ ظرف قدروا کے متعلق ہے (روح)۔ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ الخ یعنی آج تک اللہ نے کسی بشر پر اپنا کوئی کلام نازل نہیں کیا اس سے ان کا مقصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر طعن کرنا تھا کہ جب آپ بھی بشر ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ آپ پر بھی اللہ کی طرف سے کوئی وحی نازل نہیں ہوئی۔ ۹۶ یہ جواب شکوی ہے اور یہود کے قول نامعقول کا رد ہے کہ اگر تمہارے قول کے مطابق اللہ نے کسی بشر پر کچھ نازل نہیں فرمایا تو بتاؤ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جن کو تم بشر مانتے ہو یہ تورات کس نے نازل کی جو سراپا نور ہدایت تھی جسے تم بھی اللہ کی کتاب مانتے ہو اور یہ بھی مانتے ہو کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ہی نازل ہوئی تجعلونہ قراطیس الخ یہ جملہ استینافیہ ہے اور اس میں علماء یہود کی ایک شرارت کا ذکر کیا گیا ہے یعنی یہ تورات وہی کتاب ہے جس کے بہت حصوں کو تم اپنی خواہشات نفسانیہ کے مطابق محرف ومبدل کر کے مختلف کاغذوں پر لکھ لیتے ہو اور اپنے ماننے والوں اور عقیدتمندوں کو دکھا کر ان پر ظاہر یہ کرتے ہو کہ یہ اللہ کی کتاب تورات کی آیتیں ہیں جسے اللہ نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا۔ اس طرح تورات کے جو مسائل تمہاری خواہشات کے خلاف اور مذہبی پاپائیت کی بنیادیں ہلا دینے والے ہیں ان کو چھپاتے ہو اور جو تمہاری خواہشات کے مطابق ہیں ان کو بیان کرتے ہو۔ آجکل کے علماء سوء کا بھی بالکل یہی وطیرہ ہے وہ قرآن میں تحریف لفظی تو کر نہیں سکتے اس لئے اپنے من گھڑت مسائل کے مطابق آیتوں کا مطلب اپنی طرف سے گھڑ کر عوام کو سنا دیتے ہیں۔ ۹۷ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نزول وحی کی دوسری دلیل ہے یعنی تورات کے ہی ذریعے تمہیں ان امور غیبیہ کا علم حاصل ہوا جنہیں نہ تم جانتے تھے نہ تمہارے آباء واجداد۔ قُلِ اللّٰهُ بقرینہ سوال یہاں فعل محذوف ہے ای انزلہ اللہ یہ گذشتہ سوال

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی مہاجران وانصار وسائر اخیار ۱۲ ف ۲ یعنی چنانکہ انبیاء صبر کردند بر ایذاء کفار تو نیز صبر کن ۱۲۔

۹۲ زبدۂ تبلیغ ... ۹۳ ... ۹۴ تمام انبیاء علیہم السلام اللہ ہی کو متصرف ... ۹۵ شکوی ۹۶ جواب شکوی و دلیل اول برائے صداقت حضرت موسیٰ علیہ السلام ۱۲

قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الخ کا جواب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دینے کا حکم دیکر اس طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ یہود ضد و عناد کی وجہ سے حق کا انکار کریں گے اس لئے آپ یہ جواب دے دیں
وَھٰذَا كِتٰبٌ یعنی شرک فی التصرف پر دلیل وحی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نزول کتاب کا ذکر کرکے فرمایا یہ قرآن بھی ہم ہی نے اتارا ہے اور وہ مسئلہ توحید اور اصول دین میں تورات کی تصدیق کرتا ہے تو
پھر اس کو تم کیوں نہیں مانتے۔ ۹۸ یہ مشرکین کے لئے زجر ہے كَذِبًا سے شرک مراد ہے یعنی غیر اللہ کے لئے تحریمات کرنا اور غیر اللہ کی نذر و نیاز وغیرہ مثل عمرو بن لحی واتباعہ القائلین بان
اللہ حرم السوائب والحوامی الخ (مظہری ج ۳ ص ۲۷۳) اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ یہ شکوی ہے جیسا کہ مسیلمہ کذاب نے نبوت اور نزول وحی کا دعویٰ کیا تھا وَمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ الخ جیسا کہ مشرکین نے کہا تھا لَوْ نَشَآءُ
لَقُلْنَا مِثْلَ ھٰذَا ۹۹ یہ تخویف اخروی ہے غَمَرٰتِ الْمَوْتِ یعنی موت کی شدائد اور سختیاں بَاسِطُوْٓا اَیْدِیْھِمْ ہاتھ پھیلانے والے روح قبض کرنے کے لئے یا مارنے کے لئے ای بالعذاب عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہم یضربون وجوھھم وادبارھم ...... وذھب بعضھم ان ھذا تمثیل لفعل الملٰئکۃ فی قبض ارواح الظلمۃ بفعل الغریم الملح یبسط یدہ الی من علیہ الحق ویعنف علیہ فی المطالبۃ ولا یمھلہ الخ (روح ج ۷ ص ۲۲۳) بِمَا كُنْتُمْ میں باسببیہ ہے یعنی یہ عذاب تمہیں اللہ پر افتراء کرنے اور اس کی آیتوں سے انکار و استکبار کی وجہ سے دیا جائے گا۔ ۱۰۰ فرادیٰ۔ فَرْدٌ یا فَرِیْدٌ کی جمع ہے اور یہ ضمیر خطاب سے حال ہے مَا خَوَّلْنٰكُمْ ای ما اعطینٰکم یعنی ہم نے جو تمہیں مال و دولت دی تھی شُفَعَآءَكُمْ وہ نیک پیر اور اولیاء اللہ جن کو مشرکین خدا کے یہاں سفارشی سمجھ کر ان کی عبادت کرتے اور ان کی نذریں نیازیں دیتے تھے۔ یہ مشرکین سے کہا جائے گا کہ آج تم سب تنہا اور اکیلے میدان حشر میں آئے ہو آج تمہارے ساتھ نہ وہ مال و دولت ہے۔ نہ انصار و اعوان جن پر تم مغرور تھے اور نہ آج تمہارے وہ سفارشی ہی تمہارے ساتھ ہیں جن کو تم اللہ کی عبادت، ربوبیت اور پکار میں شریک کیا کرتے تھے۔ اور جن کے بارے میں تمہیں یقین تھا کہ وہ ہر آڑے وقت میں تمہارے کام آئیں گے۔ آج وہ کہاں ہیں۔ لَقَدْ تَّقَطَّعَ ای الوصل بینکم آج تمہارے اور ان کے درمیان تمام تعلقات منقطع ہو چکے ہیں اور تمہاری تمام خواہشیں اور آرزوئیں خاک میں مل چکی ہیں۔

قَرَاطِيسَ تُبْدُونَهَا وَتُخْفُونَ كَثِيرًا ج
ورق ورق کرکے لوگوں کو دکھایا اور بہت سی باتوں کو تم نے چھپا رکھا ہے
وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوٓا أَنتُمْ وَلَآ ءَابَآؤُكُمْ ط
اور تم کو سکھلا دیں ۹۷ جن کو نہ جانتے تھے تم اور تمہارے باپ دادے ف۱
قُلِ ٱللَّهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِى خَوْضِهِمْ يَلْعَبُونَ ﴿٩١﴾
تو کہہ دے کہ اللہ نے اتاری پھر چھوڑ دے ان کو اپنی خرافات میں کھیلتے رہیں ف۲
وَهَٰذَا كِتَٰبٌ أَنزَلْنَٰهُ مُبَارَكٌ مُّصَدِّقُ ٱلَّذِى
یہ قرآن کتاب ہے جو کہ ہم نے اتاری برکت والی تصدیق کرنیوالی ان کی جو
بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنذِرَ أُمَّ ٱلْقُرَىٰ وَمَنْ
اس سے پہلی ہیں اور تاکہ تو ڈراوے مکہ والوں کو اور اس کے
حَوْلَهَا ط وَٱلَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِٱلْءَاخِرَةِ
آس پاس والوں کو اور جن کو یقین ہے آخرت کا
يُؤْمِنُونَ بِهِۦ وَهُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ﴿٩٢﴾
وہ اس پر ایمان لاتے ہیں اور وہ ہیں اپنی نماز سے خبردار ف۳
وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ ٱفْتَرَىٰ عَلَى ٱللَّهِ كَذِبًا
اور اس سے زیادہ ظالم ۹۸ کون جو باندھے اللہ پر ف۴ بہتان
أَوْ قَالَ أُوحِىَ إِلَىَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَىْءٌ وَ
یا کہے مجھ پر وحی اتری اور اس پر وحی نہیں اتری کچھ بھی اور
مَن قَالَ سَأُنزِلُ مِثْلَ مَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ ط وَ
جو کہے کہ میں بھی اتارتا ہوں مثل اس کے جو اللہ نے اتارا ف۵ اور
لَوْ تَرَىٰٓ إِذِ ٱلظَّٰلِمُونَ فِى غَمَرَٰتِ ٱلْمَوْتِ وَ
اگر تو دیکھے جس وقت ۹۹ کہ ظالم ہوں موت کی سختیوں میں اور

۹۷ یعنی تورات کے ذریعے تم کو امور غیبیہ پر مطلع کیا گیا ۱۲ — مراد دلیل ثانی ہے صداقت موسیٰ علیہ السلام یعنی ان کی نبوت پر دلیلیں، نفی شرک فی التصرف و ترغیب یعنی دو دلیلیں اس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر — ۹۸ ای لتبیین و لیستفاد ۱۲ — زجر ۱۲ — شکوی ۱۲ — تخویف اخروی ۱۲ — ۹۹ ای شدائد الموت ۱۲

موضح قرآن ف۱ ام القریٰ نام ہے مکے کا اس کے معنے بستیوں کی جڑ یا اس واسطے کہ تمام عرب کا مرجع تھا یا کہتے ہیں کہ پانی میں سے زمین اوّل یہی کھلی ہے اور آس پاس سے مراد عرب ہے جب تک انہی پر حکم تھا یا سارا جہان ہے

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی کتمان آیات تورات را قرآن اظہار کرد والاسابق بہ یقیں نمیدانستند ۱۲ ف۲ حاصل آنست کہ اگر یہود گویند حق تعالیٰ ہیچ بشر وحی نمی فرستد نقض کردہ شود بہ تورات و اگر گویند می فرستد استبعاد فرستادن قرآن مجرد تعصب است پس اذ قالوا بجائی ان قالوا گفتہ شد ۱۲ ف۳ انذار اولاً عرب را کردہ شد کہ زبان عربی می فہمند و ثانیاً جمیع اہل ارض را بواسطہ ترجمہ پس اینجا انذار اول مراد است مانند آیت ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ الآیۃ و در آیت وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ اعم از اولی و ثانوی ۱۲ ف۴ یعنی اعتقاد کرد مثلاً بحائر و سوائب از امر الٰہی است و اتفاق سلف دلیل بر آنست واللہ اعلم ۱۲ ف۵ یعنی انشاء کتابی مثل قرآن خواہم کرد و انشاء را بطریق مشاکلت انزال گفتہ شد ۱۲

الْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا
فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہیں کہ نکالو
اَنْفُسَكُمْ ۭ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ
اپنی جانیں آج تم کو بدلے میں ملے گا ذلت کا عذاب
بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ
اس سبب سے کہ تم کہتے تھے اللہ پر جھوٹی باتیں
وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَقَدْ
اور اس کی آیتوں سے تکبر کرتے تھے اور البتہ
جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ
تم ہمارے پاس آ گئے ۱؎ ایک ایک ہو کر جیسے ہم نے پیدا کیا تھا تم کو پہلی بار
وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَاۗءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَ
اور چھوڑ آئے تم جو کچھ اسباب ہم نے تم کو دیا تھا اپنی پیٹھ کے پیچھے اور
مَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَاۗءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ
ہم نہیں دیکھتے تمہارے ساتھ سفارش والوں کو جن کو تم بتلایا کرتے تھے
اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰۗؤُا ۭ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ
کہ ان کا تم میں ساجھا ہے البتہ منقطع ہو گیا تمہارا علاقہ
وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۹۴﴾ اِنَّ اللّٰهَ
اور جاتے رہے کہ جو دعوے کہ تم کیا کرتے تھے اللہ ہے کہ
فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ۭ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ
پھوڑ نکالتا ہے ۱۰۱؎ دانہ اور گٹھلی نکالتا ہے مردہ سے زندہ
وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى
اور نکالنے والا ہے زندہ سے مردہ یہ ہے اللہ پھر تم کدھر

ع ۱۱ / ۱۷

۱؎ مارے گئے قبض ارواح کے لئے ۱۲

۲؎ نیک پیری ق پیش گی ای وصلکم ۱۲

۳؎ دلیل توحید عقلی نمبر گیارہ یعنی ہر شئ میں اللہ ہی متصرف ہے اور کوئی نہیں ۱۲

۱۰۱؎ یہ توحید پر گیارہویں عقلی دلیل ہے یعنی ہر چیز میں متصرف صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ یہ دلیل یہاں سے لیکر اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ تک ممتد ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے بہت سے نشانات عالم علوی اور عالم سفلی سے متعلق بیان فرمائے ہیں الحبّ حبۃ کی جمع ہے حبۃ کے معنی دانے کے ہیں۔ النوی۔ نواۃ (گٹھلی) کی جمع ہے۔ جب دانہ یا گٹھلی کو زمین میں بو دیا جاتا ہے تو دست قدرت ان میں شگاف ڈال دیتا ہے جس میں سے پودا پھوٹ نکلتا ہے۔ وہ حیّ (جاندار، مومن یا پرندے) سے میّت (بے جان۔ کافر یا انڈے) کو نکالتا ہے اور میّت سے حی کو یعنی کافر سے مومن کو پیدا کرتا ہے اور بے جان انڈے سے جاندار بچہ پیدا کرتا ہے۔ یہ تینوں باتیں عالم سفلی سے تعلق رکھتی ہیں۔ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ الخ یعنی جو ہستی ان مذکورہ بالا صفات کی مالک ہے۔ حقیقت میں وہی اِلٰہ ہے اور وہی متصرف و کارساز ہے اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ ۱۰۲؎ صبح کو چیرنے والا۔ صبح دن کے لئے بمنزلہ تخم (بیج) ہے جس طرح بیج کو چیر کر اس سے پودا نکالتا ہے اسی طرح صبح سے دن کی روشنی کو نمودار کرتا ہے۔ سَكَنًا۔ مَا يسكن اليه جس چیز سے سکون و اطمینان حاصل کیا جائے رات کو سَكَنًا فرمایا کیونکہ دن بھر کی تھکاوٹ رات میں آرام و راحت سے تبدیل ہو جاتی ہے۔ حُسْبَانًا مصدر ہے یعنی سورج اور چاند کو حساب کا ذریعہ بنا دیا ان کی گردش سے موسموں کے اختلاف کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ نیز ان کی حرکت سے وقت کی پیمائش کی جاتی ہے۔

فتح الرحمٰن ص۱ یعنی میز نند ۱۲۔

ﷸ رات کے اندھیروں میں، جنگلوں اور سمندروں میں سفر کرنے والے مسافر اگر راہ سے بھٹک جائیں تو مختلف ستاروں کے ذریعے وہ اپنی منزل مقصود کی صحیح سمت معلوم کر کے صحیح و سالم اپنی منزل پر پہنچ جاتے ہیں یہ بھی اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے یہ امور عالم علوی یا نظام شمسی سے تعلق رکھتے ہیں۔ ﷹ یہ اللہ تعالیٰ کا ایک اور احسان ہے کہ اس نے زندگی جیسی نعمت عطا فرمائی اور تمام انسانوں کو ایک جان (آدم علیہ السلام) سے پیدا فرمایا اور ہر ایک کے لئے ایک مستقر اور ایک مستودع بنایا۔ مستقر اور مستودع کی تفسیر میں اقوال مختلف ہیں۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں مستقر (رہنے کی جگہ) سے دنیا مراد ہے اور مستودع سے آخرت۔ فمستقر فی الدنیا و مستودع فی الاٰخرۃ ۱۲

تُؤْفَكُوْنَ ﴿٩٥﴾ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَجَعَلَ الَّيْلَ

بھٹکے جاتے ہو پھوڑ نکالنے والا صبح کی ﷸ روشنی کا اور اس نے رات

سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ؕ ذٰلِكَ

بنائی آرام کو اور سورج اور چاند حساب کے لئے یہ

تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿٩٦﴾ وَهُوَ الَّذِيْ

اندازہ رکھا ہوا ہے زور آور خبردار کا اور اسی نے

جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ

بنا دیئے تمہارے واسطے ستارے کہ ان کے ﷸ وسیلہ سے راستہ معلوم کرو

ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ

اندھیروں میں جنگل اور دریا کے البتہ ہم نے کھول کر بیان کر دیئے پتے

لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿٩٧﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ

ان لوگوں کے لئے جو جانتے ہیں اور وہی ہے جس نے تم سب کو پیدا کیا ﷹ

مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ ؕ

ایک شخص سے پھر ایک تو تمہارا ٹھکانا ہے اور ایک امانت رکھے جانے کی جگہ

قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ ﴿٩٨﴾ وَ

البتہ ہم نے کھول کر سنا دیئے پتے اس قوم کو جو سوچتے ہیں اور

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا

اسی نے اتارا ﷺ آسمان سے پانی پھر نکالی ہم نے

بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا

اس سے اگنے والی ہر چیز پھر نکالی اس میں سے سبز کھیتی

نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخْلِ

جس سے ہم نکالتے ہیں دانے ایک پر ایک چڑھا ہوا اور کھجور کے

ﷸ صبح دن کر دیا بمنزلہ پھاڑنے کے ہے ۱۲

ﷹ مستقر ای فی الدنیا و مستودع ای فی الاٰخرۃ ۱۲

ﷺ آسمان سے بارش بھی وہی برساتا ہے۔ بارش سے تمام کھیت سر سبز و شاداب ہو جاتے ہیں اناج کثرت سے پیدا ہوتا ہے، کھجور کے درخت پھل سے لد جاتے ہیں، انگور، زیتون اور انار کے باغات بھی لہلہانے لگتے ہیں۔ جن کا پھل شکل و صورت میں ایک جیسا ہونے کے باوجود ان کا رنگ، ذائقہ اور حجم مختلف ہوتا ہے اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ الخ ان مذکورہ امور میں ایمان والوں کو اللہ کی توحید پر بڑے بڑے دلائل نظر آتے ہیں یہ تمام امور اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اللہ کی قدرت اور اس کا علم ہر چیز پر محیط ہے لہذا وہی متصرف و کارساز ہے اور کوئی نہیں۔ ﷻ یہ زجر اور شکوی ہے شرکاء مبدل منہ ہے اور الجن اس سے بدل ہے برائے اظہار حقارت۔ یعنی ان جنوں کو انہوں نے اللہ کے شریک بنا رکھا ہے وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍ اور انہوں نے اللہ کے لئے بیٹے اور بیٹیاں گھڑ لی ہیں وہ انبیاء اور اولیاء کو اللہ کے بیٹے اور فرشتوں کو اس کی بیٹیاں قرار دیتے ہیں ان کا خیال تھا کہ جس طرح اولاد باپ کو بہت محبوب ہوتی ہے اور وہ ان کی ہر بات مان لیتا ہے اسی طرح انبیاء علیہم السلام، اولیاء کرام اور ملائکہ اللہ تعالیٰ کو بہت پیارے ہیں اس لئے اسے ان کی ہر بات ماننی پڑتی ہے یہود و نصاریٰ نے اللہ کے لئے بیٹے تجویز کئے تھے اور مشرکین مکہ نے بیٹیاں اما الذین اثبتوا البنین فهم النصاری وقوم من الیهود واما الذین اثبتوا البنات فهم العرب الذین یقولون الملائکة بنات الله (کبیر ج ۴ ص ۱۲۶)

موضح قرآن ف اول سپرد ہوتا ہے ماں کے پیٹ میں کہ آہستہ آہستہ دنیا کے اثر پیدا کرے پھر آ کر ٹھہرتا ہے دنیا میں پھر سپرد ہو گا قبر میں کہ آہستہ آہستہ اثر آخرت کے پیدا کرے پھر جا ٹھہرے گا جنت میں یا دوزخ میں ۱۲

ﷺ یہ جواب شکوی ہے اللہ تعالیٰ مشرکین کے ان بہتانوں سے بالکل پاک اور منزہ ہے، اس نے کسی کو بیٹا یا بیٹی نہیں بنایا وہ بے نیاز ہے اسے ان چیزوں کی ضرورت نہیں وہ خود مختار متصرف و کارساز ہے۔ اس کا ارادہ کسی کے ماتحت نہیں۔ ﷺ یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات سے نفی ولد پر چار دلیلیں ذکر فرمائی ہیں یہ پہلی دلیل ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے عالم علوی اور عالم سفلی کو عجیب وغریب نظام کے ساتھ پیدا فرمایا ہے۔ وہ فاعل علی الاطلاق ہے۔ اسے کسی ولد یا نائب کی ضرورت نہیں۔ دوسری دلیل اَنّٰی یَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ الخ یعنی اللہ تعالیٰ کے بیٹا کس طرح ہو سکتا ہے حالانکہ اس کے بیوی ہی نہیں۔ مطلب یہ کہ تم اللہ کی طرف صاحبہ کی نسبت تو نہیں کرتے ہو لیکن ولد کی نسبت کیوں کرتے ہو حالانکہ ولد صاحبہ (بیوی) کے بغیر نہیں ہو سکتا یعنی اگرچہ تم حقیقی ولد کی نسبت نہیں کرتے ہو لیکن ولد کی طرح نائب تو کہتے ہو جو سراسر غلط ہے۔ تیسری دلیل وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ اس نے تو ہر چیز کو پیدا فرمایا ہے۔ ہر چیز اس کی مخلوق ہے۔ جسے تم اللہ کا ولد کہتے ہو وہ بھی اللہ کی مخلوق ہے تو کس طرح ہو سکتا ہے کہ مخلوق اپنے خالق کی ولد ہو۔ چوتھی دلیل وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ اللہ تعالیٰ کو ساری کائنات کے ذرے ذرے کا علم ہے اور وہ ماضی، حال اور مستقبل کی تمام چیزوں کو جانتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے علم میں کوئی ایسی چیز موجود نہیں جو اسکا ولد ہو۔ پہلی، تیسری اور چوتھی دلیل سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی ولد یعنی نائب نہیں اور دوسری دلیل سے ولد حقیقی کی نفی کی گئی ہے۔ ﷺ دلیل اور جواب شکوی کے بعد ثمرہ ذکر فرمایا یعنی جب کارساز اور غیب دان صرف اللہ ہی ہے اور کوئی نہیں تو صرف اسی کو پکارو۔ پہلے چار دلائل عقلیہ کے بعد ان کا ثمرہ ذکر کیا گیا۔ پھر نویں دلیل عقلی کے بعد دوسرا ثمرہ بیان کیا گیا۔ اب یہاں گیارہویں عقلی دلیل کے بعد تیسری بار دلائل کا ثمرہ بیان کیا گیا ہے۔ دلائل کو اس انداز سے بیان کیا گیا ہے کہ ان کے بعد ذہن خود بخود ان نتائج کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔

ﷺ کیونکہ ولد بغیر صاحبہ نہیں ہوتا ۱۲ اور اگر ولد جیسا کہ کہتے ہو محبت کی وجہ سے تو یہ بھی غلط ہے ۱۲ ﷺ دلائل کے بعد ثمرہ ہے ۱۲ ﷺ یعنی کارساز اور غیب دان صرف اللہ ہی ہے تو صرف اسی کو پکارو ۱۲

مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ
گا بھے میں سے پھل کے گچھے جھکے ہوئے اور باغ
اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا
انگور کے اور زیتون کے اور انار کے آپس میں ملتے جلتے
وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ اُنْظُرُوْۤا اِلٰى ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ
اور جدا جدا بھی ﷺ دیکھو ہر ایک درخت کے پھل کو جب
وَيَنْعِهٖ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ
وہ پھل لاتا ہے اور اس کے پکنے کو ان چیزوں میں نشانیاں ہیں واسطے
يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۹۹﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ
ایمان والوں کے اور ٹھہراتے ہیں ﷺ اللہ کے شریک جنوں کو
وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۭ
حالانکہ اس نے ان کو پیدا کیا ہے اور تراشتے ہیں اس کے واسطے بیٹے اور بیٹیاں
بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا
جہالت سے وہ پاک ہے ﷺ اور بہت دور ہے ان باتوں سے جو
يَصِفُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
یہ لوگ بیان کرتے ہیں نئی طرح پر بنانے والا ﷺ آسمان اور زمین کا
اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ
کیونکر ہو سکتا ہے اس کے بیٹا حالانکہ اس کے کوئی
صَاحِبَةٌ ؕ وَخَلَقَ كُلَّ شَىْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ
عورت نہیں اور اس نے بنائی ہر چیز اور وہ ہر
شَىْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَاۤ اِلٰهَ
چیز سے واقف ہے یہی اللہ ﷺ تمہارا رب ہے نہیں ہے کوئی معبود

ع ۹
۱۲
۱۸

فتح الرحمٰن ﷺ یعنی در صورت درخت و ثمر مانند یکدیگر است و در طعم مخالف یکپارہ شیریں و یکپارہ ترش یا تلخ ۱۲۔

إِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوهُ ۚ وَهُوَ عَلَىٰ

سوا اس کے پیدا کرنے والا ہر چیز کا سو تم اسی کی عبادت کرو اور وہ ہر

كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ﴿١٠٢﴾ لَّا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَ

چیز پر کارساز ہے نہیں پا سکتیں اس کو آنکھیں اور

هُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ ۖ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ﴿١٠٣﴾

وہ پا سکتا ہے آنکھوں کو اور وہ نہایت لطیف خبردار ہے ف۱

قَدْ جَاءَكُم بَصَائِرُ مِن رَّبِّكُمْ ۖ فَمَنْ أَبْصَرَ

تمہارے پاس آ چکیں ۱۱ نشانیاں تمہارے رب کی طرف سے پھر جس نے دیکھ لیا

فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ۚ وَمَا أَنَا عَلَيْكُم

سو اپنے واسطے اور جو اندھا رہا سو اپنے نقصان کو اور میں نہیں تم پر

بِحَفِيظٍ ﴿١٠٤﴾ وَكَذَٰلِكَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ وَلِيَقُولُوا

نگہبان اور یوں طرح طرح ۱۲ سے سمجھاتے ہیں آیتیں اور تاکہ وہ کہیں

دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهُ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿١٠٥﴾ اتَّبِعْ

کہ تو نے کسی سے پڑھا ہے اور تاکہ واضح کر دیں ہم اس کو واسطے سمجھ والوں کے ف۱ تو چل ۱۳

مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا

اس پر جو حکم تجھ کو آوے تیرے رب کا کوئی معبود نہیں سوا

هُوَ ۖ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٠٦﴾ وَلَوْ

اس کے اور منہ پھیر لے مشرکوں سے اور اگر

شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكُوا ۗ وَمَا جَعَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ

اللہ چاہتا ۱۴ تو وہ لوگ شرک نہ کرتے اور ہم نے نہیں کیا تجھ کو ان پر

حَفِيظًا ۖ وَمَا أَنتَ عَلَيْهِم بِوَكِيلٍ ﴿١٠٧﴾

نگہبان اور نہیں ہے تو ان پر داروغہ

۱۱۰ یعنی دنیا میں انسانی آنکھیں اللہ تعالیٰ کی ذات کا ادراک نہیں کر سکتیں دنیا میں اس کی ذات محض اپنی صفات سے معلوم ہوتی ہے جو دلائل کے ضمن میں بیان ہو چکی ہیں وَهُوَ اللَّطِيفُ یہ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ سے متعلق ہے الْخَبِيرُ یہ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ سے متعلق ہے بطریق لف و نشر مرتب (وَهُوَ اللَّطِيفُ) ای العالم بدقائق الامور و مشکلاتہا (الخبیر) العلیم بظواہر الاشیاء و خفیاتہا و ہو من قبیل اللف والنشر (مدارک ج ۲ ص) ۱۱۱ بَصَائِرُ سے دلائل توحید مراد ہیں فَمَنْ أَبْصَرَ فَلِنَفْسِهِ۔ جس نے مسئلہ توحید قبول کر لیا اس نے اپنے ہی بھلے کا کام کیا وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا اور جو شرک پر قائم رہا اس نے اپنا نقصان کیا وَمَا أَنَا عَلَيْكُم بِحَفِيظٍ میں تم پر نگران نہیں ہوں میں تو صرف اللہ کی طرف سے منذر و مبشر ہوں وانما انا منذر واللہ تعالیٰ ھو الذی یحفظ اعمالکم و یجازیکم علیھا (روح ج ۷ ص) اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کارساز اور غیب دان نہیں تھے۔ ۱۱۲ یہ نہ ماننے کی تیسری وجہ ہے یعنی ہم آیات کو کھول کر بیان کرتے ہیں اور یہ مشرکین ان سے اعراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ پیغمبر کسی سے سیکھ کر آیا ہے وَلِيَقُولُوا سے پہلے معطوف علیہ محذوف ہے ای لیسعد بہا قوم و یشقی بہا آخرون ولیقولوا الخ و معنی (درست) قرأت و تعلمت (روح) ۱۱۳ یہ دوسری دلیل وحی ہے یعنی آپ کی طرف اللہ کی جانب سے یہ وحی آ چکی ہے کہ اللہ کے سوا کارساز اور غیب دان کوئی نہیں۔ لہٰذا اسی کو پکارو۔ اس لئے آپ وحی ربانی کے پابند رہیں اور مشرکین کے عقائد باطلہ اور اقوال فاسدہ سے اعراض کریں اور ان کی پروا نہ کریں۔ ۱۱۴ اس کے بعد وَلَٰكِن لِّيَبْلُوَكُمْ مقدر ہے بقرینہ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَٰكِن لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ (مائدہ ع) یعنی اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب کو جبراً ایمان کی توفیق دے دیتا اور کوئی آدمی شرک نہ کرتا مگر یہ ایمان اختیاری نہ ہوتا اور اس طرح ابتلاء و امتحان کی حکمت مفقود ہو جاتی۔ حفیظاً ذمہ دار، وکیل داروغہ، آپ کے ذمہ صرف تبلیغ ہے اگر وہ نہ مانیں تو اس کی ذمہ داری آپ پر نہیں اور نہ آپ کو اس لئے بھیجا گیا ہے کہ آپ ان کو ماننے پر مجبور کریں۔

موضح قرآن ف۱ یعنی آنکھ میں یہ قوت نہیں کہ اس کو دیکھ لے مگر جو وہ آپ کو دکھاوے اس واسطے کہ لطیف ہے۔

فتح الرحمن ف۱ احتمال بود کہ کفار گویند کہ بار بار سابقہ را خواندۂ و آنچہ میگوئی ماخوذ از کتب سابقہ است نہ وحی الٰہی پس خدائے تعالیٰ قرآن را بوجہی نازل ساخت و بوجہی گوناگون بیان کرد کہ مجال این شبہہ نماند زیرا کہ این قسم بیان از خواندن کتب سابقہ نمی آید بدون وحی الٰہی واللہ اعلم ۱۲۔

۱۱۵ یَدْعُوْنَ کے بعد عائد محذوف ہے ای یدعونھم۔ یعنی ان کے معبودان باطلہ کو بھی گالیاں نہ دو اگرچہ وہ حقیقت میں بھی برے ہوں ایسا نہ ہو کہ مشرکین عناد اور جہالت کی وجہ سے اللہ کو گالیاں دینے لگیں لیکن اس پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ مشرکین اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے اس لئے اللہ کو گالیاں دینا ان سے کس طرح متصور ہو سکتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ بعض اوقات غیظ و غضب کی وجہ سے انسان آپے سے باہر ہو جاتا ہے اور اس سے اس قسم کی غلطی صادر ہو جاتی ہے ورد الاشکال بناء علی ان الغضب الغیظ قد یحملهم علی ذلك الا تری ان المسلم قد تحمله شدة غیظه علی التکلم بالکفر (روح ج، ص۲۵۱) یا بحذف مضاف اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینا مراد ہے وقیل المراد بسب اللہ تعالیٰ سب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم (روح) یا مراد تمام مومنین ہیں کیونکہ مشرکین ان کو محض توحید کی وجہ سے گالیاں دیتے ہیں تو ان کو گالیاں دینا گویا کہ اللہ تعالیٰ کو گالیاں دینا ہے۔ **۱۱۶** یہ نہ ماننے کی چوتھی وجہ ہے یعنی مشرکین کو ان کے مشرکانہ اعمال اچھے اور خوبصورت نظر آتے ہیں اس لئے وہ ان کو چھوڑ کر توحید کی طرف نہیں آتے۔ **۱۱۷** زجر بطور شکوی وہ بڑی پکی قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر ان کو معجزہ دکھایا جائے تو وہ مان لیں گے۔ قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ الخ جواب شکوہ آپ فرما دیں معجزات تو اللہ کے اختیار میں ہیں میرے اختیار میں نہیں ہیں۔ انما الاٰیٰت عند اللہ لا عندی فکیف اجیئکم الیها او اٰتیکم بها والمعنی هو القادر علیها لا انا حتی اٰتیکم بها (روح ج۷، ص۲۵۳) **۱۱۸** چونکہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بھی آرزو تھی کہ مشرکین کا مطلوبہ معجزہ آجائے تاکہ وہ ایمان لے آئیں اس لئے یہاں کُمْ ضمیر جمع سے خطاب میں ان کو بھی شامل فرما لیا اور فرمایا کہ تمہیں یہ بات معلوم نہیں لیکن میں جانتا ہوں کہ اگر ان کو مطلوبہ معجزہ دے بھی دیا جائے تب بھی وہ ایمان نہیں لائیں گے اس لئے معجزہ دکھانا حکمت کے خلاف ہے۔ نیز ان کی بہتری اسی میں ہے کہ ان کو معجزہ نہ دکھایا جائے کیونکہ مطلوبہ معجزہ کے انکار کے بعد فوری عذاب آجاتا ہے اور مہلت نہیں ملتی۔ قیل للمؤمنین تتمنون ذلك وما یدریکم انهم یؤمنون۔ حاصل الکلام ان القوم طلبوا من الرسول معجزات قویة وحلفوا انها لو ظهرت لاٰمنوا فبین اللہ تعالیٰ انهم وان حلفوا علی ذلك الا انه تعالیٰ عالم بانها لو ظهرت لم یؤمنوا (کبیر ج۴ ص۱۸۵) **۱۱۹** واؤ تعلیلیہ ہے اور یہ لَا یُؤْمِنُوْنَ کی علت ہے

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اور تم لوگ بُرا نہ کہو ان **۱۱۵** کو جن کی یہ پرستش کرتے ہیں اللہ کے سوا

فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ كَذٰلِكَ

پس وہ بُرا کہنے لگیں گے اللہ کو بے ادبی سے بے سمجھے اسی طرح

زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۠ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ

ہم نے مزین **۱۱۶** نظر میں ان کے اعمال کو پھر ان سب کو اپنے رب کے پاس

مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾

پہنچنا ہے تب وہ جتلا دے گا ان کو جو کچھ وہ کرتے تھے

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ

اور وہ قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی **۱۱۷** تاکید سے کہ اگر

جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ۭ قُلْ

آوے ان کے پاس کوئی نشانی تو ضرور اس پر ایمان لاوینگے تو کہہ دے

اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ

کہ نشانیاں تو اللہ کے پاس ہیں اور تم کو اے مسلمانو کیا خبر ہے **۱۱۸**

اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ وَ

کہ وہ نشانیاں آویں گی تو یہ لوگ ایمان لے ہی آویں گے اور

نُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا

ہم الٹ دیں گے **۱۱۹** ان کے دل اور ان کی آنکھیں جیسے کہ

لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ

ایمان نہیں لائے نشانیوں پر پہلی بار اور ہم چھوڑے رکھینگے

فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ ع

ان کو ان کی سرکشی میں بھٹکتے ہوئے ف

ع ۱۳ ۱۰ ۱۹

اور کما لم یؤمنوا۔ نقلب افئدتھم کی تعلیل ہے یعنی جب پہلی بار ان کے پاس آیتیں آئیں تو انہوں نے ضد و عناد کی وجہ سے ان کا انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر جباریت ثبت کر دی اس لئے اب اگر وہ منہ مانگا معجزہ دیکھیں گے تو ہم ان کے دلوں اور ان کی آنکھوں کو پھیر دیں گے اور وہ ایمان نہیں لائیں گے اور ہم ان کو سرکشی میں سرگرداں چھوڑ دیں گے اور یہ پھیر دنیا تکوینی اسباب کے تحت ہوگا۔ ضد و عناد کی وجہ سے چونکہ ان کے دلوں پر مہر لگ چکی ہے اس لئے ان کی باطنی اور قلبی بصیرت دونوں ماؤف ہو چکی ہیں۔

موضح قرآن **ف** یعنی جن کو اللہ ہدایت دیتا ہے اول ہی حق سن کر انصاف سے قبول کرتے ہیں اور جس نے پہلے ہی ضد کی، اگر نشانی بھی دیکھے تو کچھ حیلہ بنالے فرعون ان نشانیوں پر ایمان نہ لایا۔